

خُلقائے رسول

مستفاد
سید اختر حسین شاہ چشتی سیاری

مَجْلِسُ الدُّعْوَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ
پاکستان

ناشر

مکتبہ چشتیہ قادریہ

بازار ٹاؤن بہاولپور

خُلفائے رُسول ﷺ

○ ————— ○
پیرِ نیک خضر حسین شہتی

مجلس الدعوة الاسلامیہ • پاکستان

نام کتاب :	عقائد رسول
مصنف :	پیر سید خضر حسین چشتی
ناشر :	مکتبہ چشتیہ قادریہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
زیر اہتمام :	حافظ محمد یوسف قمر چشتی سیالوی
حسب فرمائش :	پر و پرائیٹر مکتبہ چشتیہ قادریہ گوجرانوالہ
سن اشاعت :	مجلس الدعوة الاسلامیہ پاکستان - ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء
قیمت :	۱۰ روپے

واحد تقسیم کار
مکتبہ چشتیہ قادریہ متصل جامع مسجد نقشبندیہ
بی بلاک - ماڈل ٹاؤن - گوجرانوالہ

- دارالعلوم چشتیہ غوثیہ پکیری روڈ منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات
- دفتر مجلس الدعوة الاسلامیہ - سرگودھا -
- مکتبہ انوار توحید چنیوٹ -

انتساب

وارث مسند شیخ الاسلام والمسلمین، سیدی مجاہد ملت،
امیر شریعت، حضرت خواجہ حافظ محمد حمید الدین صاحب
دامت برکاتہم العالیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف
کے نام جن کے الطافِ کریمانہ نے کئی فصول کو چمک عطا
فرمائی :



سیال پاک کی زیست نخی حمید الدین امیر بر شاہ شریعت نخی حمید الدین
نکسے شمس و قمر کا ہے نور تابندہ میرے حضور کی راحت نخی حمید الدین
انہی کے دم سے بہا یلداں سے گلشن میں
خضر کا نور بصیرت نخی حمید الدین

احقر العباد

گدلے کو چڑھ کر شد _____ خضر حسین چشتی
ناظر اعظمی دارالعلوم چشتیہ غوثیہ منڈی بہاؤ الدین

فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۶	جنت کے سردار	۱۲-۱۱	حمد و ثناء
۴۶	انتقالِ شیعین	۱۳	تقدیم
۴۷	آئینہ اندکان	۱۷	فضائلِ انتخابِ رسول
۴۷	قد عزیر	۱۸	صحابہ کرام (منقبت)
۴۷	ستاروں کے برابر نکلیں	۱۹	نہجِ ہدایت
۴۸	فضائلِ عمرادِ غیرِ نوح	۲۰	صحابہ کرام از روئے قرآن مجید
۴۸	آئینِ و آئینِ اللہ	۲۰	اللہ ان سے راضی ہے
۴۹	قلبِ مؤمن	۲۰	اہلِ بیعت و عثمان
۴۹	شہداءِ شیعین کا انجام	۲۶	عزبِ اللہ
۵۳	خلیفۃ اقل صدیق اکبر	۲۶	الصادقین
۵۴	مصدقِ اقل	۲۸	صحابہ کرام از روئے حدیثِ رسول
۵۵	نائبِ مصطفیٰ	۳۳	روانق
۵۶	کوہِ استقامت	۳۶	فضائلِ خلفائے اربعہ از روئے قرآن مجید
۵۸	نام و نسب	۴۰	خلفائے رسول از روئے حدیثِ رسول
۵۸	ابوبکر	۴۶	حضراتِ شیعین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸	ابوبکر سے محبت کرنا واجب ہے	۵۹	یقین
۷۹	پشما ہوا لباس	۵۹	صدیق
۷۹	رحمہ دل	۶۰	قرآن و رسول
۷۹	جنابی	۶۱	تصدیق معراج
۸۰	کرامت ابوبکر صدیق	۶۱	ارشاد و مولیٰ علی
۸۰	جو جو پردوں میں چھایا	۶۲	ارشاد و امام باقر
۸۱	کھانے میں برکت	۶۳	صدیق اکبر از روئے قرآن حکیم
۸۲	اپنے وصال کا اعلان	۶۳	تصدیق کرنے والا
۸۳	مکتہ تھراپا	۶۴	پرسوزگار اندھنی
۸۳	آواز محبوب	۶۵	اعلان بخشش
۸۴	وصیت	۶۶	غدا صدیق سے محبت کرنا ہے
۸۴	آپ کی ازواج و اولاد	۶۸	خلافت صدیق
۸۴	صاحبزادے	۷۰	رفیق غار
۸۴	صاحبزادیاں	۷۳	مشیر رسول
۸۵	خلیفہ دوم عمر فاروق اعظم	۷۴	صدیق اکبر از روئے حدیث رسول
۸۷	فاروق اعظم	۷۴	آں امن ان کی برہمائی سے
۸۸	نام و نسب	۷۶	خلیل
۸۸	کفایت و لقب فاروق	۷۷	ابوبکر بسترین ہیں
۹۰	عمر آخری اسلام میں	۷۸	حوض پر ساتھی
۹۲	عمر بن خطاب از روئے کتاب اللہ	۷۸	تین سو ساٹھ خصائل

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۹	آپ کی ازدواج	۹۷	قصۃ الملک
۱۲۰	آپ کی اولاد	۹۸	قاروقی اعظم از حدیث رسول
۱۱۹	خلیفۃ سوم محمد شمس	۹۹	وہابی رسول
	ذو النورین	۹۹	عمر سے شیطان فرماتا ہے
۱۲۲	سیدنا عثمان غنی	۱۰۱	زبانِ عمر
۱۲۵	نام و نسب و کنیت	۱۰۲	فرشتوں نے خوشی منائی
۱۲۵	لقب و القاب و غنی	۱۰۲	سونے کا محل
۱۲۵	ولادت	۱۰۳	پہنچا اہل جنت
۱۲۶	قبولِ اسلام	۱۰۳	حضور عمر کے ساتھ چلی
۱۲۶	ہجرت عثمان	۱۰۳	مناجح الاسلام
۱۲۶	پیکر استقامت	۱۰۵	عمر کی غیرت ایمانی
۱۲۷	عثمان از دست قرآن	۱۰۷	اسلام کا سچا ہمدرد
۱۲۷	جیشِ مسرۃ اور عثمان	۱۰۷	میں کو مقدم سمجھا
۱۲۸	اللہ کی گواہی	۱۰۸	عمر کا اعمال نامہ اور علی
۱۲۹	شب زندہ دار	۱۰۹	کلماتِ عمر قاروقی
۱۳۰	اکبر درختِ سعادت پر بادِ غ	۱۰۹	مکتوبِ بنامِ نیل
۱۳۱	حضرت عثمان از دستِ حدیث	۱۱۰	یا ساریۃ الجبل
	رسول	۱۱۳	متفرقات
۱۳۱	جنت میں رفیق	۱۱۲	صاحبِ قبر سے گفتگو
۱۳۱	شمسِ مظلوم	۱۱۵	شہادتِ قاروقی اعظم

صفحہ	مضمر	صفحہ	مضمر
۱۵۲	صاحبزادیاں	۱۳۲	عقاب عثمان کا جنازہ
۱۵۳	خلیفہ چہارم مولانا علی	۱۳۲	بیعت رضوان
۱۵۴	سیدنا مولا علی	۱۳۳	دست آوراد دست خود گشتہ رسول
۱۵۴	نام نسب	۱۳۳	قیس خلافت
۱۵۴	ابو تراب	۱۳۴	حضور عثمان سے راضی ہیں
۱۵۸	کرم اللہ وجہہ	۱۳۴	کامل الحیاء
۱۵۹	ولادت علی	۱۳۵	دنیا و آخرت میں دوست
۱۵۹	نام علی	۱۳۵	واما و رسول
۱۶۰	مولا علی از روئے قرآن	۱۳۶	رسول کریم کی گواہی
۱۶۸	مولا علی از روئے حدیث رسول	۱۳۶	ذوالنورین کی شہادت سے
۱۶۹	لفظ مولا کے معنی	۱۳۷	قطرہ خون
۱۶۹	مددگار	۱۳۹	شہادت ذوالنورین
۱۶۹	وارث	۱۴۰	کرامت ذوالنورین
۱۶۹	عصبہ	۱۴۲	شہادت ذوالنورین
۱۶۹	دوست	۱۴۴	شہادت کا پس منظر
۱۷۲	قائم مقام عمر	۱۴۵	حسن دینی عثمان کے دروازے پر
۱۷۶	سید کے معانی	۱۴۶	امام حسن زخمی ہوئے
۱۷۳	دار حکمت	۱۴۷	جب علی کو خبر پہنچی
۱۷۴	حکمت کے معانی	۱۵۱	آپ کی انداز
۱۷۵	باب مدیرۃ العلم	۱۵۲	صاحبزادے

صفحہ	مضمر	صفحہ	مضمر
۱۹۶	پتھروں کے بچے خون	۱۹۶	عابد رسول اور چشم علی
۱۹۷	ہیشگریاں	۱۹۷	سنا فح کی پہچان
۱۹۷	احادیث رسول	۱۹۸	مومنوں کا بادشاہ
۱۹۹	علی نے فرمایا	۱۹۸	سوائے میرے اور تمہارے
۲۰۰	ازواج علی	۱۹۹	قرآن اور علی
۲۰۰	صاحبزادے	۱۹۹	زیارت علی
۲۰۱	صاحبزادیاں	۱۹۹	کوکب جنت
۲۰۲	شائقین علی کا انجام	۱۹۹	محبت علی ایمان ہے
۲۰۲	علی کا محبت خدا کا محبت	۱۹۹	علی کا دشمن نبی کا دشمن
۲۰۳	دشمن علی اور اونٹ	۱۹۹	محبوب رب
۲۰۳	این ہشام کا انجام	۱۹۹	سرگوشی
۲۰۴	قتلہ خارجیہ	۱۹۹	شہادت علی
۲۰۴	خوارج	۱۹۹	عنود و درگزر
۲۰۵	عمران خارجی کا کلام	۱۹۹	کرامت علی
۲۰۶	خارجیوں کی قتل و غارت	۱۹۹	سورج پھر اٹھے قدم
۲۰۶	خوارج حسود کی نظریں	۱۹۹	دوسری بار
۲۱۰	علامت خوارج	۱۹۹	شہادت علی
۲۱۱	قرآن کی گواہی	۱۹۹	تائید علی
۲۱۱	بدترین لوگ	۱۹۹	غسل و کفن
۲۱۲	جب انہیں دیکھو	۱۹۹	دفن علی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۲	ایک بیرونی کے سوال کا جواب	۲۱۲	دوزخی کہتے
۲۲۵	نجات	۲۱۲	آخری خلیفہ راشد امام
۲۲۵	نقاہت		حسن مجتبیٰ
۲۲۶	صرت آٹا فرمایا	۲۱۵	امام حسن
۲۲۷	عنود و گزر	۲۱۶	سید امام حسن
۲۲۸	مروان بھی روپڑا	۲۱۷	نام و نسب
۲۲۸	پیدل حج	۲۱۷	لقب سید
۲۲۸	باطنی خلافت	۲۱۸	سید
۲۲۹	کرامات حسن	۲۱۸	ولادت
۲۲۹	ایک حبشی کے لیے دُعا	۲۱۹	انتخاب نام اور عقیقہ
۲۳۰	خشک درخت سے تازہ کھجوریں	۲۲۰	امام حسن لادھنے حدیث رسول
۲۳۰	حسینی علیہ السلام نے فرمایا	۲۲۰	حسن سے محبت
۲۳۱	گستاخی کی سزا	۲۲۱	راکب و دوش رسول
۲۳۱	شہادت حسن	۲۲۱	شبیر رسول
۲۳۲	آپ کی ازواج	۲۲۱	خوشبوئے رسول
۲۳۳	صاحبزادے صاحبزادیاں	۲۲۳	نہایت

حمد باری

قدیر خالق خلقت الہی شان بے تیری
 تو ذائق خلایق ہے سبھی کو پالنے والا
 خزان بے پیمان تیرے میں عارض سما ہے
 نہیں ہرگز کوئی تجھ سے زیادہ زندہ رکھتا ہے
 بے دی تو نے کسی کو عزتِ شاہی والی
 کوئی نوازوا، فخر کشی میں مستند کوئی
 کوئی تیری دلیں پر قصر دنیا کو سما بیٹھا
 کوئی دامن میں تھا جو کچھ رکھی ہی ٹیٹھا
 بہر لحظہ نرالی شان یا رحمن ہے تیری :
 خطاؤں پر سجداتی جتوڑہ ڈالنے والا
 تو لا محدود ہے کولای میں جلوے جا بجا تیرے
 تیرے آگے بھلا سوائی کوئی دم ہارکتا ہے
 کسی کو دسی نادری صاحب بھوک دلائی
 کنی ہے الی ثروت ادا گئے پے لاکھ کوئی
 کوئی دامن میں تھا جو کچھ رکھی ہی ٹیٹھا

تو جو چاہے کرے تجھ کو بھی زیبا ہے مولا

عطر شکوہ کرے تیرا میری تو بہ ہے یا مولا

نعت

رخ شہ انبیاء کا بدھر ہو گیا دونوں عالم کا قبلہ ادھر ہو گیا
 ان کی انگلی کا جب اک اشارہ ہوا پنا خورشید ٹکڑے قسے ہو گیا
 جس پہ ڈالی نگاہ کرم آپ نے تھا وہ گم گشتہ راہ پھر خضر ہو گیا
 چوم لی جس نے خاک قدم آپ کی وہ شہنشاہ بنا تا جور ہو گیا
 میر آقا ہوئے جب تنہم کناں کھل اٹھے پھول وقت سحر ہو گیا
 ان کی پکیوں سے جب ایک ٹکڑا عرش اعظم کا چہرہ بھی تر ہو گیا

جب خضر راستہ بھول جانے لگا

ذکر سرکار کا راہیں ہو گیا

(خضر)

تقديم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى
 الْغُلَامُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّ الْأَنْبِيَاءِ عَظِيمِ الْمَرْجَاوِ
 عَمِيمِ الْجَوْدِ وَالْعَطَاوِ مَارِحِ الذُّلُوبِ وَالْخَطَاوِ
 الَّذِي كَانَ نَبِيًّا وَأَدَمُ بَيْنَ الْيَتِيمِ وَالْمَاءِ مُحَسِّنِ
 الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالشُّعَارُ
 آمَنَّا بِعَدُوِّ

اس دور پر آشوب میں عجیب و غریب تحریکیں جنم لے رہی ہیں۔ جہاں سیاسی شبہ و
 بازوؤں نے جوہی اقتدار میں آتش الحاد کو مہرادی۔ وہاں مذہبی فرقہ پرستوں نے گمشدہ
 کتادل کے سفر میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔

فرقہ دارانہ کشیدگی نے مسیحی اسلام کے شیعہ فرقہ منتشر کرنے میں بڑا گناہ کا کردار ادا
 کیا۔ تقابلی باطل نے اسلامی عقائد و نظریات میں تعلق پر مبنی ایسی ایسی بدعت و بیانات کو جنم
 دیا جن کا قرآن و حدیث اور شریعت مطہرہ میں دور و درنگ نفاذ نہیں ملتا۔

سیاسی بازی گروں نے ذاتی مفادات اور اقتدار کے حصول کی خاطر ایسے ایسے فرقہ
 کا پرپاد کیا جو اسلامی اصولوں کے سراسر خلاف ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرقا ساز اداروں سے ایسے ایسے بدعت پسند اور رنگ نظر نظریں ابھرنے

ماننے آئے ہیں کی کیفیت تحریریں قرآنی انتقاد کا ہاں ہاں ہیں اور بعض گنہگار نما جو قروٹوں نے
منافقت کو حکمت عملی کا نام دے کر سادہ لوح مسلمانوں کی دولت ایمان کو بھی بھر کے ٹوٹا اور
ان کے سکون کو برباد کیا۔ قرآنی آیات کی غلط تاویلات کے سلسلے میں ان کے مترجع یقین پر
ڈال دیا۔ دین اسلام کے ان پیچھے جو نئے دشمنوں کی فریب کاریوں کے سبب آہستہ آہستہ لوگ
غیر اصل علیٰ اند علیہ وآلہ وسلم کی غلطی سے محروم ہوتے چلے گئے۔

ان فرقہ گروں ہی کے اکس نے پر بعض جاہ پرست حکمرانوں نے شعارِ ائمہ کو منہم کر کے
غضبِ خداوندی کو دعوت دی اور ہر وہ چیز جس کی نسبت حضور علیہ السلام سے تھی اسی کو خلاف
حکمِ باقی درجہ دیا۔ اس تعصب ترین لڑے کی تکبیہ نہ واثان بہت ظہور ہے۔ یہ
لوگ نہایت درجہ کے متکار ہیں ان کی واضح ترین علامت یہ ہے کہ اپنے سوا تمام مسلمانوں
کو کافر و مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ اور نبی الانبیاء کی عقیدت و محبت اور احترام کو شریکیت
تعبیر کرتے ہیں۔ تحقیق رسالت ان کے مسلک و مشرب کی بنیاد ہے۔

اس سوچ کے حامل لوگ حضور علیہ السلام کے زمانہ پاک میں بھی تھے، نمازیں پڑھتے
تھے، زکوٰۃ ادا کرتے اور مغزوات میں شریک بھی ہوتے۔ اس کے باوجود وہ کفر الایمان سے
بمروہا بہرہ ہو سکے کہ ان کی زبانوں پر تو اسلام تھا لیکن دلوں میں بغض و عناد اور لگا ہوں کی گینا
اور دشمنیوں کی پگاند لگی تھی۔

زبان سے کہہ دی دیا لا ان تو کیا حاصل

دل و لگاؤ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ جناب زمانہ اور رنگ دین و اسلام فرقہ مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے ملنے
آتا رہا تاہم سچ میں اس فرقے کا ایک مشہور ترین نام "مخارجی" ہے۔

جس نے صحابہ کرامؓ کو کفر کے فتنے سے صادر کیے اور بعض کو واجب القتل قرار دیا۔

موجودہ دور میں یہ گروہ نہایت منظم طریقے سے اسلامی آبادی کو ہڈی سے ہڈی سے

سورت میں حاکمی اسلام کا روپ دھار کر ملتے آیا ہے جس کے ذہن پر غلط فہمی کا
حکمت فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے

حکمت ابیہار، فضیلت صحابہ، خشیت، اہلسنت، اسلام، اولیاء، طریقت، اصفیاء،
اسلامی تعارف اور دینی عقائد اس گروہ کے خاص جدت ہیں۔

اہل حقانیت کی ایک شکل اور بھی ہے جس کے فلسفہ عقائد کی بنیاد معرفت تاریخی جزئیات
پر قائم ہے رسول کریم کے پتے غلاموں اور قریبی رشتہ داروں پر خیر باری کرنا ان کا محبوب ترین
مشغلہ حیات ہے جس کو وہ عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔

اس فرقہ کی چمک دکھ گاہ ہے نثر لہان ہوتی، معنی ہے۔ اسی گروہ میں بدولت
کی تعداد میں تہذیب پیدا ہوئے جو اپنے تصوراتی نظریات میں خدائے پیدا کرنے کی پند و نوحہ میں
سخت ناکام رہے۔

دراصل یہ فرقہ بھی غلامی کی کارستانیوں کی ہی پیداوار ہے، انبیاء نے اسلام کے احمد
کو پارہ پارہ کرنے میں غلامیوں نے وہ کردار ادا کیا جو مسودہ نصاریٰ بھی نہ کر سکے۔
موجودہ غلامیت میں کچھ رنگ اعتبار ال بھی پایا جاتا ہے۔

جس کی وجہ سے ان کے انداز بیان میں شدت کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں غلامی عقائد
کے حامل لوگوں نے جب اپنے ناپاک لواؤں کو عملی شکل دینا چاہی تو سب سے پہلے اہل کائنات
جنت صغیٰ اور جنت ربیع میں صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار کے عزرات بنے۔

سیدنا الفاروق، سیدنا عمر، سیدنا عثمان غنی، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا
عزراہل، حضرت مسیح موعود، سیدنا محمد مصطفیٰ کے عقائد کو نبی سے دوسری سہارا کیا سیدنا
انہو مضمین خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے مرزاہد ربک پر فائز رنگ کرتے وقتوں کتے
نئے رہے۔

اس تک پہنچنے پر کافری رہی ہو۔ اب آٹھ اور آٹھ کر ہمارا مقابلہ کر دیا ہے

یہی جو نہ طاغوت کے وہ تقریباًستہن کے پرچار پر کروڑوں کی تعداد میں رہ رہے غرض
مردم ہے۔ ان حالات میں اپنی حق پر یہ امر واجب ہر جاتا ہے کہ اس قسم کی مذہب و تریس
کا درد و انہول کے غصہ اور طعنہ اپنی خلعت کو مقابلہ کرنے کے لیے میدانِ عمل میں نکلیں اور
لوگوں کو مراد مستقیم سے روشتہ کی کریں۔

زیر نظر کتاب "خلفائے رسول" کی تدوین و اشاعت بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے
ترقی ہے خداوندی اگر شاہی حال رہی۔ زندگی اور صحت نے اگر وفا کی تو کئی اور مرض
پر کھنے کا ارادہ ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بندۂ ناچیز کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

نیا ناگین

میں حضور میں ہستی

فضائلِ اصحابِ رسول ﷺ

اُن کے مولیٰ کے اُن پر کروڑوں درود
 ان کے اصحابِ مہترت پر لاکھوں سلام
 جانشانِ بدرواحہ پر درود
 حق گزارانِ بیعت پر لاکھوں سلام
 وہ دستوں جن کو بختِ کامِ شہود ملا
 اس مبارک جماعت پر لاکھوں سلام

صحابہ کرام

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

ضیائے سید ابراہیم خلیفہ کرام
انہی کے عوں کی حرارت سے یوں زندہ رہا
قرارد عیدہ کرار میں صحابہ کرام
تمام آدم کے سردار ہیں صحابہ کرام

+

ہیں آسمان ہدایت کے ونطش تار سے
علی کے سنے والو علی کے ساتھ رہو
نبی کی آل کے حبش ہیں صحابہ کرام
علی کے یار ہیں غم خوار ہیں صحابہ کرام

+

نسیب لے کے نہایت تھی شام کی
کیا نگاہ رسالت نے انتخاب کی کا
ہر کس مرکز انوار ہیں صحابہ کرام
جیسی تو صاحب کردار ہیں صحابہ کرام

+

ہی تھی حشر کی ذینت تراب پہن کی
صحابہ پاک کو بہتر ہے قہر نہ سمجھو
انہیں کے ذینت دربار ہیں صحابہ کرام
نشان منزل اختیار ہیں صحابہ کرام

+

منجوم ہدایت

شاہ عالم کی الفت میں سرشار سب میں وہ حق و صداقت کے چندان سب
مصطفیٰ جن کو روشن ستارے کہیں ان کی شان صحابہت کی کیا ہانت ہے

+

جانشانِ نبوت، نجوم فلکِ ہدایت، عالمینِ جنت، صوابِ کرم، رضوانِ اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین وہ پاک و ہستیوں ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی نصیحت میں رہنے کی عظیم ترین
سعادت نصیب ہوئی اور جنہوں نے جمالِ جہاں اگر اگوا اپنی آنکھوں سے بار بار دیکھا جن کی
شان میں متعدد قرآنی آیات اور احادیثِ رسول موجود ہیں۔ پھر بھی کہہ لوگ ان نفوسِ قدسیہ
کی شان میں گستاخی کر کے اپنی آخرت کو نہ لیک اور اپنے ایمان کا بیڑا اتار کر بے
ہیں۔ بعض لوگوں نے تجھ و بدویں کے نام پر ان عظیم انسانی شخصیتوں کے باطنِ نفس و کمال
کا بڑے زور و شور سے انکار کیا اور آج تک وہ لوگ آخرتِ مسلمہ کا شیرازہ بھیرنے میں پہنچے نہ آئے
مسلمیتوں کو جانتے کہتے ہیں۔ سیاسی افواض، گروہی مناد، ذاتی منفعت یا پھر شیطان کے
اک نے پر بعض نام نہاد مفکرین نے قرآنِ بندی کی ایسی بنا ڈالی جس سے غلبتِ بیباکوں میں
تقسیم ہو کر رہ گئی۔

محبتِ حقیقت کو ترویج کرنے کی کوششوں میں مصروف لوگو! خدا کے غضب کو
دوست نہ دو۔ صوابِ کرم رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کا بغور مطالعہ کرو اور ان کی پیروی کر کے اپنے دوزخ
یہاں جنت کے چراغ کو روشن کرو۔

نصابِ پاک کو ہر بے حقیر و بے
نقشبہ منزلِ اختیار میں صوابِ کرام

صحابہ کرام از روئے مستان حکیم

۱۔ الشان سے راضی ہے :

ارثاء واری ہے : وَالْكَافِرُونَ الْأَقْلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ
لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا .

(پارہ ۱۱ سورۃ قمر آیت ۳۰)

ترجمہ : اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے
اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ
جی کے نیچے نہریں ہیں ، ہمیشہ ہمیشہ ان ہی رہیں ۔

حضرت سعید بن مسیب اور قتادہ بن سیرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ حضرات
میں جنہوں نے وہ فوج قبول کی طرف نمازیں پڑھیں ، عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ اس سے
مراد ابی ہریرہ ہیں ۔

نام بھی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابی سعید رضوانی ہیں ۔

لیکن مستندین کتب قرآنی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سارے صحابہ کرام ہیں ۔

(تفسیر قرآن جلد ۲ ص ۳۷۵)

۲۔ ابی سعید رضوان :

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُوكَ وَتُكَفِّتُ الشَّجَرَةَ

فَلْيَعْلَمُوا أَنَّهُمْ هَا أَتَوْا السَّيِّئَاتِ عَلَىٰ نَفْسِهِمْ وَأَنَّهُمْ مُّخْتَلَفُونَ
قَرِيبًا ۝ (چوتھی فتح آیت ۱۷)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرنے آئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جہان جہان کے دلوں میں ہے قرآن پر اطمینان اگارا اور انہیں بدلانے والی فتح کا انعام دیا۔

۴۔ اسی آیت بہادری میں مدینہ کے مقام پر بیعت کرنے والوں کو رخصت کئے گئے تھے۔
بشارت دی گئی ہے کہ اس آیت پر بیعت دھڑلے سے ہو۔

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے دن ارشاد فرمایا: اَشْكُرُ الْيَوْمَ غَيْرَ الْفَيْلِ الْاَمْرَ حَيْثُ كُتِبَ لِي الْوَيْلُ
زیں کے تمام دنوں سے افضل ہو۔

۶۔ یہ روایت بھی حضرت جابر سے ہے فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ النَّارَ سَاعِدٌ يَمِينٍ مَّا بَيْعَ قَعَتِ الشَّجَرَةِ ۝ ان میں سے
کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔

۷۔ روایت یہ بھی انہیں سے ہے فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: لَيْسَ خُلُقُ الْجَنَّةِ
مَنْ بَايَعَ قَعَتِ الشَّجَرَةِ ۝ جس نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ ضرور بالضرور جنت
میں جائے گا۔
(تفسیر غازی جلد ۱ صفحہ ۱۷۱)

ان مذکورہ بالا آیات سے اسراہیل واضح ہو گی کہ اللہ تعالیٰ تمام مہاجرین و انصار صحابہ کرام سے راضی ہے اور ان کی جنت کی خوشخبری عطا ہے وہاں جس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اور اللہ کے رسول نے بھی ان کی جنت کی بشارت دی کہ یہ تمام جنت میں ضرور جائیں گے۔ اب اگر کوئی شخص ان کی محبت کا اقرار نہ بھی کرے قرآن کے مرتبہ و مقام میں کوئی فرق نہ پڑے گا کہ قرآن ان کی عزت و جہدگی کا گواہ ہے۔

۳۔ كَانَتْ اَمْشُوًّا بِمِثْلِ مَّاءٍ اَمْشُ تُرْبِهِ فَتَقْدِرُ اَهْتَدَوْا (پاۓ اسے)
 بقرہ آیت نمبر ۱۲۹ ترجمہ: پھر اگر یہ بھی ایسا نہیں جس طرح تم ایمان لائے ہو جو جب وہ ہدایت
 پا گئے۔

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ
 علیہم اجمعین کی طرح ہو کہ صحابہ کرام ایمان کا کسوٹی ہیں۔

۴۔ اِنَّ الْاٰمِنِيْنَ اَمْشُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجِهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ
 اللّٰهِ اَوْ لَوْ كُنَّ يَرٰوْنَكَ رَحِمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(پاۓ ۲ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۱۷)

ترجمہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور رہنوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کا راہ میں، یہی
 لوگ رحمت اللہ کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اس آیت کریمہ کی شان نزول یہ ہے حضرت جہاد بن ابی شامہ کی سرکردگی میں جو مہاجرین
 بھیجے گئے تھے ان کا نسبت بعض لوگوں نے کیا کہ چونکہ ان میں غیر مہاجر تھے کہ یہ دن و رجب کا
 ہے (جو غلطی سے رجب کی پہلی تاریخ میں جہاد کر بیٹھے) اس لیے اس روز قتال کرنا
 تو نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ ان کو یہ
 عمل جہاد بتھمیل ہے وہاں انہیں امیدوار رحمت اللہ رہنا چاہیے اور یہ امید قطعاً پوری
 ہوگی (نزالہ العرفان) اس سے یہ معلوم ہوا کہ جہاد کی غلطی بھی باعث ثواب ہے۔

۵۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ لَوْ كَانَتْ بَيْنَهُمْ اَعْدٰى مَنْ عَشَا رَسُولُ اللّٰهِ
 حَتّٰى يَنْفَضُّوْا (پٹے اس مانتوں آیت ۷۱)

ترجمہ: ایک لوگ بھی جو کہتے ہیں نہ غلطی کر دان (صحابہ کرام) پر جہاد کے محل کے پاس
 ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ (جو کہ سے تلک اگر) پریشان ہو جائیں۔ اس آیت اور
 اس سے پہلے آیت بنات کی شان نزول یہ ہے کہ غزوہ فرائس میں جو مصطفیٰ پر تلے

عَلَىٰ اللَّهِ عَيْنُهُ وَسَلَّمَ فِيهِ هَيْبَةُ قَوْمِ الرَّشِيدِ وَصَوْفُهُ قَوْمِ الْمُسْتَبِيرِ
(تفسیر قادری جلد ۴ ص ۱۹۰)

ترجمہ ، (اے ایمان الہی ، خدا کی قسم : تو ذلیل ہے تو قلیل ہے تو اپنی قوم میں مغضوب ہے
اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند مہمان نے ساری عزتیں بخشی ہیں اور اہل
ایمان ان سے والہانہ محبت کرتے ہیں ۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن ابی کی اس بکواس کا علم ہوا تو حضور
کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ، وَخَوِّفْ أَصْبِرْتَ عُنُقَهُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ ۔ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں جس نے میرا عیال
خوفایا کَیْفَ يَا عُمَرُ إِذَا تَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا أَكْبَدُ
أَصْحَابَهُ (غازی ج ۴ ص ۲۹۰)

اے عمرؓ یہ اجازت کیجئے کہ میں اس کے گردن کاٹ دوں اور اس کے گردن اڑا دوں ہے اور
اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ قابلِ گردن زدن ہے اور
عمر فاروق کے نزدیک واجب القتل ہے ۔

عبداللہ بن ابی کو اس کے قبیلے والوں نے سبایا کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر
اس گستاخی کی معافی مانگ لے تو اس نے ازراہ کبر و غرور قہقہے مسمر کر دیا اور کہنے لگا
أَمْرٌ مُّؤَيَّدٌ أَنْ أَذْهَبَ مِنْ قَبْلِ أَنْ أُغَيَّرَ زَكَوَاتُ عِبَادِي
فَقَدْ أُعْطِيتُ قَمَاقِيَةً إِلَّا أَنْ أَسْجُدَ لِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)
(تفسیر قرطبی - ضیاء القرآن)

تم نے مجھے ایمان دے کا حکم دیا تو میں ایمان لے آیا ۔ تم نے مجھے اپنے مال کی زکوٰۃ دینے
کا حکم دیا تو میں نے زکوٰۃ بھی ادا کر دی ۔ اب ایک بات باقی ہے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو

بہو کر دیں ۔

تیسری نہیں کہیں گے ۔

اس سے چند باتیں معلوم ہونیں ۔ ۱۔ صحابہ کرام پر خراج گزار ایمان کی دلیل ہے ۔
۲۔ صحابہ پر خراج کرنے سے روکنا نفقت کی علامت ہے ۔ ۳۔ صحابہ کا دشمن خدا اور رسول
کا دشمن ہے ۔ ۴۔ صحابہ کو بڑا سب سے اہل نفاق کی پرانی عادت ہے ۔ ۵۔ ابو منافقین باگہ
نہرت میں حاضر ہو کر معافی مانگنے کو شرک و بدعت تصور کرتے ہیں ۔

۶۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : فَلَا أَقْبِرُ بِسَوَاقِعِ النَّجْثِ وَمَا يَدْرَأُونَ ۝ (پارہ ۲۵)

سورہ فاتحہ آیت ۵۵)

ترجمہ : آپس میں قسم کھا آہوں ان جگہوں کی جہاں مٹا سے ڈھبے ہیں ۔

بعض علماء نے سَوَاقِعِ النَّجْثِ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ نجوم سے مراد صحابہ
کرام یعنی ائمہ مہم سَوَاقِع سے مراد ان کی سجدہ گاہیں ہیں جہاں وہ اپنے سب کے
خضر سر سجود رکھتے تھے اور بعض علماء کے نزدیک سَوَاقِع سے مراد ان کے عزرائل
پر افاریہ جہاں وہ عباد اکبر یا عباد اصغر میں جام شامت نوشی کرنے کے بعد استراحت
فرمایا ہیں ۔

تو میرا اپنی تفسیر احمدی میں رقم طراز ہیں :

أَوِ النَّجْثِ وَمَا يَدْرَأُونَ النَّجْثُ أَيْ الْقَحَابَةُ وَمَا يَدْرَأُونَ أَيْ
مَقَابِرُهُمْ ۔

نجوم سے مراد صحابہ کرام ہیں اور ان کے سَوَاقِع سے مراد صحابہ کی سجدہ گاہیں یا ان کے
مقابر ہیں ۔

علامہ سبیل حقی و مراد تعالیٰ اپنی تفسیر روح ایمان میں لکھتے ہیں :

وَقِيلَ لِلْأَعْمَى الْقَحَابَةُ أَوِ الْعُلَمَاءُ أَلَمْ يَدْرَأُوا وَمَا يَدْرَأُونَ

الْمُتَّبِعُونَ

ہر گئی ہے کہ پیغمبر سے صحابہ کرام اور وہ علمائے کرام جو سیدھی راہ دکھانے والے ہیں انہوں نے کے مواقع سے مراد ان کی تہذیبیں۔ (ضیاء القرآن)

۷۔ حِزْبُ اللّٰہِ :

رَبَّنِّی اللّٰہُ عَنِّمْ وَ رَحْمَتُہُمْ وَ رَحْمَتُہُمْ عَنَّا ؕ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ؕ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ؕ (پارہ ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے یہ اللہ کی جماعت ہے جسکی ذکر اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی "دوڑوں جہانوں" میں کامیاب و کامرانی ہے۔

مسلم ہر اگر صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہو گئے اور یہ بھی مسلم ہر اگر بزرگوں کو ربی اللہ سے کہنا جائز ہے۔

خواہ وہ صحابہ کرام ہوں، اولیاء مقام ہوں یا علمائے ذی اختتام ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے : رَحْمَتُہُمْ عَنَّا وَ رَحْمَتُہُمْ عَنَّا ؕ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ ؕ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ؕ

ترجمہ : اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ (سعادت) اس کو ملتی ہے جو اپنے رب سے فدا ہے۔ (پہلے ہی آیت ۸)

۸۔ الصَّادِقُونَ :

وَيَتَقَرَّبُونَ اِلٰہَہُمْ وَ رَسُوْلَہُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُونَ ؕ

(پارہ ۲۸ سورۃ مشرکات آیت ۸)

ترجمہ : اللہ اور اللہ کے رسول کے قریب رہتے ہیں (اپنے جان و مال سے) اللہ تعالیٰ انہوں کے قریب کی ہی لوگ (ایمان و اخلاص میں) سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان صحابہ کرام کی سچائی کا اعلان فرمایا جنہوں نے اپنے عزیز

واللہ رب العالمین وذلک اللہ شہود ومن صرت اللہ ورسول کی محبت میں چھوڑے اور اسلام قبول کیا اور ہر طرح کی سختیوں کو برداشت کیا۔

۹۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْمُحْسِنِينَ (پارہ ۱۰ ص ۱۰۲ ح ۱۰۲)

ترجمہ: تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر (پھر اور محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ دشمنین، ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں بڑی صراحت سے اس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول قیامت پر ایمان لانے والوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسول کے دشمنوں کی محبت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ان کا ایمان اس چیز کو گوارا کرتا ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول محرم کے دشمنوں سے دوستی کرے۔

فرد ایمان اور محبت رسول نے ان کے دلوں کو اس قدر مستور و مغط کر رکھا ہے کہ انسان والہا کی آلائشوں کا وہاں تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دینوں، بد مذہبوں اور خدا اور رسول کے گستاخوں سے دل محبت اور مذہبی اختلافات منقطع نہیں۔

صحابہ کرام کی زندگیوں اس آیت کریمہ کی بھی جاگتی تفسیر ہے چنانچہ حضرت ابو بکرؓ بن جراح نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا، حضرت مصعبؓ بن عمیر نے اپنے بھائی کو قتل کیا، حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے ماموں عاصؓ بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا، حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ نے ربیعہ کے جیڑوں اور اپنے قریبی دشمنوں انصاریہ، ضحیرہ اور ولید بن حنفیہ کو غزوہ بدر میں قتل کیا۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے ہمد کے دل اپنے بیٹے عبدالرحمنؓ اور یحییٰؓ کے پاس لے گئے کہ
 یہ ذات کے لیے طلب کیا کہ اگر آپ بیٹے کے دودھ دیا تو جو یائیں اور شخصہ سے جنگ
 کی اجازت طلب کی اور عرض کیا میرے آقا جیسے اجازت دیکھیں تاکہ میں شہداء کے پٹے
 عمروں میں داخل ہو جاؤں لیکن حضورؐ نے فرمایا ۔ مَتَعَسَا بَعْلُكَ يَا أَبَا بَكْرٍ ۔ اے
 ابو بکر میں اپنی ذات سے فائدہ اٹھا لینے سے ۔ مَا قَتَلْنَا نَكَاحَ عَشِيرَتِي
 بِمَنْزِلَةِ سَتْرٍ وَ قَصَصَتْ بِلَهْ تَرَفِيسِ جَانَا كَرْتِيرِے نزدیک میرے
 کان اور میری آنکھ کی طرح ہے ۔

صحابہ کرام اور اے حدیث رسول

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے :

لَا تَمْسُ الْبُكَارُ رَأْسِيْ اَوْ رَأْسِيْ مَنْ رَأَى (ترمذی شریف ص ۱۱۱)
 کہ اس مسلمان کاٹک نہ چومے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو بھی
 ۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :
 لَا تَبْشُرُ اَصْحَابِيْ لَا تَبْشُرُوْا اَصْحَابِيْ قَوْلَ الْوَدَّ لَفَيْقٍ بِبَيْدٍ كَذَلِكَ
 اَحَدُكُمْ اَلْفَتْقُ وَشَلْ اَحَدٌ ذَهَبًا مَا اَذْرَكَ مَدَّ اَحَدٌ وَهَرَّ وَلَا
 تَبْشُرُوْا ۔
 (صحیح مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۲۰۰) سیدہ زینبؓ کہیں کہیں

تو کہ میرے صحابہ کو بڑا امت کو میرے صحابہ کو بڑا امت کو اس ذات کی قسم میں سب کا
 طے کیا اور ان کو

قدستوی میری ماں ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اصرہ پاؤں کے برابر منہ راہ خواہی تو
مگر تو صحابہ کرام کے ایک نذر میری ہر نظر اگر نہیں پہنچے گا بلکہ نفٹ نہ کر بھی نہیں پہنچ
سکتا۔

۲۔ مکارہ دین کا ارشاد ہے: اَلْکُوْمُوْا اَصْحَابِیْ کَا تَشْفُوْکُمْ رَکْعُوْ۔

(مقدمہ ص ۱۱۱ عرقہ ۱)

میرے اصحاب کی عزت کرو کہ وہ تمہارے بہترین آدمی ہیں۔

۳۔ حضرت علیہ السلام کا فرمان ہے: اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِیْ فَاَمْسِکُوْا

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو ان کو کچھ کہنے سے رک جائیاد کرو

۵۔ فرمایا: اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَمْنَحُوْهُ وُفُوْعًا عَرَضًا یَّعْدُوْہِمْ

اَعْوَجُوْہِمْ فِیْ حَیْثُ اَعْوَجُوْہُمْ فَمَنْ یَّغْفِرْہُمْ فِیْ غَفْوِیْ یَّغْفِرْہُمْ

(مقدمہ ص ۱۱۱ عرقہ ۵)

ترجمہ: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے دو اور میرے بھائیوں اپنی اغراض
کا نشانہ نہ بنا، ہر شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرے گا جو آپ ان کی بغض
رکھتا تو وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے اصحاب کا انتخاب بھی

فرمایا، اللہ میں سے میرے لیے والا بھی منتخب فرمائے اور دوست بھی

فَمَنْ حَفِظْنِیْ فِیْہُمْ حِفْظَہُ اَللّٰہُ وَ مَنْ اَذَانِیْ فِیْہُمْ اَذَانِیْ

اَللّٰہُ

(مقدمہ ص ۱۱۱ عرقہ ۶)

ہم جو شخص ان کے بارے میں میرا تحفظ کرے گا اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔

اور جو شخص ان کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اسے ایذا دے گا۔

۷۔ تحقیق نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا

اِنَّ تَعَالٰی نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے اصحاب اور اہل واداء بھی منتخب فرمائے
وَسَيَايَ قَوْمٌ يُّسَبِّحُوْنَكُمُ وَ يَتَّقُوْنَكُمْ وَ كَلَّا ثَجَابَ لِيْهِمْ
وَلَا تُفَارِدُوْهُمْ وَلَا تَفْجَرُوْهُمْ وَلَا تَكْلُمُوْهُمْ وَلَا تَكْذِبُوْهُمْ

(صواعق عظمیٰ ص ۱۰)

ترجمہ:۔ حضورؐ ایک قوم ہم کی جہاں کو برا بھلا کہے گی اہل ان کی تنقیض کرے گی ایسے لوگوں
کے ساتھ نہ چلنا، انہما بیٹھا، اور نہ کلام و بیاد نہ کرو۔

۸۔ یہ روایت بھی حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا،
وَمَنْ أَحَبَّ الْقَوْلَ فِي أَصْحَابِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ أَسَاءَ
الْقَوْلَ فِي أَصْحَابِي فَهُوَ مُنَافِقٌ

(رواۃ الترمذی تہذیب السنن ص ۱۰۱) (مجموعہ میرٹھ ص ۵)

ترجمہ:۔ جس نے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کی وہ مومن ہے اور جس نے بُری
بات کی وہ منافق ہے۔

۹۔ سیدنا علیؓ اور علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَ أَصْحَابِي عَلَى الثَّقَلَيْنِ حَسَنَ وَ عَلِيٍّ الْيَقِينِ وَ
الْمُسْلِمِينَ

(الصواعق العظمیٰ ص ۱۰۱) (مجموعہ میرٹھ ص ۱۰۱)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو چھوڑ کر تمام میں ماضی پر چر صحابہؓ کو ترجیح دی ہے

۱۰۔ ابراہیمؑ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، لَقَدْ
اَنْذَرْتُكُمْ سَبَّ اَصْحَابِي

(صواعق ص ۱۰)

میرے صحابہ کو برا کہنے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔

۱۱۔ ترمذی اللہ فرمایا نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمْسُكُ بِأَنْصَرِ إِلَّا أَتَتْهُ قَاهِلَةٌ أَكْثَرُ
لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - (مراجعتی حرقہ ص ۱۶)

جب کسی صحابی میرا کوئی صحابی فوت ہو جائے تو اسے اس حدیث کے لوگوں کے
یسے قیامت کے دن قاتل اور قہر بنا کر بھیجا جائے گا۔

۱۲۔ وہابی نے حضرت انس سے روایت کی ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
إِذَا آوَاكَ اللَّهُ بِرَجُلٍ مِنْ أَقْبَتِي حَسْبُكَ أَلَمْ يَحُبَّ أَصْحَابِي فِي
قَلْبِهِ - (مراجعتی حرقہ ص ۱۷)

جب اللہ تعالیٰ میری امت کے کسی آدمی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے
دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

۱۳۔ خواجہ ودیع اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَقَلْبُهُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَكُ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ - (الشرف الرضوی ص ۱۰۵)

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت
۱۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
شَقَائِقِي مُبَاحَةٌ إِلَّا لِمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي (الشرف الرضوی ص ۱۰۴)

میری شقاوت (پر مسلمان کے لیے) بائز ہے مگر اسے اس شخص کے جس نے میرے
صحابہ کو گالی دی۔

۱۵۔ امام احمدی و علامہ یوسف بن اسحاق نجفانی نور اللہ علیہ فرماتے ہیں شہرہ آفاق کتاب شریف
الترغیب والترہیب (محبوبہ مصر) میں رقم ازہی کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
إِذَا آوَاكَ الَّذِينَ يَسْتُوْنَكَ أَصْحَابِي فَتَلُوْا لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى مَنْ كَفَرَ
(الشرف الرضوی ص ۱۰۴)

بہ تم میں لوگوں کو بھر جو میرے صحابہ کر گائیں جیتے ہوں تو ان کو تم سے شرم
پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ۔

۱۶۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اِنَّ شَرَّ اَرْوَاقِ اَقْبَتِيْ اَجْرُوْهُ فَشَرُّ عَلٰی
صَحَابَتِيْ (الشرف المزیج ص ۴)

میری ہی امت کے شر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر بہت برائی ہیں۔
(یعنی وہ لوگ جو میرے اصحاب کو برا بھلا کہنے میں مصروف رہیں گے)

۱۷۔ مواہق محرقہ میں علامہ حجر بنی وادھنی کے حوالے سے لکھتے ہیں

مَنْ حَوَّضَنِيْ فِيْ اَصْحَابِيْ وَرَدَّ عَلَيَّ الْحَوَاضِ وَمَنْ اَلْوَدَّ حَوَّضِيْ
فِيْ اَصْحَابِيْ لَوْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوَاضِ وَ اَلْوَدَّ يَنِيْ (مواہق محرقہ ص ۴)
صحابہ کے بارے میں میرا تحفظ کرے گا وہ حوض کوثر پر وارد ہو گا اور میں نے
حوض کے بارے میں میرا تحفظ نہ کیا وہ حوض کوثر پر نہیں آسکے گا اور نہ ہی اسے
میرا دیدار نصیب ہو گا۔

۱۸۔ امام ابوہریرہؓ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ:

مَثَلُ اَصْحَابِيْ مَثَلُ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلَحُ الطَّعَامُ اِلَّا
بِالْمِلْحِ (مواہق محرقہ ص ۴)

میرے صحابہ کما حقہ میں نمک کی مانند ہیں اور کھانا نمک ہی سے اچھا بناتا ہے۔

۱۹۔ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَصْحَابِيْ كَالْجُوزِ يَابِقِهِمْ اَقْتَدَيْتُمْ اَقْتَدَيْتُمْ

(الشرف المزیج ص ۱۰)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت
پائو گے۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام سے محبت و محبت کا کتنا
 ایمان کی علامت ہے اور ان کی شان میں سب و ختم کرنا رسول کریم کی ناراضگی کا باعث اور
 منافقت کی نشانی ہے۔ ان روکشن ترین و فاضل و باہمی کے ہوتے ہوئے ان پاکیزہ سچے
 پر زبان طبع و دانا کرنے کو نہایت باطن کا مذہب و مہر و ہی کہا جائے گا۔ اسی میں روش کر
 اسلام خداوندی اور دین مصطفوی سے کمال بقاوت کے مترادف ہی تصور کیا جائے گا۔ وہ
 لوگ جو ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں وہ نہ درجہ بالا احادیث کا بار بار مطالعہ کریں،
 سوچیں اور غور کریں اپنی جانوں پر غم نہ کریں اس لیے کہ ان کی قیامت کے دن ہم سب شفقت
 رسول کے طلب گار ہوں گے اور حضور کا فرمان ہے کہ میں اس کی شفقت ہرگز نہ کرؤں گا
 جو میرے صحابہ کوڑا بھلا کے گا۔

روافض ۱

رافضی اپنے امام کو چھوڑ دینے والے کو کہتے ہیں
 علامہ ابن طریح نخعی مع ابوہریرہ میں رافضہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ وہ فرقہ ہے
 جنہوں نے حضرت سیدنا زید بن علی کو اس وقت چھوڑ دیا تھا جب آپ نے انیسویں
 صحابہ کرام پر طعن کرنے سے منع فرمایا تھا۔ جب رافضہ کو پتا چلا کہ یہ شخص (صدیق و خلیفہ)
 رضی اللہ عنہما کو برا بھلا نہیں کہتے تو ان لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ عقب ہر اس
 شخص کے لیے استعمال ہونے لگا جس نے اس مذہب میں غلو اختیار کیا اور صحابہ پر طعن
 کرنے کو جائز قرار دیا۔ (ماشیہ مواہج محرقہ)

۲۔ ابوذر مہروی نے حضرت جابر، حضرت حسن بن علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
 عنہم سے ایک روایت بیان کی ہے اور ذہبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
 عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يُسَمُّونَ الْكَافَّةَ تَيْرُفُكُونَ
 الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُوهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ (مراحم مرقوم ۵)
 آخری زمانہ میں وہ افغان نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام کو چھوڑ دے گی اسے جہاں پاؤ
 قتل کر دیں گے کہ وہ مشرک ہے۔

۵ ابھی نے ایک اور روایت ابوازیم بن حسن بن حسن بن علی ان کے آپ ابو جہاد
 سے بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا: يَطْلُبُنِي آخِرُ الزَّمَانِ يُسَمُّونَ الْكَافَّةَ
 يَرْتَضُونَ الْإِسْلَامَ۔ (ایضاً)

کہ آخری زمانہ میں میری امت میں وہ افغان نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام کو چھوڑ
 دے گی

۵ واقعہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علیہ السلام
 نے فرمایا: سَمَاءِي مِنْ بَعْدِي قَوْمٌ الْهَرَجَةُ يُقَالُ لَهُمُ الرَّاغِبَةُ
 فَإِنْ آذَنَتْهُمْ فَأَقْبَلُوهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ۔

معتزب میر سے بعد ایک قوم ہوگی جن کا برا لقب ہوگا جنہیں رافضی کہا جائے گا
 اگر تو انہیں پائے تو قتل کر دینا کیوں کہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے
 عرض کیا کہ رسول اللہ ان کی نعتی کیا ہوگی تو فرمایا: سَمَاءِي مِنْ بَعْدِي قَوْمٌ الْهَرَجَةُ يُقَالُ لَهُمُ الرَّاغِبَةُ

يُخْرِطُونَكَ بِمَا لَيْسَ بِكَ وَيَطْعَمُونَكَ عَلَى اسْتِغْنَاءِ (مراحم مرقوم ۵)
 کہ وہ تمہاری طرف ایسی چیزیں منسوب کریں گے جو تم میں موجود نہیں (تقصیر و ضرر)
 اور سبقت پر طعن کریں گے۔

۵ طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ،

مَنْ سَبَّ الْآيَةَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ أَهْلَهَا جُلِيَ (مراحم مرقوم ۵)

جوانیہا کو گالی دے اسے قتل کیا جائے اور جو صحابہ کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارے جائیں۔

نور ان فرماہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کا مشاہدہ کریں اور کہیں کہ میں نے ایک خاص فرقے کا کس انداز میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی کہ انہوں نے جو اُسے والے حالات نہی کریم سے ہرگز پوشیدہ نہیں وہ لوگ بھی ان ارشادات پر عمل کریں جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ نبی اکرم کو دیوار کے پیچے کا بھی علم نہیں۔

فَضَائِلِ

خُلفائے اربعہ

از روئے قرآن مجید

اخلفائے راشدین و صدیق کے فضائل و مدارج میں قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ بکثرت مذکور ہیں۔ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند آیات پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔
۱۔ ارشاد مجید ہے۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اَشْهَدُوْا اَنْ عَلٰى الْعَرْشِ
كُتِبَ الْحَقُّ وَهُمْ لَا يُشْكُوْنَ
وَلَا يَخَافُ اَنْ يُغْنٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ رَحْمَتِهِ
وَلَا يَخَافُ اَنْ يُغْنٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ رَحْمَتِهِ
وَلَا يَخَافُ اَنْ يُغْنٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ رَحْمَتِهِ
(سورہ فتح ۲۷-۲۸)

ترجمہ: محمدؐ اعلیٰ الشریعہ و علم (اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کا ذریعہ پرست
ہیں اور آپس میں نرم ملیں۔ تو انہیں دیکھے گا کہ کون کرتے ہیں گرتے اللہ تعالیٰ
کا فضل و رضا چاہتے ہیں۔)

اسی آیت پاکہ کے تحت حضرت علامہ ملا الدین بغدادیؒ کہتے ہیں کہ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ
مَعَهُ سے مراد حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ اَشْهَدُوْا اَنْ عَلٰى الْعَرْشِ سے مراد حضرت عمرؓ
فاروقؓ ہیں۔ وَهُمْ لَا يُشْكُوْنَ سے مراد حضرت عثمانؓ غنیؓ ہیں قُرْآنُ
لَا يَخَافُ اَنْ يُغْنٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ رَحْمَتِهِ سے مراد حضرت علیؓ المرتضیٰؓ ہیں۔ فَضَّلَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ وَرَضُوْا
سے مراد یقینہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ (التفسیر فاروقی جلد ۱ صفحہ ۱۷۷)

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَصَلَّيْنَا نَاوْحًا ذَاتَ الْوَرَاكِ وَذُو السُّرِّۃِ وَتَجَوَّرِي بِأَخِيَّتِكَ .

(پارہ ۲۷ ص ۱۱۳ ترمذی)

ترجمہ : اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو سارے کشتیوں اور کھیلوں والی پرکھادی نگاہ کے دیکھ کر
بھتیجی دے دی۔

امام کاشانی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں ذکر کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام
جب کشتی کا کچرہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کیزر اکھا جاتا۔ حضرت نوح نے
اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس امر کا شکوہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے
اکابر کے نام لکھ دو۔ جناب نوح نے عرض کیا وہ کون ہیں ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
هَؤُلَاءِ أَصْحَابُ يَتِيْمٍ مُّحْسِنٍ اَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِيٌّ
(یعنی انڈی عقیقہ) وہ میرے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

فَكَتَبْنَا نُوْحًا عَلَيْهِ السَّلَامَ عَلَىٰ جَوَارِيهَا اَلْاَبْيَعَ فَمَوَّلَتْ
حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں کونوں پر یہ اسماء تحریر کر دیے اور وہ
کیزرے سے محفوظ ہو گئی۔ علامہ شہنشاہی شافعی کہتے ہیں کہ جب امام کاشانی دھرا اللہ
کے اس کام کا اللہ تعالیٰ کے اس کام (مندرجہ بالا آیت) کے ساتھ ملکر غور
و خوض کریں تو عظیم راز افشا ہو گا اور آپ اس فضیلت کو دیکھیں گے جس کے آگے
ساری بلندیاں عاجز ہیں۔ (نور ابصار ص ۲)

۳۔ وَتَرَعْنَا مَا فِي صُورِهِمْ فَمِنْ حَيْثُ (پارہ ۲۷ ص ۱۱۳ ترمذی)
اور لگاہ ہم نے ان کے سینوں سے کیونکہ

حضرت علامہ ابن کثیر نے رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ الیقین کے حوالے سے فرمایا کہ

کو اس بکرت مبارک کی تفسیر میں حضرت مکرّم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز سُرخ یا قوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا۔ جس کا طول بیس میل ہوگا اور اس میں کوئی جوڑہ وغیرہ نہ ہوگا۔ اس کی ترکیب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مد سے ہوگی جناب ابو بکر صدیقؓ اس پر تشریف فرما ہوں گے۔ پھر زرد یا قوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا اس پر حضرت عمر فاروقؓ جلدافرد ہوں گے پھر اسی طرح کا ایک ہنر یا قوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا اس پر جب عثمان غنیؓ منتک ہوں گے۔ پھر اس کی مانند سفید یا قوت سے بنا ہوا تخت دیا جائے گا جس پر عثمانی جلد ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان چاروں تختوں کا احکام دے گا۔ وہ عرش کے سید میں اتریں گے۔

ثُمَّ قَسَبَ عَلَيْهِمْ حَمَلَهُ مِنَ الذُّرِّ الرَّحْبِ .

پھر ردنی سرتیوں کا ایک خوب صورت "خیمہ" پر لٹکایا جائے گا۔

وہ خیمہ آتا وسیع ہوگا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں اور ساری مخلوق کو جمع کر دیا جائے تو اس خیمہ کے ایک کونے میں سما جائیں۔ پھر چار پیالے جیسی کے جائیں گے ایک حضرت ابوبکرؓ کے لیے ایک حضرت عمرؓ کے لیے ایک حضرت عثمانؓ کے لیے ایک حضرت علیؓ کے لیے ہوں گے۔ یہ حضرات غلام طہیم الرحمن ان پیالوں سے نوش فرمائیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَتَرَعْنَا مَا فِي صُفْدٍ وَهَرَمٍ وَغَبٍ . اور نکالا ہم نے ان کے سینوں سے کینہہ . اِخْوَانَا عَلَى سُرٍ مُّتَقَابِلِينَ . "وہ ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کا کونہ تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جنم کو حکم دے گا کہ اپنے شلوں کے جوش سے کثیف الزفافض و الحکایر علی و جہلہ فی کثیف اللہ عن ابصارہ و فی نظروہ ان من ایل انہ محسنہ

فِي الْجَنَّةِ

ترجمہ : تمام روافض اور کفار کو باہر پھینک دے اور اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردے
مٹا دے گا ، وہ کفار و روافض اُمتِ رسول کے مقامات کو جنت میں دیکھیں گے
اور کہیں گے :

هَؤُلَاءِ الَّذِينَ سَعَدَ بِهِمُ النَّاسُ

کہ ان (سے محبت و عقیدت) کی وجہ سے لوگ نیک بخت ہوئے ہیں
وَمَنْ كَذَّبَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ
میں ”

شَرُّهُمْ ذَٰلِكَ الْمَلَأَ بِهِمُ النَّاسُ

”پھر ان کو دوزخ میں دھرا دیا جائے گا“ (فردا ابعاد میں ۳)

۴۔ وَالْعَصْرِ ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ خُسْرٌ ۚ إِلَّا الَّذِينَ آتَوْا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَكُلُوا صَوَابًا لَّحِقُوا صَوَابًا الْعَصْرِ

(پارہ ۳ سورۃ العصر)

ترجمہ : قسم ہے زمانہ کی ، یقیناً انسان ضرور خسار میں ہے ، سوائے ان (غرض فیصلوں)
کے جو ایمان لائے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ، اور ایک دوسرے کو سخی کی
تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے ۔

تفسیر خطیب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سورۃ العصر کی تلاوت کی اور آپ کی خدمت
میں عرض کیا کہ اس کی تفسیر فرمائیے جناب رسالت اب علیہ السلام نے فرمایا :

وَالْعَصْرِ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے ۔ تم لوگ رب نے دن کے آخری حصہ کو
اللہ کے لئے دیا ہے ۔ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُفٍ خُسْرٌ سے مراد ابرہیل ہے ۔ إِلَّا الَّذِينَ

اَقْنُوا سے مراد ابوبکرؓ ہے وَحَيِّلُوا الضَّلِيلَاتِ سے مراد عترتؓ ہے وَقَوَّاصُوا بِالْحَقِّ سے مراد عثمانؓ ہے۔ وَقَوَّاصُوا بِالْحَقِّ سے مراد علیؓ ہے کھا ہے کہ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نہر پر لوگوں سے خطاب کیا تھا۔

(تذکرۃ ابصار ص ۴۴)

خلفائے رسولؐ

از روئے حدیث رسولؐ

۱۔ علامہ شبلی نعمانیؒ کے حملے سے رقمطراز ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوبکر خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جَوْفَرَةٍ مِّنْ نَّوْبٍ اللّٰهُ تَعَالٰی نے بے نوبی جوہر سے پیدا فرمایا۔

پھر اس کی طرف اپنی نظر رحمت فرمائی اللہ بے اپنے حضور میں رکھا۔ یہی جیسا سے پسینہ پسینہ ہو گیا اللہ جس سے چار قطرے سا قطرہ ہوئے۔ اے ابوبکر پلے قطرہ سے تجھے پیدا کیا۔ دوسرے سے لڑ کو تیسرے سے عثمانؓ کو اللہ چوتھے سے علیؓ کو پیدا فرمایا۔

فَقُودُكُمْ يَا اَبَا بَكْرٍ وَنُوْرٌ عَمَرَ وَغُلَامٌ وَحَبِيْبِي مِّنْ نَّوْبِي

(تذکرۃ ابصار ص ۴۴)

لے ابوبکر تیرا نور اور عمرؓ غلام اور علیؓ کا نور میرے نور سے ہے۔

۲۔ حضرت ابوسعید خدریؓ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں (شعبہ انصاری) جنت میں گیا اس کے باغات اللہ

نہروں کی سیر کو باقار اچانک میرے ہاتھ میں کیس پھنسا آیا۔ میں نے اسے پکڑا اور چار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور ہر ٹکڑے سے ایک عرغہ برآمد ہوا جو اتنی خوبصورت تھی کہ لَوَّا خَرَجَتْ ظُفْرُهَا لَفَتَتْ أَهْلَ السُّنْدِ وَالْأَرْضِ۔
 کہ اگر وہ اپنا ایک ناخن ظاہر کرے تو زمین و آسمان کی مادی مخلوق ہاتھ میں پڑ جائے
 وَلَوْ أَخْرَجَتْ كُلُّهَا لَفَتَتْ مَسُودُهَا مَسُودَ الشَّيْطَانِ وَالْقَعْرِ۔
 اگر اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب جائے
 وَلَوْ تَبَسَّمتُ لَمَلَأَتْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَشِعْثَاتُهَا تَزِيلُ دَابِشَتُهَا۔

اور اگر تبسم کرے تو اس کے منہ کے خوشبو سے زمین و آسمان معطر ہو جائیں۔
 میں نے ایک حور سے کہا کہ تو کس کے لیے ہے اس نے جواب دیا ابوبکرؓ کے لیے
 میں نے اسے کہا کہ اپنے شوہر کے گل میں چلی جاؤ میں وہ چلی گئی۔ دوسری حور سے
 میں نے دریافت کیا تو کس کے لیے ہے اس نے کہا عمرؓ کی خطاب کے لیے
 میں نے کہا اپنے شوہر کے نکاح میں چلی جاؤ اسے چلی گئی۔ تیسری سے میں نے
 پوچھا تو اس نے جواب دیا۔

وَلَمَّا تَخَضَّبَ بِدُورِهِ الْمُتَحَوِّلِ لَمَلَمًا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔
 میں اس کے لیے ہوں جو علما نقل ہوگا اور اپنے ہی غول سے رنگا ہوگا۔ عثمان
 بن عفان ہے۔ میں نے کہا اپنے رفیق حیات کے گھر چلی جاؤ۔ چوتھی حور سے
 میں نے پوچھا۔

لَعَنَ أَهْلُ۔ تو کس کے لیے ہے فَسَكَّتْ ثُمَّ قَالَتْ پچھلے تورہ غامض
 رکھ پھر اے

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول !

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَنِي مِنْ حُسْنِ قَائِلَةٍ وَلَقَدْ سَمِعْتُ
عَلَى رَأْسِيهَا ۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے جمالِ خاطر پر پیدا فرمایا اور میرا نام بھی اسی کے نام پر رکھا ہے
وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى ذَا جَبَرُوتٍ مِنْ عِبَادِي إِنْ طَلِبَ قَبْلَكَ أَنْ يَخْرُجَ
قَائِلَةٌ يَا لَيْتَ عَلَيمَ ۔

اور اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی اپنی طالب سے میرا نکاح سیدہ خاطر کے نکاح سے ایک
ہزار سال پہلے کیا ہے ۔ (نورالبدار ص ۴)

۳۔ حضرت علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے :
لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هَذَا الْأَذَى إِلَّا لِقَلْبٍ مُشَوِّمٍ إِنْ يَسْكُرُوا
عُمَرَوُ عُمَرَكَ وَعَظِيمِي

ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ ان چاروں کی محبت صرف عمرؓ ہی کے دل میں ہوتی ہے
(نورالبدار ص ۵)

۴۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ رَافِعٌ عَنْ عَيْنَيْكَ سَبَّ إِنْ يَسْكُرُوا وَعُمَرَوُ
عُمَرَكَ وَعَظِيمِي كَمَا افْتَرَحَنَ عَلَيْكُمْ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالصَّوْمَ
وَالْحَجَّ فَمَنْ أَلْفَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ لَمْ يُقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةٌ وَ
لَا زَكَاةٌ وَلَا صَوْمٌ وَلَا حَجٌّ وَخَشَعُوا مِنْ قَبْرِ دَاوُدَ النَّارِ ۔

ترجمہ : کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ صدیقؓ ، عمرؓ فاروقؓ ، عثمانؓ غنیؓ اور علیؓ المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی
محبت تم پر ایسے ہی فرض کی ہے جیسے نماز ، روزہ ، حج اور زکوٰۃ فرض کیا ہے
جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی انفض و مناور کیا اللہ تعالیٰ اس کی نماز ، صوم

ج اور ذکر کو قبول نہیں فرمائے گا اور اس قبر سے اٹھا کر سیدھا دوزخ میں بھیجے گا
(تورہ ابعاد میں م)

۵۔ امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عظیم شکر میں
استغفار (جو پچھلے نذرانی تھا) کو طواف کیا کہہ کرتے ہوئے دیکھا میں نے اسے کہا تمہیں
اپنے آباء و اجداد کے دین سے کس نے نکالا۔ اس نے جواب دیا میں نے اس سے
بہتر بدل حاصل کیا ہے۔ شافعی فرماتے ہیں میں نے پرہیزوارہ کیسے۔ اس نے کہا،
ایک دفعہ میں سمندر کی کشتی پر سوار تھا جب ہم سمندر کے درمیان پہنچے تو کشتی
ٹوٹ گئی اور ہم پانی کی لہروں کی پیٹھ میں آ گئے۔ وہ مجھے ادھر ادھر دیکھتی رہیں
حتیٰ کہ مجھے ایک جزیرہ میں پھینک دیا جس میں بہت سے درخت تھے۔ ان کے
پہل شہد سے بیٹھے اور مکھن سے نرم تھے وہاں ایک بیٹھے پانی کا نر تھا میں نے
اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور خیال کیا کہ ان درختوں کے پھل کھا تا رہوں اور پھر
پانی پیتا رہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمائے۔ جب تمام چوٹی توڑیں
جنگل جانوروں کے خطرے کے پیش نظر ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس کی شاخوں
پر بیٹھ گیا۔ جب آدمی رات چوٹی توڑا دیکھتا ہوں کہ پانی کی سطح پر ایک جانور اللہ تعالیٰ
کا تسبیح پڑھتا کرتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ النَّبِيُّ الْخَاتَمُ
اللہ عز و جبار کے سوا کوئی خدا نہیں محمد رسول اللہ نبی ختمی ہیں۔
أَبُو بَكْرٍ صَدِيقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
ابو بکر صدیق ان کے بارگاہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بیٹھ کر نے والے یہ
عُثْمَانُ بْنُ الْفَارُخِ بْنِ الْمَدَنِيِّ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ بْنِ مَرْثَدَةَ
عثمان بن الفارخ بن المدنی عمرو بن العاص بن مرثدہ
عثمان اپنے گھر میں شہید ہونے والے اور علی کا قتل کرنے والے ہوا اللہ کی تعزیر ہیں۔

فَقُلْ مَن مِّنْهُمْ أَهْلُ عِلْمٍ لِّزَيْنٍ الْحَقِيقِ وَمَا أَكَا الشَّارُ وَيَكُنَّ الْقَرَارِ
اور ان سے بعض دیکھنے والے پر اشد تعالیٰ کی لعنت اور اس کا لٹکا نہ حذر ہے جو بہت
بڑا لٹکا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس وقت نے کہا کہ وہ جانور صبح تک یہی کلمات بار بار کہتا
رہا اور جب فجر طلوع ہوئی تو کہنے لگا،

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الصَّادِقُ الْوَعْدُ الْوَعِيدُ
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سچے وعدہ دہندہ والے ہے
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الْهَادِي الرَّشِيدُ
محمد مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے رسول اور ہادی و مرشد ہیں۔

أَبُو بَكْرٍ الْمَوْفِقُ الْبَشِيرُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سُوْدٌ مِّنْ جَدِيدِ
ابو بکر درستی کی توفیق دے گئے اور عمر بن خطاب رب کے فیصلہ ہیں

عُثْمَانُ الْفَضْلُ الشَّعِيدُ اُور عثمان بھرم نفیست اور شہید ہیں۔
عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ذَا الثَّبَاتِ الشَّكُودِ
علی بن ابی طالب قوی سے قوی تر ہیں

فَقُلْ مَن مِّنْهُمْ أَهْلُ عِلْمٍ لِّزَيْنٍ الْحَقِيقِ الْمَكِيكِ الْمَجِيدِ
اور ان سے بعض دیکھنے والے پر اشد تعالیٰ کی لعنت

پھر میں جنگل کی طرف گیا تو عجیب و غریب جانور دیکھا میں کا سر شتر مرغ کی طرح
اور منہ ان نالی جیسا تھا، ٹانگیں اونٹ کی مثل اور دم مچھلی جیسی ہیں اس سے ڈر کر
بھاگا تو مجھے دیکھ کر اس نے فصیح زبان میں کہا اُرگ جاؤ ورنہ ہلاک کر دیے جاؤ گے
میں نے کہا تیرا دین کیا ہے میں نے کہا نصرانی ہوں، اس نے کہا وہی صلیت
کی طرف لوٹ جاؤ کیوں ہلاک ہوتے ہو۔ میں مسلمان جنوں کے گھروں میں گیا ان جنوں

میں سے بھی وہی نہایت پائے گا جو مسلمان ہوگا۔ میں نے کہا کیسے اسلام قبول کروں۔ اس نے
کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ ۝ میں نے یہ کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔

پھر اس نے کہا لَيْسَ خِرَاسَتُكَ مَلَكَ بِالتَّوْحِيدِ عَنِّي أَبَقْتُ بِخَيْرٍ وَعُمَرَ
وَعُثْمَانَ وَهَارِثَةَ۔ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کو راضی کر کے اپنے دین کو کمال کر۔

میں نے اس سے پوچھا تمہیں اس دین کا کس نے خبر دی۔ اس نے کہا جہادی ایک
جہاد تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کیہ فرماتے ہوئے
سنا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو جنت فصیح زبان میں خدا کرتی ہوئی آئے گی اور کھے
گی اے اللہ تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میرے ارکان کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ
فرمائے گا۔

قَدْ شَهِدْتُ أَنَّكَ يَا أَبَتُ كَبِيرٌ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَهَارِثَةَ
وَرَزِيكَ بِكَ يَا الْحُسَيْنَ وَالْحُسَيْنِ میں نے میرے ارکان ابو بکر، عمر، عثمان اور علی
کے ساتھ مضبوط کیسے ہیں اور تجھے محمدی وحسین کے ساتھ عزتی کیا ہے۔

اس کے بعد اس جانور نے کہا تم یہاں رہنا چاہتے ہو یا اپنے وطن واپس جانا
پسند کرتے ہو۔ میں نے اپنے گھر آئے کا خواہش کی۔ اس نے کہا ذرا ٹھہرو اور میرے
ابن کو لاری آتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کشتی آئی۔ میں نے ان کو اشارہ کیا انہوں نے
میری طرف کشتی بھیجی۔ اس کشتی میں بارہ شخص تھے اور وہ بھی سب کے سب انصافی تھے
انہوں نے محمد سے پوچھا تم یہاں کیسے پہنچے۔ میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ حیران ہو کر
اور وہیں سب رسول اللہ کی برکت سے مسلمان ہو گئے۔

(تذکرۃ الانبیاء ص ۶۷)

حضرت شیخین — ابو بکر و عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اہل جنت کے سردار :

حضرت مولانا علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ
وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيَّ وَ الْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرُهُمَا يَا عِيسَىٰ

مَا آدَامَا حَتَّىٰ يَنْبَغِي (معنی ابنا اور حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کو خبر دیا۔ ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۵)

ترجمہ: ابو بکر و عمر جنت کے دو سیدوں کے ہیں ان کے بعد کسی نبی کی خبر نہ دی جائے گی۔

مرسلین کے لئے علیؑ، جب تک وہ دنیا میں حیات میں نہیں اس چیز کا خبر نہ

دینا۔

۲۔ ائمہ شیخین :

حضرت خلیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے

ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: وہاں نے میں تمہارے درمیان (اس عالم، امت میں بظاہر)
کتنی ہی اور حمد دیں۔

فَأَمَّنَّاكَ يَا أَبَا الدُّنْيَا مِنَ الْبُغْيِ وَأَشَارَ إِلَىٰ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ

(ابو سعید ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵ سید کچھ بکراہی)

ترجمہ : ہوشیاری دلوں کو عمر کی طرف متباد کرتے ہوئے فرمایا (ابن ابی مر سے
بعد دلوں کی تعداد کرنا۔

۳۔ آنکھ اور کان :

حضرت عبداللہ بن خطاب سے نقل روایت ہے کہ نبی کائنات نے ابو بکر
رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا ،

هَذَا ابْنُ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ (ترمذی ۲۵۱۵ ص ۲۷)

ترجمہ : یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں

۴۔ دوزیر :

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے دو آسمان والوں اور دو زمین والوں کی
تذییر ہوتے ہیں۔ تو میرے آسمان والے دوزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں۔

وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

(ترمذی بعد ۲۵ ص ۲۹)

ترجمہ : انیسویں زمین والوں میں سے دوزیر ابو بکر و عمر ہیں۔

۵۔ ستاروں کے براہنکیاں :

جناب سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ
فرماتی ہیں کہ ایک چاندنی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے
عزیز کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْنٌ يَحْدِثُ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ دُجُومِ

بَيْنَ قَاطِبَةٍ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ أَهْلِيْنَ وَ أَبَوَيْهِمَا وَ
عَمَّهُ أَهْلُ الْبَيْتِ وَ أَهْلُ الْوَحْيِ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُمْ أَهْلِيْنَ

(صحابی عمرہ ص ۲۵۱)

زہر، حضرت علیؑ، سیدہ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ میرے والدین اور ابو بکر و عمرؓ الیہ
ہیں اور اہل اللہ میرے ال سے بہتر ہیں۔

۸۔ قلب مومن :

شاہ دومر اصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ عَزِيْزٍ وَ بَغْضُ اَبِيْ بَكْرٍ وَ حُصَيْنٍ فِيْ قَلْبٍ
مُّشَوِّهٍ۔

(صحابی عمرہ ص ۱۵۲)

حضرت علیؑ کی محبت اور بغض الی بکر و عمرؓ میں جمع نہیں ہو سکتے

شائمان شیخین کا انجام

۱۔ امام مستغفری نے ایک روایت اکابرینِ سلف سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں میرا
ایک بھائی تھا — حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو برا بھلا کہتا تھا۔ ایک رات یہی
نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے دائیں طرف ہیں اور
عمر فاروقؓ آپ کے بائیں طرف ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ایک
بھائی ہے جو ان دونوں بزرگوں کی شان میں گستاخی کر کے مجھے حلیف دیتا ہے۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے قتل کر دو۔ جب صبح ہوئی تو میں نے کہا چلو چل کر واپس
آؤں گا اس کا کیا بندہ ہے۔ جب میں اس کے محلہ میں پہنچا تو اس کے گھر سے ٹور مٹوفا
ٹٹائی شے دباتا میں نے پوچھا یہاں کیا ہوا ہے معلوم ہوا کہ اس کے گھر آگ لگی ہے

اسے قرار دیا ہے۔

۴۔ اسی طرح امام مستغفری نے دلائل القبول میں ایک سلف صالح کا بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی یہی ایک ایسے شخص کا شاگرد تھا جو مجھے مذہبِ رافضی کی طرف اٹکاتا تھا اور یہی اس کے کہنے پر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بلا ہوا کہتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگ حضور علیہ السلام کی طرف متوجہ ہیں، پانک میری نظر حضور علیہ السلام پر پڑی آپ اس جگہ جلوہ افروز تھے آپ کی دائیں طرف دو زلفوں والا ایک عمر رسیدہ شخص بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف ایک اور دو زلفوں والا مسن شخص بیٹھا ہوا تھا اور لوگ حضور کو **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْکَ وَآلِکَ وَسَلَّمَ** کہہ رہے تھے۔ میں بھی آپ کے قریب ہوا مگر صرف سلام عرض کروں۔ اسی دو بزرگوں میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ یہ شخص ہم سے کیا چاہتا ہے اس پر حضور علیہ السلام نے مجھے کھڑا پایا تو میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ اسی وقت میرے سر وار بھی اور بھونک کے بال گر گئے اور میں چہرہ بے تک اسی حالت میں رہا۔ ایک روز میرا ایک دوست مجھے ملنے آیا اسی نے مجھ سے پوچھا تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے کہ تمام طبیعوں سے تیرا علاج نہیں ہو سکا

مجھے ایسا لگا کہ اس کے تصور میں میرے کسی شخص و محبت کا معاملہ تھا۔ میں نے اسے پہنچا دیا۔ اس نے کہا تو نے حضور علیہ السلام کے سامنے توبہ اور معذرت کیوں نہیں کی تھی۔ تجھے پتہ نہیں کہ صلوة و سلام جو حضور علیہ السلام کی روح پر نازل ہو رہا ہے وہ حضور کی خدمت میں ہی پہنچتا ہے۔ میں نے اسی وقت ایک فطری اور روایت کیا اور وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز ادا کر کے عرض کیا اے خداوندِ جہاں! میں توبہ کرتا ہوں اور فضیلتِ شیخ کا اعتراف کرتا ہوں۔ ابھی تاں ابھی میرے ایک مہنت بھی نہ گزرا تھا کہ میرے سر وار بھی اور بھونک کے

بال پیرنگ آئے تھے

۴۔ اسی طرح ایک سنی بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے شام کے مغربی صبح کی نماز ایک مسجد میں گزاری۔ جب امام نماز سے فارغ ہوا تو اس نے یحییٰ بن کرہ دعائیں دینا شروع کر دیں۔ آٹھ سال جب میں دوبارہ شام کی نماز اتفاق سے پھر صبح کی نماز کی مسجد میں ادا کرنا پڑی جب امام امامت سے فارغ ہوا تو اس نے حضرت یحییٰ بن کرہ (ابو بکر و عمر) کے حق میں دعائے خیر کی۔ میں نے نمازیں سے پرہیز کیا کیابت ہے کہ گزشتہ سال تو یہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کو بڑا بھلاکتا تھا اوصاف دعائیں دیتا ہے۔ انہوں نے کہا آیا تم سابقہ امام کو دیکھتا چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں : وہ مجھے ایک سر لائے ہیں گئے جہاں ایک کنبہ رہا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ میں نے اس سے دریافت کیا کیا تم وہی امام ہو جو گزشتہ سال حضرت یحییٰ بن کرہ کو گویاں دیتا تھا تو اس نے سر سے اشارہ کیا اں میں دیکھا ہوں۔ تھے



قلیہ اول

اَیُّهَا الْمُؤْمِنُونَ

صَدِیقِ اکبر

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ

عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعدِ ازل

شامی اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

مصداق اول

بڑا ہی مرتبہ اونچا بلا صدیق اکبر کو
 ہے کرتا یا و قرآن میں خدا صدیق اکبر کو
 رکھتا ہے ساتھ اپنے قبر میں بھی شاہ عالم نے
 کہے پھر کون آقا سے خدا صدیق اکبر کو
 رسول پاک نے معراج کی تصدیق کرنے پر
 لقب صدیق اکبر کا دیا صدیق اکبر کو
 لقب اپنا لگا کر سرور عالم نے اڑی پر
 ہمیشہ کے لیے سنجی شفا صدیق اکبر کو
 سفارش خضر کی کردی کبھی دربار احمیں
 پیام اتنا تو سے دینا صبا صدیق اکبر کو

(خضر)



زبدۂ عاشقان : نائب مصلحت
 میں کہ ہے لقب صدیق اکبرؐ
 اکے صدق و صداقت کی کیا بات
 (نظم)

جانشین رسول، اور اثناس مزاج نبوت، واقعتاً و موزون حقیقت، نائب مصلحتی، حضرت سیدنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصحاب رسول، صدق و صفا کے پیکر اور قرأت و بعیرت کا اعلیٰ ترین مجسمہ تھے۔ آپ بلند ظرف، عالی وقار، خیر اللہ تعالیٰ شمار تھے۔ مجاہد و غازی، زاہد و ماجد، شب و نغمہ دار تھے۔ آپ دُشمنِ ظہیر پاکِ لیلت، صاف دل، نشہ عشقِ رسالت، آبِ میں سرشار۔ غریبوں کے پیکر، پاکیزہ کے تنگدادر اور سرِ برہمِ قدس کے محرم۔ صبر و استقامت کے پیکر، پاکیزہ مزاج، خوش اخلاق تھے۔ آپ کے دل میں نشیتِ انبیاء، آنکھوں میں مروت، نئی نوع انسان سے محبت، ہمدردی میں تعوی و طہارت، اخلاق میں فیاضی و ہمدردی اور نشیتات و تحریکات سے فطرتاً مستغفر تھے۔ غریبوں کی امداد فرماتے، غلاموں کو خرید کر آزاد فرما دیتے۔ آفت زدوں، ستم دیدوں اور مظلوموں کی اعانت میں مشغول رہتے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کفار کے مجمع میں آپ ہی نے سب سے پہلے فرمائی۔ ہجرت میں مدینہ اور کفار میں دشمنی انہیہ اذنیہ انہیہ کے مصداق آپ ہی تھے جنہو علیہ السلام علیہ السلام میں امامت کے لیے آپ ہی کو منتخب فرماتے۔ آپ نے کفار و مشرکین کے احمولِ سخت ترین مصائب و شدائد اٹھا کر تاریخ ایمان کی حفاظت کی۔ شہریوں

اور کشتی سے نکلا کہ وہیں حق کی سُلُطَت و عزت برقرار تھی۔ غلبہ اسلام اور ناکامی
 ہمت کی خاطر آپ نے پیش با قربانیاں پیش کیں اور صبرِ آزما مصائب برداشت کیے
 مثلاً آپ ہی کے صدق نے باطل کو دنیا سے
 سہواں اللہ! وہ عہدِ وصالِ صدیقِ اکبرؐ کا

کوہِ استقامت

اہم الانبیاء علیہم السلام و ائمتہ کے وصال کے فرائد
 حالات نے تشریفاتِ دُخ اختیار کر لیا جو اہل اسلام
 کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ رحلتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سننے
 کے بعد کفار و منافقین کے حوصلے بڑھ گئے، ضعیف الایمان لوگ دینِ اسلام سے
 پھرنے لگے، مسلمانوں کے دل اُترتے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث شکستہ لوگ
 بے تاب ہو گئے۔ سازشی گروہ نے اسلام کا شیرازہ بکھیرنے اور عقیدہ قتل کے
 گلشن کو تاراج کرنے کے لیے خیر میٹنگیں شروع کر دیں۔ مصائبِ آلام اور ڈھول
 کے اس جھوم کے پیش نظر ارہاب و انش نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی جناب میں
 یہ عرض کیا کہ اے خلیفۃ الرسول ان نازک ترین حالات میں شکرِ اُسامہؓ کو روانہ کرنا
 مصلحت کے منافی ہے۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا اس وعدہ کو لاشریک کی قسم
 جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جس شکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے روانہ فرمایا اس کی دعا بھی ہرگز نہیں ٹک سکتی۔ جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 وہ ہرگز نہ کھٹے گا۔ آپ کے پاس استقامت میں قدرہ بھی لغزش نہ ہوتی اور استقامت
 بے مثال میں لہو بھر کے لیے بھی فرق نہ آیا۔ پناہ بخیر مصلحتی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اسی حالت میں پیشِ اُسامہؓ کو روانہ فرما دیا جس سے بہت ہی بہتر ناصح برآمد
 ہوئے۔

○ حضور علیہ السلام کے وصال پر ملال کی خبر جب اطرافِ مدینہ میں پہنچی تو عرب کے

کئی جیسے مرتد ہو گئے اور کئی قبائل نے ذکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت مسیح اکبرؑ ان سے قتال کرنے کے لیے تیار ہوئے تو حضرت خالد بن ولیدؓ اور دیگر صحابہؓ نے وقت کی نزاکت کے لحاظ سے یہ مشورہ دیا کہ اس وقت جنگ کے لیے تہیہ نہ اٹھائے جائیں۔

لیکن آپؐ نے ان کے اس مشورہ سے اتفاق نہ کیا، مرتدین اور منکریں ذکوۃ کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر ترتیب دیا اور اپنے ساتھ صحابہؓ و انصار کو لے کر مدینہ شریفؓ روانہ ہوئے اور جب سرزمین نجد کی جنگی جہتوں پر پہنچے تو نجدی مرتدین بھیگ کھڑے ہوئے بعد میں آپؐ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فوج کا سرمقدمہ فرمایا اور خود مدینہ شریف واپس تشریف لے آئے۔ خدا کے بزرگ و برتر نے انہیں فتح و نصرت عطا فرمائی اور ایک بہت بڑا فتنہ دب گیا۔ تمام صحابہؓ کبار آپؐ کی تدبیر و اسابت اسے کے معترف ہو گئے انہیں بعد میں معلوم ہو گیا کہ اگر اس وقت فتنہ براہِ بھیگ مڑی دیکھا جاتا تو کسکت اسلام کا حکم و نسق درہم برہم ہو جاتا اور عرب کے مختلف قبائل کے اندر باغیانہ سوجھ بوجھ مینمی۔ اسلامی قوانین و آئین اور مضابط و قواعد کی خلاف ورزیوں کی جرأت کے پیدا ہونے کا اندیشہ بھی تھا اور اسلامی افواج کی تنظیم کا شیرازہ بکھرجانے کا بھی ڈر تھا۔

○ نجدی مرتدین نئے نئے گروں کا قلع قمع کرنے کے بعد اسی سال کے آخر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی فوج کو لے کر یامانہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ سید کذاب کو قتل کر سکیں۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے متقابل ٹکرائے۔ چند روز جنگ جاری رہی بالآخر سید کذاب وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا اس وقت اسکی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔

○ سید کذاب اور نعمتہ ارتداد کے مٹ جانے کے بعد آپؐ نے دیگر امور کی جانب توجہ مبذول فرمائی۔ کافی علاقے فتح ہوئے، قرآن مجید و قرآنِ حمید کو یکجا اکٹھا کرنے

کا حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم فرمایا۔

نام و نسب | آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن ابی قحافہ، عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤئی

ہاں کا نام اُمّ الخیر سنی بنت سحر۔

نسب کے لحاظ سے جناب حدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور رسول کریم علیہ السلامؐ مرہ بن کعب کی اولاد ہیں۔ آپ کی کنیت ابو بکر، القاب حقیقی اور صدیق ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیادہ تر ان کی کنیت سے ہی پہچانا **ابو بکر** اور پکارا جاتا ہے اس لیے یہاں بکر کے چند لغوی معانی بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

بکر، اولیت والے، ابتدا کرنے والے، آگے بڑھنے والے، پیش قدمی کرنے والے کو اور صبح کے وقت کسی کے پاس جانے کہتے ہیں۔

ہر شئی میں آگے بڑھنا اور ہر بھلائی میں پیش قدمی کرنا آپ کے اوصاف حمیدہ مثالی تھا اس لیے بھی آپ کو "ابو بکر" کہا جاتا ہے۔

بَکِیْرَةٌ :- سب سے پہلے مراد کو پہنچنے والا۔

بَاکُوْرَةٌ :- درخت کا پہلا پھل

مُبِکْرٌ :- موسم کی پہلی بارش

(۱) غنہ

آپ کی کنیت اور اس کے معنوں پر غور کرنے سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مراد کو پہنچنے والا کون ؟ ابو بکر۔

شجر اسلام کا پہلا پھل کون ؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ

بہار اسلام کی پہلی بارش کا مصداق کون ؟ ابو بکر

بکر | الْفَتْحُ مِنَ الْاَوَّلِ دو جہانِ اولیٰ کو بھی کہتے ہیں۔ چونکہ آپ

اور مٹوں کی خطرناک اور پیچیدہ بیماریوں کے بہترین معالج امدان سے متعلق تمام چیزوں کی بہت زیادہ واقفیت رکھتے تھے اس لحاظ سے بھی آپ کو ابراہیم کا جانا ہے

آپ کا ایک لقب حقیق ہے اور حقیق کے معنی آزاد کے ہیں۔ حضور طبرہ

عَلَيْهِ السَّلَام نے آپ کو حَقِيقُ الْمَنَارِ رَاقِشِ دُرِّش سے آزاد فرمایا

☆ منکوہ شریف باب مناقب ابی بکر فصل ثالث میں ہم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت منقول ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا، اَنْتَ حَقِيقُ الْمَنَارِ کہ آپ آگ سے اللہ کی طرف سے آزاد شدہ ہیں۔ فَيَوْمَئِذٍ سَمِعْتِي عَقِيْقًا۔ اس دن سے آپ کا نام حقیق رکھا گیا۔ یعنی مشہور ہو گیا۔

☆ حقیق کے معنی :- اَلْحَقِيْقَةُ، معنی :- اَلْحَقُّ اَرْمِنْ كُلِّ شَيْءٍ ہر چیز میں سے بہترین کے بھی ہیں۔

☆ جناب یسٰ بن مسدہ فرماتے ہیں سَمِعْتُ هَذَا اِلَکَ لِعَتَا قَدَوَ وَجْهٍ وَجْهًا لَیْہ۔ یعنی آپ کو کئی بار وہی اور حسن و جمال کی وجہ سے بھی قسمیں کما جاتا ہیں کہ عجب حسن و جمال کو کہتے ہیں اور آپ نہایت خوبصورت اور صاحب حسن و جمال تھے۔

☆ حضرت مصعبؓ اور طلحہؓ آپ کے ایک گروہ کا کمانڈر ہے کہ آپ کو حقیق اس لیے کہا جاتا ہے لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِيْ نَسَبٍ شَقِيٍّ اِلَیْکَ کہ آپ کے نسب و نسب میں کسی قسم کا کوئی عیب نہ تھا۔

آپ کا دوسرا لقب صدیق ہے اور صدیق کے معنی :- اَلْحَقِيْقُ

عَلَيْهِ السَّلَام فِي الْوَعْدِ، بہت سچا ہونا اَلْحَقُّ اَمِلٌ فِي الْوَعْدِ،

سچائی میں کامل۔

اَلَّذِي يُصَدِّقُ قَوْلَهُ بِالْعَمَلِ۔ اپنے قول کی عمل سے تصدیق

کرنے والا۔

اَلْبَاطِلُ الدَّائِمُ التَّصَدِيقُ۔ نیکی کی ہمیشہ تصدیق کرنے والا۔

کہے میں اور آپ کو صدیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہ بولا۔
ہمیشہ سچ بولتے، سچی بات کرتے اور سچ کا ساتھ دیتے۔

عقب صدیق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی پس و پیش اور تردد
کے رسول پاک صاحبِ رُحاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کی تصدیق
کی۔

اہم احمد بن حنبل کی رحمة اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تالیف —

فَرَمَانِ رَسُول

اَلصَّوَاعِقُ الْمُحَرَّقَةُ میں بخاری اترمذی مسند امام احمد

ابو حاتم وغیرہ سے بایں الفاظ روایت نقل فرماتے ہیں کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سرورِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم
اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد پر رزہ طاری ہو گیا وہاں تکیت و سرور میں جھوٹے
لگا، تو حضور سرورِ عالم نے اُحد پر اپنے پاؤں مبارک سے ٹھوکر لگائی
اور فرمایا

أُثْبِتُ أَمْعَدُ فَوَائِمًا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ
وَمُشَهِدَانِ۔

اُحد ٹھوکر جا تھو پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(صواعقِ محرقہ مکتبہ مجیدیہ طبع صفحہ ۱۵۷)

خیال ہے کہ اس حدیث مصطفیٰ علیہ السلام و آلائہ سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خدا کے بزرگ و بڑے ترنے آنے والے حالات و واقعات کا علم اپنے پیارے رسول کو عطا فرمایا ہے بھی تو حضور نے حضرت نذوق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کی شہادت کی خبر کئی سال پہلے دے دی۔

علامہ ذاکر اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ کے حضور ان الفاظ میں نذرانہ حقیقت پیش کرتے ہیں۔

ستید نخلی صاحب اثم الکتاب
پرو گیسار ضمیمہ شش بے حجاب

نیک صاحب ام الکتاب علیہ السلام کے سامنے تمام حقیقتیں بے حجاب ہو جاتی ہیں۔

سید بن منصور نے اپنی سنن میں الی وہب کا بیان کیا ہے کہ تصدیق معراج جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب اسری سے واپسی پر تمام ذی طہری پہنچے تو آپ نے فرمایا اے جبریل : میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی تو حضرت جبریل نے عرض کیا :

يُصَدِّقُكَ أَتُوبُ كَرِيمًا هُوَ الْوَسِيَّةُ يَفِي

(صالحین ترجمہ صفحہ ۷۰)

ابو بکر آپ کی تصدیق کرے گا اور وہ صدیق (سچا) ہے

ارشاد مولانا علیؒ روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے باہر ہونے پر کہہ کر اہل قسم اٹھا کر فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا لقب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صدیق "نازل فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء)

بادشاہ کشور صدق و صداقت پر سلام

صدر ہزاراں واقف ہر حقیقت پر سلام (خضر)

ارشاد امام باقرؑ | امیننا شیخ الاسلام والسین سیلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف لطیف مذہب شیعہ کے صفر نمبر ۲۵ پر اہل تشیع کی شہر ترین

کتاب کشف الخوف صفر نمبر ۲۲ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ امام عالی مقام امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شیعوں صاحب نے مسئلہ دیانت کیا کہ یا حضرت تم کو کیا کو زیور لگانا (چاندی وغیرہ سے مرصع کرنا) جائز ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا، اس میں کوئی مُشاککہ نہیں جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تموار کو زیور لگایا ہوا تھا۔ شیعوں صاحب نے عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں اس پر امام عالی مقام (شدت غضب سے) اچھل پڑے اور قبلہ شریف کی طرف مُرخِ الخو کے فرمایا کہ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں۔

فَمَنْ لَمْ يَتَّقِ اللَّهَ الْهَيِّئْ لَهُ فَلَكَ صَدَقَتُهُ اللَّهُ قَوْلًا
فِي الذُّكْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ۔

پس جو ان کو صدیق نہیں کہتا اللہ تعالیٰ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا کرے اور نہ آخرت میں۔

مذکورہ احادیث و روایات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نینا ابو بکر کو صدیق کا لقب و درجہ رسالت سے بلا۔ جس کی تصدیق مولائے کائنات پندناہ کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔ خیال ہے کہ جو کہ صدیقیت کی دستار خود رسولی خدا عطا کریں اور میں کی صداقت کی گواہی میدہ کر لے اس کی شان میں گستاخیاں ایسا بہترین گناہ ہے جو خدا تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔

صدیق اکبر از روئے قرآن حکیم

سرفرازی یہ نقطہ صدیق کی قسمت میں ہے

وقت قرآن نہیں صدیق کی مدحت میں ہے

جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں قرآن مجید فرمائیے
میں متعدد آیات موجود ہیں۔ یہاں صرف چند آیات پر ہی اکتفا کیا جاتا۔

ارشادِ باری ہے :

تصدیق کرنے والا | وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ

بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝

(پارہ ۱۲۴ سورۃ زمر آیت ۲۳)

اور وہ جو سچے لے کر تشریف لائے گئے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی

یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں۔

اس آیت پاک کی تفسیر یہ تا مل شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہے

اور آپ کے علم و بصیرت کی بندہ یوں کا کرکے صاحب ایمان انگار نہیں کر سکتا۔

محافظ فرماتیں :

رَوَى عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِي

جَاءَ بِالصِّدْقِ "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" وَالَّذِي صَدَّقَ بِهِ "أَبُو بَكْرٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ"

(تفسیر لفظی - تفسیر خازن)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **وَالَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْمَدِينِ** (وہ ہستی جو صدقات لے کر آئی) سے مراد حضور طہیر الصلوٰۃ والسلام ہیں اور **الَّذِي مَدَّ قَبِيحًا** (میں نے اس کی تصدیق کی) سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔

علامہ اسی اپنی تفسیر روح المعانی میں یوں رقمطراز ہیں،
الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْمَدِينِ — **هُوَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** "وَالَّذِي مَدَّ قَبِيحًا" — **هُوَ ابْنُ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ** "

ہم لائے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس سچائی کی تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں۔

خیال رہے کہ اولیت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی کہ آپ نے رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب دوسرے لوگ آپ کو مجتہد سمجھتے تھے۔

پرمیزگار اور سخی | **وَسَيَجْزِيَنَّكَ الْكَافِرُ ۖ الَّذِي يُوَفِّي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۚ وَمَا لِحَمْدِهِ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى ۖ إِلَّا ابْتِغَاءً وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۚ**
 (پارہ ۳۰، سورۃ یل)

اور بہت دور رکھا جائے گا اس سے (ہر قسم کا مذاق) جو سب سے بڑا پرمیزگار ہے جو دیتا ہے اپنا مال کہ سحر اچھا اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا جو صرف اپنے رب کی رضا پا رہا ہے جو سب سے بلند ہے۔

ان آیات کا شان نزول کتب تفاسیر میں یہ ہے کہ جب حضرت سیدنا سیدتی
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سیدنا جلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھاری قیمت ادا کی
اور خرید کر آزاد فرمایا تو بعض کفار و مکہ نے کنا شروع کر دیا کہ شاید حضرت جلال یا
امیر ابن خلف کا ابو اکبر پر کوئی احسان ہوگا جس کے بدلے میں انہوں نے اتنی گرل
قیمت میں جلال کو خرید کر آزاد کیا ہے تو ان کی تردید و مذمت میں یہ آیات نازل
ہوئیں۔ جن میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر پر حضرت جلال کا یا تم میں سے
کسی کافر کا کوئی احسان نہیں بلکہ حضرت صدیقؓ نے حضرت جلال کو صرف دینے
حق اور خوشنودی رسولی برحق کے پیش نظر خرید کر آزاد کیا ہے۔ یہ ہے شان صدیق
اکبر کہ ان کے غلو میں دل اور حُسن نیت کی خدا تعالیٰ نے خود گواہی دی۔

سُورَةُ الشُّرَحِ
اعْلَانِ شُش
إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَنُونَ أَصْوَابَهُمْ عِندَ
رُسُلِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَمْتَحَنَ اللَّهُ
قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

(پاک ۲۹ سورۃ مجرات آیت ۳)

جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی
وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے
لیے انہیں کے لیے بخشش ادا جو عظیم ہے۔

یہ آیت کریمہ صحابہ کبار و حضرات عظیمین کے عین صدیق و فاروق رضی
اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کیوں کہ جب اس سے پہلے آیت، لَا تَرْفَعُوْا
أَصْوَابَكُمْ قَوْفَ صَوْتِ النَّبِيِّ دینی اپنی آوازوں کو اونچی نہ کرو نبی
علیہ السلام کی آواز سے) نازل ہوئی تو صدیق اکبر فاروق اعظم ہمیشہ نہایت ہی
بسی آواز میں سرور علیہ السلام سے گفتگو کرتے اور جب کوئی وفد حضور سے

حکامات کے لیے مرتبہ طیبہ پہنچا تو حضرت صدیق اکبر ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجے
جوا میں دھار و رسالت میں ہمارے کماؤب جتنا اور ہر طرح ادب و احترام ملنے رکھنے
کی تلقین کرتا۔

وَمَا كَانَ إِذَا كُنْتُمْ عَلَى رُسُولٍ إِلَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ
السَّلَامُ أَنْ يَسْأَلَ إِلَهُكُمْ أَتُؤْتُونَ بَعْضُكُمْ مِنْ يَدِ بَعْضٍ كَيْفَ
يُسَلِّمُونَ وَيَأْمُرُهُمْ بِالتَّحِيَّاتِ وَالْوَقَارِ عَنْهُ
رُسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(روح المعانی جلد ۱ صفحہ ۱۳۵)

اسی لیے حکیم الامت مفتی احمد یار خاں رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے
تحت اپنی تفسیر نور العرفان میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
کی بخشش ایسی ہی تھی ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ایک بہنا یعنی ہے کہ جب ان کی
بخشش کا اعلان کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں جڑگوں کا ثواب واجر ہمارے
وہم و خیال سے بھی بالا ہے کہ ان کے اسے عظیم فرمایا تمام دنیا قلیل ہے مگر ان کا ثواب
عظیم ہے۔

صدیق و فاروق کو بارگاہ رسالت میں ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی بنا پر
آخر عظیم کی بشارت دی اور ساتھ ہی ان کی بخشش کا اعلان بھی فرمایا اہل حقیقت کہ
نور الشیخ حضرت خواجہ غلام فخر الدین فخریالوی صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے
باب جبریل کے پہلوی قراد و میرے سے
فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیب

لَمْ يَكُنْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَدِيلًا ۝ كَمُكَرٍ دُنْيَا كَسَلَانِ بَسْتِ قَدِيلٍ ۝

اپنی جگہوں سے دو بار پہرہ تنک دینا
اور اپنی آواز بھرئی مسکراہٹ لے لیا

ارشادِ فضل کے ذوالنہج ہے :

خدا صدیق سے محبت کرتا ہے | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهَ
بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
أَعْدَاءُ عَلَى الْكُفَرِيِّنَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلَا يَخَافُونَ تَوَمَّةً لَا تَمُوتُ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ
يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

(پارہ دوم، سورۃ المائدہ ص ۵۷)

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا غریب
الہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کو پیارا مسلمانوں
پر نرم اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی طاقت کو نہ مائے
کی طاقت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے
اور اللہ عظیم والا وسعت والا ہے۔

علامہ امام علاؤ الدین علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خازن میں اسی آیت کے
معنی میں روایت فرماتے ہیں :

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ الْحَسَنُ وَ قَتَادَةُ هُمُ
أَبُو بَكْرٍ وَ أَحْسَبُهُ الْخَيْرَ قَاتِلُوا أَهْلَ الْبَغْيِ وَ مَا فِي
الرِّجَالِ خَوَافٍ -

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت قتادہ

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابو بکر صدیق کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے مرتبین اور منکرین ذکر کو قے جنگ کی۔

علامہ امام ابو ابرہہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد تفسیر حضرت ابو علی تفسیر شریف میں رقمطراز ہیں۔
وَالْبَاءُ لَا يَدْخُلُ فِي الْوَحْدَانِ لِأَنَّهُ جَاءَ الْوَحْدَانِ

اس میں خلافت صدیق کا اثبات ہے اس لیے کہ آپ نے مرتبین سے جہاد فرمایا۔

دور حاضر کے منکر حضرت خیار الامت اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں یوں رقمطراز ہیں۔
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جانشین مجاہدوں کو قرآن کریم کن الفاظ سے خراج تحسین پیش کر رہا ہے جس کے سپاہیوں کی شان ہر جس کے لشکر کی ان اوصاف حمیدہ سے منقبت ہوں جنہیں ذیاب قدرت ان پاکیزہ جلوں سے سرفراز فرما رہی ہو۔ اس غیثہ برحق کی شان کتنی رفیع اور اس کا مقام کتنا بلند ہو گا۔ ایسے غیثہ کی خلافت کی حقانیت کے بارے میں کسی ایسے شخص کو تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا جو قرآن کو خدا کا کلام اور اپنے خدا کو علیہ السلام بذات الحشد ورتبہ کرتا ہو
ارشاد و خدا کے کم یزل ہے۔

خلافت صدیقی وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَشَكَّرُوا
عَمَلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ

(پارہ ۱۸، سورۃ فوآت ۵۵)

وعدہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کیے کہ وہ ضرور غیثہ بنا کے گا انہیں زمین میں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشینان کا نام

کے ساتھ یہ وعدہ فرمایا کہ میں تمہیں اپنی زمین میں خلافت و حکومت سرفراز فرماؤں گا اور
 جنگ کے الفاظ اس بات پر شاہد مبادل ہیں کہ اس ارشاد خداوندی کے اولین معنی
 منطبق کرسم ہیں جن میں صدیق اکبرؓ متاثر ہیں اور یہ آیت بطریق خلافت صدیقی کا ناقابل
 تردید ثبوت ہے۔

علامہ امام عطاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی اپنی تفسیر میں اسی آیت کے
 تحت تحریر فرماتے ہیں :

وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَىٰ صَفْوَةٍ خِيَلَتْ آيَةُ مَكِّيَّةٍ
 الْعِثَّةِ وَالْخُلَفَاءُ الرَّاشِدِينَ بَعْدَهُ لَا تَفِي
 آيَاتِهِمْ كَقَاتِلِ الثَّغُوفِ الْعَظِيمَةِ وَفُتِحَتْ
 كُنُوزُ كَثْرَى وَغَيْرُهَا مِنَ الْمُلُوكِ وَحَصَلَ الْأَمْنُ
 وَالْأَسْكِينُ وَظَهَرُوا الْيَتِيمِينَ

(تفسیر خازن)

یعنی اس آیت میں صدیق اکبرؓ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین
 کی خلافت کے برحق ہونے کی دلیل ہے کیوں کہ ان کے عہد میں عظیم
 فتوحات ہوئیں، کسری اور دیگر بادشاہوں کے غزانے فتح ہوئے۔
 امن، غلبہ اور ظہور اسلام کا حصول ہوا۔

علامہ نسفی نے اس آیت کے تحت اُمّت ثلوثِ آئینہ بَصِیْر (ابوبکر
 کو خلیفہ بنایا گیا) کے الفاظ سے خلافت صدیقی کی حقانیت بیان فرمائی ہے۔
 حضرت بُخَیْر بنِ یَمْلُح سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں ایک خدمت حاضر ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا پھر کسی وقت آنا اس نے عرض کیا
 لا رسول الا اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں (یعنی اگر آپؐ کا وصال ہو چکا ہو تو آپؐ

فرمایا،

إِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَايَقُ أَهًا بِحَكِيرٍ

اگر تو مجھے نہ پاے تو ابوبکر کے پاس چلے جانا۔

(مسلم شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ شریف)

ابن عباسؓ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مدت حضور رسالتؐ آپ علیہ السلام کی خدمت میں کسی مسئلہ کی دریافت کے لیے حاضر ہوئی آپؐ نے فرمایا دوبارہ آنا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں آؤں اور آپؐ موجود نہ ہوں، مطلب یہ تھا کہ اگر آپؐ کا وہاں ہر چکا ہو تو یہ کیا کروں آپؐ نے فرمایا، اگر تو اُنے اور میں موجود نہ ہوں تو ابوبکرؓ کے پاس آ جانا اَلْخَوَلَاءُ مِنْ بَعْدِي۔ ہمیر سے بعد خلیفہ ہوں گے۔

(صواعق محرقة صفحہ ۲۰)

ابن عباسؓ نے ہم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریمؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا، جب آپؐ ابوبکرؓ کو مقدم کرنے کا ارادہ کیا، آپؐ نے فرمایا میں، میں نے ابوبکرؓ کو مقدم نہیں کیا۔ نَحْنُ اللّٰهُ قَدْ مَكَرَ (بجاء اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدم کیا ہے۔

(صواعق محرقة صفحہ ۲۵)

قرآن مجید میں فرمانِ نمائے ذوالمنن ہے۔

رفیقِ غار

ثَابِتِ اَلْمُنِیْنِ اِذْ هُمْ فِي الْغَارِ اِذْ يَسْتَوُونَ
لِمَا حَبَّوْهُ لَا تَحْزَنُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَهُ فَاَفْزَلُ اللّٰهِ
سَجِيْنَتَهُ عَلَيْنَا (پارہ ۱۰ سورۃ قمر آیت ۴۰)

یعنی آپ دوسرے تھے دوسے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے
جب وہ فرما رہے تھے اپنے رفیق کو کہ مت فکریں جو یقیناً اللہ تعالیٰ
جہاں سے ساتھ ہے۔ پھر نازل کی اللہ نے اپنی حکمتیں اُن پر۔

گنہگار مکہ اسلام کی دن بدن بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر بے کھدا شے اور اہل
اسلام پر طرح طرح کے مظالم توڑنے لگے۔ اُن کی قسم ظالمین اور دیشور و غامیوں کی
صدور کا شاد مسطوری تک جا پہنچیں۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب ان کی مجلس
شرعی نے بالاتفاق یہ طے کر لیا کہ تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان سرکار علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے گھر کا محاصرہ کرے جب آپ باہر نکلنے لگیں تو سب یک بارگی حملہ
کر کے حضور کو قید کر دیں۔

تفسیر سن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مروی ہے کہ جب کفار نے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے
اور خدا تعالیٰ کا یہ پیغام دیا: **وَ اَمَّا اَنْتَ فَاصْبِرْ** (اور
اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ ابریکر کو اپنے ہمراہ رکھیں)

چنانچہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا بستر امانتیں حضرت علیؑ کے سپرد
کیں اور خود غلہ کے فرمان کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لیا اور غار ثور کی طرف
روانہ ہو گئے۔ حضرت صدیقؓ حضور سے اجازت لے کر پہلے غار میں داخل ہوئے
غار میں پہلے گئے وہ تنگ در مصطفیٰ

اس لیے مشہور یہ وہ غار غار مصطفیٰ

اور غار ثور یہ بتتے سوراخ تھے۔ آپؐ نے اپنے کپڑے پہاڑ کر ان کو بند کرنا شروع
کیا یہاں تک کہ نہ اندہ کپڑے سارے کے سارے ختم ہو گئے اور ابھی ایک برقع
باقی تھا۔ آپؐ نے اپنی ایڑی اس پر رکھ کر اس کو بھی بند کر دیا۔ پھر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

والتیم اندکترین سے گئے۔ جمع ہوئی تو حضور نے دریافت فرمایا اسے ابو بکر تدریس
 وہ پڑھے کہ مر رہی۔ عرض کی یا رسول اللہ وہ تمام کے تمام غار کے سوا غلوں میں استعمال
 ہو گئے ہیں یہ بات سنی کر مجھ پر کھڑا تھے اپنے دست اقدس مبارک کا وہب علیہم
 میں جنت کیے اور عرض کیا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَكْرٍ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

اے اللہ: ابو بکر کو میرے ساتھ میرے مقام میں قیامت کے دن جگہ عطا
 فرما۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ آپ کی یہ دعا قبول ہو چکی ہے۔
 (الرفا۔ باب ہجرت۔ از امام جہاد علی ابن محمد)

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں رقمطراز ہیں کہ ابن مسکون نے حضرت علی
 کو م اللہ و جہد الکریم سے روایت کی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی دَامَ النَّاسَ كُفْلُهُمْ وَ مَدَحَ اَبَا بَكْرٍ
 رَفِیْہِ اللّٰهُ عَنہُ۔

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام انسانوں کی خدمت کی
 جب کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بڑھت فرمائی۔

مسند کلام جاری رکھتے ہوئے علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس روایت میں صحابی
 ابوبکر کے صحابی رسول ہونے پر نفس موجود ہے اور ابو بکر کے علاوہ کسی اور صحابی کی
 صحابیت اس انداز میں ثابت نہیں ہے۔ اور اِنْ یَقُولُ الرَّصَالِیْہِ میں صحابہ
 سے مراد ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس پر اسی طرح اجماع ہے جس طرح سُبْحَانَ
 الَّذِیْ نَحْمَدُہُ تَعْبِیْدُہُ میں عتبہؓ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہیں۔

وَمِنْ هَٰذَا قَالُوا إِنَّ رَأْسَكَ رَضَمٌ كَثْرٌ
اس لیے کہتے ہیں کہ صدیق اکبر کے صاحبِ رسول ہونے کا انکار
کفر ہے۔

علامہ امام علاؤ الدین علی بغدادی اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ
حسن ابن فضل فرماتے ہیں کہ
مَنْ قَالَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ كَفَرٌ يَكُنْ مَصَابِحَ رَسُولِ
اللَّهِ قَتْلًا كَافِرًا۔

جو ابو بکر کے صاحبِ رسول ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے
چونکہ اس نے نصِ قرآن کا انکار کیا جو کہ کفر ہے۔ (تفسیر غازی)
علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔
مَنْ أَنْكَرَ صُحْبَةَ أَبِي بَكْرٍ فَقَدْ كَفَرَ لَا نَكَارَ
كَلَامَ اللَّهِ

جو ابو بکر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس لیے
کہ اس نے اللہ کے کلام کا انکار کیا۔ (تفسیر نسفی)

غالب ارض و سما کا ارشاد پاک ہے :
مَشِيرَ رَسُولٍ
وَشَاوِزُهُنَّ فِي الْأَمْرِ (پارہ ۴ ص ۱۷۱ آل عمران آیت ۱۷۱)
اور صلاح مشورہ کیجیے ان سے اس کام میں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشرکہ آفاق تصنیف صواعق مرقومہ میں ابن
مساکہ کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے
اور کہا،

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقُولَ مَا بَلَغَكَ (مواہج معروضہ)

بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ابو بکر سے مشورہ کریں۔

متعلق ہذا حضرت علامہ اوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) روح المعانی میں اسی

آیت مقدمہ کے تحت فرماتے ہیں کہ امام ابو بکر احمد بن حسین شیعہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی

۴۵۸ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ :-

وَمَكَرْتُ فِي الْأَمْرِ سِرّاً وَأَبُوبَكْرٌ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِزَاجُكَ لَمْ يَكُنْ فِيهِ

کو صحیح قرار دیا ہے۔

علامہ مذکور اسی آیت طیبہ کے تحت صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی اصابت کا

کے متعلق حدیث پاک امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ابو بکر و عمر کو فرمایا،

لَوْ اجْتَمَعَتْ مَارِئِي مَشُورَةٍ مَا خَالَفْتُكُمْ

یعنی اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں اس سے اختلاف نہیں کروں گا۔

صدق اکبر از روئے حدیث رسول

گمشدہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شاہنشاہ جانشین رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و

التسلیم میں جا بجا ایسے پھول کھلے ہوئے ہیں کہ جن سے اہل ایمان کے اذہان و

قلوب منظر ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حسین گلدستہ تیار کر کے ایمان والوں

کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تاکہ بندہ بے بضاعت کیلئے

توشہ آخرت اور تارکین کے لیے سنگی عطا و نہایت آخروی کا باعث بنے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

إِنَّ مِنْ أَقْبَرِ النَّاسِ عَلَى يَصْحَابِهِمْ وَمَالِهِمْ أَكْبَرُ

(مشکوٰۃ شریف باب ۱۰۱ فی الجبر)

کو سارے انسانوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا
صہبت و مال (جانی و مالی) کے لحاظ سے ابوبکر ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ہم پر کسی کو احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے کہ ہم پر
ان کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا۔

وَمَا لَنَنْفَعِي مَالُكَ حَيْدُكَ مَا لَنَنْفَعِي مَالُكَ إِنْ هَكَذَا

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف)

مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے جملہ اوقات اس بات پر شاہی
کرآٹے اپنا مال، جان، اولاد، وطن اور سب کچھ حضور کی خدمت عالیہ میں بطور
غذا پیش کر دیا اور یہ حضور علیہ السلام کے ساتھ کمال جنت کی روشن دہلیز ہے۔
جیسی قومہ کرنے ان کے اس جذبہ ایثار کا متعدد بار تذکرہ فرمایا۔

امام ابن ابی عمیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسی کے مال نے
اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

قَبْلِي أَدُوُّ هَظْرٍ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ أَنَا وَ

مَسَالِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(مسنن ابن ابی عمیر، باب فضل ابوبکر، مصنف احمد، مسند احمد، مسند احمد، مسند احمد)

(پس کر) ابو بکر رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ابو سعید خدری
صرف آپ کے لیے ہے۔

سیدنا صدیق پاک کی بے مثال قربانیوں کے پیش نظر حضرت علامہ اقبال
رحمہ اللہ علیہ ان کے حضور ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

آں اَمَنَ النَّاسُ بِرَسُولِہَا آں کَہِیْمِ اَوَّلِ سَیِّدِہَا
بہت سی لوگوں کی امنیوں پر تیری پہلی سیدنی

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَّخُذْتُ سَوَاقِي لَا تَخْذُلْتُ أَبَا بَكْرٍ
خَلِيلًا وَلَئِنْ أَحْبَبْتُ الْإِسْلَامَ وَمَوَدَّتْہُ۔

اگر میں کسی کو سوائے اپنے رب کے خلیل بناتا تو ابو بکر ہی میرے خلیل
ہوتے۔ لیکن موت و محبت اسلام ہی کافی ہے۔

لَا يَتَّبِعِينَ فِي السُّجُودِ بَابَ الْأُسْدِ إِلَّا بَابَ آيَةِ الْكَافِرِ
(بخاری شریف باب فضل ابی بکر)

مسجد کی طرف کوئی دروازہ کھلا نہ رہے دیا جائے سوائے ابوبکر کے
دروازے کے۔

اس حدیث پاک کے مطابق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں
نے اپنا خلیل سوائے اپنے پروردگار کے کسی اور کو نہیں بنایا۔ لیکن امام ابن حجر
مکی رحمہ اللہ علیہ صراحۃً محرقہ میں رقم طراز ہیں کہ، طبرانی نے ابو امامہ سے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ اخْتَلَفَ لِي خَلِيلًا صَفًّا اخْتَلَفَ لِي وَابْنٌ مَعْلُومٌ
إِنَّ خَلِيلِي أَبُو بَكْرٍ -

(صواعق محرقة باب ثلث فضل روم ص ۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا ایک خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے
ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور بے شک میرا خلیل ابو بکر ہے۔

ان دونوں حدیثوں میں مطابقت یوں پیدا ہو جاتی ہے کہ سرور عالم علیہ السلام
نے خود نہیں، بلکہ خلاق عالم جل جلالہ نے بے مثل تعلقات اور جذبہ حبیب
کی بنا پر جناب صدیق کو اس مقام سے سرفراز فرمایا۔

طبرانی نے اسحاق ابن زرارہ سے بیان کیا ہے کہ رسول
ابو بکر بہترین ہیں | اہم علیہ السلام نے فرمایا کہ حبیروں علیہ السلام نے مجھے
فخر دی۔

إِنَّ خَيْرَ أُمَّتِكَ بَعْدَكَ أَبُو بَكْرٍ -

(صواعق محرقة ص ۶۱)

کہ آپ کے بعد آپ کی اُمت میں ابو بکر سب سے بہتر ہے۔

طبرانی اور ابن عدی نے سلسلہ ابن کوع سے بیان کیا ہے کہ رسول خدا
نے فرمایا۔

أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَنَّ سَيِّئًا -

(صواعق محرقة ص ۱۱)

ابو بکر انبیاء کے علاوہ تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے
کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

لَا يَنْبَغِي يَقُومُ فِيهِمَا بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ أَنْ يَقُولَ مَهْذُومًا

(ترمذی شریف)

ابوبکر کی موجودگی میں لوگوں کی امامت کسی اور شخص کو نہیں کرنی چاہیے۔

حوض پر ساتھی | حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا۔

أَنْتَ صَارَ جِوْنٌ عَلَى الْحَوْضِ وَصَارَ جِوْنٌ فِي الْفَارِ

(ترمذی شریف)

کہ تم حوض پر میرے ساتھی ہو اور فار میں بھی میرے ساتھی

تین سو ساٹھ خصال | علامہ ابن حجر مکی نے ابن عساکر کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تین سو ساٹھ

اچھے خصال (خصلتیں) ہیں۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا؟ اُن میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی پائی جاتی ہے تو سرکار نے فرمایا عَلَيَّاهُ ذَاكَ سَبَّ كُنْ سَبَّ تَمَّ مِثْلُ مَا جَاءَ فِيهِ۔ (صواعق مست)

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت خیر الانام

علیہ السلام نے فرمایا۔

حُبُّ الْإِسْلَامِ كَثِيرٌ وَشُكْرُهُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

(صواعق مرقومہ)

میری تمام نعمت پر ابوبکرؓ سے محبت رکھنا اور اس کا شکر یہ ادا کرنا واجب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
پہٹا ہوا لباس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ اللہ علیہ السلام
 ہڈی ہوئے اور ان کا لباس پہٹا ہوا تھا۔ میں نے کہا، اسے جیسا کہ کیا ہے۔ تو
 کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے۔

أَنْ تَتَخَلَّلَ فِي السَّكَاةِ لِتَخْلُلَ بِنِي بُكَيرٍ فِي الْبُكَيرِ.

(صواعق محرقة، ۷)

کہ وہ زمین میں ابوبکر کے پہٹا ہوا لباس پھنسنے کی وجہ سے آسمان میں
 پہٹا ہوا لباس پہنیں۔

رحم دل صواعق محرقة میں مسکن، انانی، ترندی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی کے
 حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا۔

أَرْحَمُ امْتَحَنَ ابْنُ بَكْرٍ . . . (صواعق محرقة، ۷)

میری امت کا سب سے رحم دل آدمی ابوبکر ہے۔

احمد نے سعید بن زید سے اور ترمذی نے حضرت عبد الرحمن بن عوف
جنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ.

(صواعق محرقة، ۷)

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر جنت میں ہونگے
 نیز حضور نے فرمایا

أَمْثَلُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوْ لِمَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

مِنْ أُمَّتِي . (مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکر)

اسے ابو بکر تم وہ شخص ہو جو میری نسبت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔

ابن عساکر نے عائشہ اُمّ المؤمنین سلام اللہ علیہا سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا۔

الْأَمْسُ صَلَّيْتُ بِمَا سَبَّحُونَ إِلَّا أَنَا بَصْفِي۔

(سوانح محمد مصطفیٰ)

وکل قیامت کے دن اب لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔ سوائے ابو بکر کے۔

کرامات ابو بکر صدیقؓ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعدد کرامات کتب احادیث و تفاسیر اور کتب تواریخ و سیر میں محیطہ تحریر و بیان میں آچکی ہیں۔ اُن میں سے چند کرامات یہاں بیان کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب جو ہو پر دول میں پنہاں | کرامات صحابہ کے صفحہ ۱۲ پر تاریخ الخلفاء کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جنابہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیس و سق (یعنی ساٹھ صاع تقریباً پانچ من) کھجوریں جو درختوں میں لگی ہوئی تھیں، بہرہ فرمائیں۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے جنابہ عائشہ سے فرمایا بیٹی ہے شک میں نے تجھے بیس و سق کھجوریں دی ہیں

کی تھیں مگر تم اُن کو توڑ کر اُن پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں بھگ آج تو
 اس میں میراث جلدی ہوگی۔ اور وارث تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بیٹیں
 ہیں۔ پس اب اس کو احکامِ قرآنی مجید کے موافق تقسیم کر لینا۔ اس پر حضرت
 عائشہؓ نے عرض کی ابا جان اگر اس سے بہت زیادہ بھی ہو تو میں جیہ بھی میں اس
 بہر سے دستبردار ہو جاتی۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ میری بہن تو ایک آنکھ تو ہے یہ
 دوسری کون ہے؟ آپ نے جواب دیا بنتِ خمارِ جد (صدیق اکبرؓ کی چھوٹی اس کے
 پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی دیتی ہے)

ا کرامات صحابہ کرامؓ جمال الاولیاء ص ۷۷

جو ہو پر دول میں نہیاں چشم ہینا دیکھ لیتی ہے
 زمانے کی طبیعت کا لقا صفا دیکھ لیتی ہے
 (اقبال)

خیال ہے کہ اس میں جناب ابو بکر صدیقؓ کی دو کرامتیں ہیں۔ ایک تو یہ
 خبر دینا کہ اس مرض میں سیر اوصال ہو جائے گا، دوسری یہ کہ ائمہ جلیلہ بنت
 خمارِ بن زید کے دل جو اولاد بعد از وفات پیدا ہونی تھی وہ لڑکی ہے۔ اور
 پھر ایسا ہی بنوا بخت خمارِ بن زید کے بطن سے ائمہ کلثوم پیدا ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ
 جناب صدیق اکبرؓ کو اللہ کی جناب سے بوسیدہ مصطفیٰ و علیہ السلام کا کیا عطا
 ہوا۔ جب غلاموں کے علم کا یہ حال ہے کہ آئندہ پیش آنے والے حالات
 اُن کے سامنے عیاں ہیں تو پھر آقا علیہ السلام کے علم کا کیا مقام ہوگا۔
 عظیم خیر الانام کا انکار در پردہ عطا نے ربِّ ذوالجلال والاکرام کا انکار ہے اور
 سعید الفطرت لوگ حضور کے علم پاک کا انکار رہ کر نہیں کرتے۔
 کھانے میں برکت امام علامہ سلف بن اسماعیل بھمان کی عظیم کتاب جامع کوثر

الادبیا کی تخلص کتاب لا مع علامات الاولیاء کا ترجمہ جمال اللہ لیا، جو علو شریف
علی خاؤسی صاحب کے حکم سے جمیل احمد صاحب خاؤسی نے کیا اس کے بعد
پہلے کہ آپ کی کرامتوں میں ایک وہ واقعہ ہے جس کو بغدادی و مسلم نے حضرت
ابو بکر کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہ ایک روز وہ خیم
کو حضرت ابو بکر نے تین مہانوں کی دعوت کی ان کو گھر بٹھا کر خود سرکار علیہ السلام
کی خدمت میں بھروسہ ماضی پتلے کئے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے دیر ہو گئی۔ جب گھر
تشریف لائے تو مہانوں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا اور جب آپ کے
فرمان پر مہانوں نے کھانا شروع کیا تو ہر شخص پر محسوس کر رہا تھا کہ مشاہدہ میں
آ رہا تھا کہ ہر فقرہ ٹھکانے کے بعد کھانا پھلے سے زیادہ ہو جاتا۔ جناب صدیق اکبر
نے اپنی بیوی سے۔ (جس کا تعلق قبیلہ بنو فراس سے تھا) فرمایا۔

يَا اُمَّتُ بَيْنَ فَرَسٍ مَاطِلًا۔

اُسے بنی فراس کی بہن یہ کیا معاملہ ہے؟

تو انہوں نے جواباً عرض کیا۔

قَالَتْ فَرَسٌ مَاطِلًا اِنَّهَا اَلَا نَ لَاحُظُ فَرَسٌ مِّنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ

بَشَلِّفٍ مَّرَامًا۔

میری آنکھوں کی ٹٹنگ اس وقت تو یہ کمان پہلے سے تین گنا

زیادہ ہے۔

اور پھر یہ کھانا آقا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جسے سرکار
نے خود بھی تناول فرمایا۔ اور دیگر صحابہ کو بھی کھلایا۔

۱ جمال الادبیا (ص ۱۸۱) ص ۱۸۱ (ص ۱۸۱) ص ۱۸۱

اپنے وصال کا اعلان | خاؤسی صاحب نے تاریخ الخلفاء کے حوالے

سے یہی کتاب کرامات صحابہ میں نقل کیا ہے کہ ابو نعیل نے حضرت عائشہؓ سے ایک قصہ کے تحت بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جناب عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ رسول اللہؐ نے اس دلورقانی سے کس دن رحلت فرمائی حضرت عائشہ ام المومنینؓ نے کہا پیر کے دن آپؐ نے فرمایا کہ میں ایک دن بعد اسی چیز کا امیدوار ہوں۔

فَتَوَفِّيَ لَيْلَةَ الثَّلَاثَةِ وَذُوْنَ قَبْلِ أَنْ يُصْبِحَ

چنانچہ آپؐ نے منگل کی رات کو وصال اہل کو بیٹھ کہا اور صبح ہونے سے پہلے آپؐ کو دفن کر دیا گیا۔ (کرامات صحابہ ص ۱۰)

جناب ابن سعدؒ نے حضرت سیدہ امی مہتاب سے روایت کی ہے منکرہ مختصراً کیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے وقت منکرہ مختصراً مختصراً جس پر صدیق اکبرؓ کے والد ماجد جناب ابو قحافہؓ نے فرمایا یہ زلزلہ کیا ہے، لوگوں نے عرض کیا مائت ابئیک کہ آپؐ کے صاحبزادے نے جام رحلت نوش فرمایا ہے۔ جس پر ابو قحافہؓ نے فرمایا یہ تو بڑی سخت مصیبت آن پڑی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ کی آواز محبوب وفات کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپؐ کو شہدار کے درمیان دفن کر دیا جائے اور بعض کہتے تھے آپؐ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ مجھ پر زینہ کا غلبہ ظاہر ہو گیا میرے نے کسی کو یہ کہنے نہ دیا، محبوب کو محبوب کی طرف سے آواز جب تک بیدار ہوئی تو معلوم ہوا کہ تمام حاضرین نے اس آواز کو سن لیا ہے۔ یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز کو گوشِ بوش سے سنا۔ (اشہاد ہونہ) ختم ہو رہی غلبہ حسن سے حاصل ہے حیات کا شرف لذت عشق خدا الٰہات صدیق میں ہے

انتقال سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصیت

سہابت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحِ خدائی کے سامنے لاکر رکھ دینا اور اسلام ایک یا رسول اللہ کہہ کر عرض کرنا حضور ابو بکر آپ کے آستانہ پاک پر حاضر ہونا ہے اگر اہانت ہوئی تو روانہ کھل جائے گا۔ اور مجھے اندر لے جائے، ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا جو حضرت ابو بکر کی وصیت پر عمل کیا گیا اور اسی وہ کلمات پائے اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ روانہ خود بخود کھل گیا

(شواہد مضبوطہ)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں

آپ کی ازواج و اولاد

۱۔ ثقیفہ، یہ نبی مہاجرین لوی کے قبیلہ سے تھیں۔

- ۲۔ اُمّ رومان بنت حداد، نبی قراس بن غنم بن کنانہ کے قبیلہ سے تھیں
- ۳۔ اسماء بنت عمیس، یہ حضرت علیؑ کے بڑے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھیں۔ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے نکاح کر لیا۔
- ۴۔ اُمّ حبیب بنت خدیجہ بن زید۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔

صاحبزادے

۱۔ عبد اللہ اُن کی والدہ کا نام ثقیفہ تھا

- ۲۔ عبد الرحمن کنیت ابو عبد اللہ تھے۔ ان کی والدہ کا نام اُمّ رومان تھا۔
- ۳۔ محمد، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔

سب سے بڑی صاحبزادی کا نام حضرت اسماء بنت ابی بکر تھا

صاحبزادیاں

- ۱۔ دوسری صاحبزادی کا نام پاک عائشہ صدیقہ ام المومنینؓ تھا۔
- ۲۔ تیسری صاحبزادی کا نام اُمّ کلثومؓ تھا جو سب سے چھوٹی تھیں۔

خلیفہ دوم

سیدنا عمر فاروق عظیم
الذی علیہ السلام

وہ عمر جس کے آئندہ پہ شیدا مقرر
اس خُدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارقِ حق و باطل امامِ اہلِ ہدی
شیخِ مسئولِ شدت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا خاں بریلوی)
رحمۃ اللہ علیہ

مینارِ سطوت

دُعاۓ محمدؐ عطاۓ خدا ہے صاحبِ کاسرِ دارِ روقِ اعظم
 جلالت کا پیکر ہے خود دارِ غازی علی پاک کا یارِ روقِ اعظم
 عمر ہے قربت کا ماہِ حسیں بھی فدائے جمالِ شہِ سرِ سیلں بھی
 امیرِ امیراں امامِ زمانہ ہے سطوت کا مینارِ فاروقِ اعظم
 زمانے میں ہے عدلِ مشہور چکا تھا قرآن و سنت ہی دستور لکا
 بڑی محنتوں سے سجایا جہاں میں عدالت کا گلزارِ روقِ اعظم
 ہے قیصر کو کس نے زلایا۔ عمر نے ہے کسری کو کس نے بھگا یا عمر نے
 ہے باطل کو کس نے مٹایا۔ عمر نے ہے اللہ کی تلوارِ روقِ اعظم
 دلائی ہے تو شان، جانِ وقل ہے تو فردوسِ دالوں کا روشن دیا ہے
 ترے سارے دشمن ہیں لاریبِ اُنزل ہیں سب قابلِ نازِ روقِ اعظم
 برائے خدا از طفیلِ پیغمبرؐ کرم کی نظرِ ابنِ خطابِ مجھ پر

خضر کی صدا ہے کہ منظور کرنا

یہ دوچار اشعارِ روقِ اعظم

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

پیرت روق اعظم حبیب نبیؐ
ان کے اصناف کی دھوم مہم سچ
جن کا حقارتے میں نام من کے ضعی
ان کی شان عدالت کی کیا بات

(عطر)

سرتاپا بات، مینار استقامت، ماہ فلک عدالت، آسمان جلال، صاحب
قراست، پیکر شرافت، تصویر اخوت، تفسیر محبت، حسن خلافت، شریار جہان سلط
ناجب چہرہ دین، امیر المؤمنین، نذیر رسالت، اب، ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، وہ
مرد جلیل ہیں جن کے اسلام لانے پر رسول خدا کو راحت ملی، مسلمانوں کو آزادی میسر آئی۔
اور مشرکین کو کفر ٹھ گئی۔ دنیا کے اسلام میں ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ چھپ
کر عبادت کرنے والے سایہ ویرا کجبر میں مصروف عبادت نظر آنے لگے۔ ہر
مسلمان کے چہرے پر مسرت و شادمانی کی تمازت پھیل گئی۔ اور عرش بریں کے فرشتوں نے
غوشیوں کے نعرے بلند کیے۔ جبریل نے بارگاہ رسالت میں مبارک باد پیش کی۔
اسلامی عزت و وقار اور شان و شوکت میں ترقی ہوئی۔ ہر ب پر سکراہٹ اور جہول
میں غوغا کی لہر دوڑ گئی۔ فاروق اعظم وہ رجل عظیم ہیں جن کا نام سن کر بڑے بڑے
سلاطین کے دل دہلی جاتے ہیں اور جن کے تصور سے نامور پہلوؤں کے مہموں میں
جھرجھری اور حقارت اہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ بادشاہوں کے اہل ان میں زلزلہ
پیدا ہو جاتا ہے اور ظالموں کی فقیں کا نپ اٹھتیں۔

یہ وہ ہاکاں اور پرمال بستی ہے جس کے سامنے سے شیطان رجیم دور ہوتا
ہے اور جس کے چہرے کے زعم کی ضیا سے مٹتیں چھٹ جاتی ہیں۔

قیصر و کسری کے ایوانوں میں آیا زلزلہ

حضرت فاروق کا رعب فزات ٹیکھا (خضر)

نیزنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہم نامی اسم گرامی تھیں خطیب
نام و نسب [بن نفیل بن عبد العزی بن دیا ح بن قریظ بن رزاح بن عدی بن کتب
بن ازی]

خضر علیہ السلام اور حضرت عمر کا نسب کسب دین لوی پر مشابہ ہے۔
آپ کی کنیت ابو خنیس، لقب فاروق۔

علاء شیبلی رحمۃ اللہ علیہ نے نزول ابصار میں ابن اسحق کے حوالے سے
کنیت لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن حضرت عمر
کی کنیت ابو خنیس رکھی۔

وَكُنَّا ذُرِّيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَيُّهَا خَنْصِرٌ وَهُوَ الْأَسَدُ

(نزول ابصار صفحہ ۵۹)

خنیس: خنیس عربی میں شیر کے بچے کو کہتے ہیں۔

فاروق: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا میں دونوں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم و انوارِ قرم میں تشریف
فرماتے۔ میں دہاں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر ہوا اور دواڑے پر دستک
دئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دواڑے پر تشریف لائے۔ میں نے آپ کے دروازہ
کو شصت پڑھ کر اسلام قبول کیا تو اس خوشی میں مجھ کو اٹم جو وہاں موجود تھے
نے اس دن سے نفرا نگیر بلند کیا جسے منکر دانوں نے بھی سنا۔ اس کے بعد میں نے

مرض کیا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں، حضور نے فرمایا ہے شک ہم حق پر ہیں میں نے
 عرض کیا جب ہم حق پر ہیں تو پھر خاموشی کیوں رہیں۔ چنانچہ ہم دو منہیں بنا کر گھبراہٹ
 پہنچے ایک صحت حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی اور دوسری میری تھی۔ میں دیکھ کر قریش نے
 غم و غصہ کا مظاہرہ کیا۔ اس دن رسول کریم نے مجھے فاروق کا لقب عنایت فرمایا۔
 یوں کہ اسلام کا اعلان ہوا اور حق و باطل میں نمایاں فرق اسی دن قائم کیا گیا۔
 (تاریخ اسلام)

۵ کیا ہے کفر و دین میں فسق ایسا

لقب ان کو ملتا روق اعظم

ابن سعد نے ابوبکر بن موسیٰ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِهِ

وَهُوَ الْمَارُوقُ فَفَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ

(صواعق مرقوم ص ۹۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عمر کے قلب و زبان پر حق جاری کر دیا اور وہ فاروق ہے

جس کے دوسرے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے

۵ کیا کفر و ایمان میں فسق جس نے

وہ حق ہیں وہ حق آشفا اللہ اللہ (۱۰۱)

اس مجاہد عالی وقار کی شان و شوکت کو کون بیان کر سکتا ہے۔

میں کہ خود غیر امام علیہ السلام فاروق کا لقب عطا فرمائیں اور میں کہ اسلام نے

پاکابھکیے کئے پر مجبور ہو جائیگی کہ مسلمانوں نے ہم سے جلدے کیا ہے۔

اس تابش دین حق کی برابر اکو سلام جس کا نام شیخ کرہ ہے فرعون کے

سر پہ اہائیں۔ اسی شمشیر میں، تو قہرِ اسلام اور تخریرِ صداقت کی عظمتوں کو سلام میں کی سیت
سے خواہشِ زمانہ کے پیسنے چھٹ جائیں۔

تو نے اگر حق کو باطل سے نمایاں کیا کفر کی تاریکیوں کو چاک دلا دیا

جنت ہرے بے ایمانوں کی سدا تو حید کی

تو نے پھر محرابِ کبر کو دغثاں کر دیا

کتابِ سیر میں ہے کہ ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
عمر آغوشِ اسلام میں عیدِ اعلیٰ والہ اسلام کے قتل کے ارادہ سے گھر سے نکلے

بازار میں آئے۔ بدن پر ہتھیار سہا کے تھے، چہرے پر غصہ کے ہتھیار نمودار تھے انھیں
نہ رخ اور فخر اور حق۔ سراپا غضب نظر آ رہے تھے کہ راستے میں نعیم بن عبد اللہ سے ملاقات
ہو گئی انہوں نے پوچھا مگر غیر تو ہے؟ اتنے غصے میں کیوں ہو؟ کہاں کا ارادہ ہے؟
جواب میں آپ نے کہا آج میں محمد بن عبد اللہ کا سر اٹانے والا اس کے دین کا جھگڑا لگانے

جدا ہوں۔ حضرت نعیم نے اس ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا تو حضرت عمر نے کہا
معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی اپنا آبائی دین چھوڑ کر دینِ محمدی اختیار کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا
تمہاری بہن (فاطمہ) اور بہنوئی (سعید بن زید) بھی اپنا آبائی مذہب ترک کر کے دینِ اسلام
سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ یہ خبریں کہ عمر اور زیادہ غضب تک ہو گئے۔ اسے پاؤں اپنی بہن
کے گھر پہنچے۔ مگر یہ آپ کی بہن اور بہنوئی کے علاوہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بھی موجود
تھے۔ یہ تینوں دینی اصول میں سورۃ طہ کی تلاوت کر رہے تھے۔

حضرت عمر کے پاؤں کی آہٹ پا کر حضرت خباب اس مکان کے ایک
کنے میں چھپ گئے۔ حضرت عمر نے گھر میں داخل ہوتے ہی سوال کیا کہ یہ تم آہستہ
آہستہ کیا پڑھ رہے تھے؟ اور نہایت کہ تم لوگوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے
دوسری طرف سے جواب ملا۔ ہاں ہم نے باطل کو چھوڑ کر حق کا دامن تمام کر لیا ہے۔

یہ جہر سنتے ہی غم نے اپنے ہنونی اور سین کو اٹھانے لگا کہ ان کے زخموں سے خون بہہ نکلا۔
 عمر راستے راستے تنگ تھے تو کہتے تھے اے میری بہن اور ہنونی کان کھول کے سنو
 کہ تیسویں محمد صوفیہ پڑھ رہے گا ورنہ اپنی تلواریں تم دونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔
 حضرت عمرؓ کی بات سن کر

بہن بولی مریم کو اگر تم بھی ڈاڑھے
 لکھنؤ میں کے یہ بوٹیاں کتنی سے بچا
 مگر ہم اپنے دلی حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
 بندی معرفت کی مل گئی ہے اگر نہیں سکتے
 ہمشیرہ کی ہر بات و استقامت اور بے خوف ہوا گفتار دیکھ کر عمر کی آنکھیں کھل گئیں۔
 بہن اور ہنونی کی جانب خود سے دیکھا کہ

’وہیں سے نام حق آنکھوں سے آنسو منہ سے نکل بیاری
 عمر کے دل پر اس نکتے سے جہر ہو گئی طاری (جنوبہا)
 حضرت عمرؓ پر ایک عالم کین طاری ہو گیا علامت سے گردن جھک گئی ہنونی
 دیر بعد جب سر اٹھایا تو پیشانی پر پسینے کے قطرے اور آنکھیں اٹھار تھیں۔ بہرائی ہوئی
 آواز میں بے میں وہ کتاب جو تم پڑھ رہی تھیں۔ دھاپے بھی دکھانا۔ آپ کی ہمشیرہ نے
 جملہ دیا۔ اس کتاب کے اوراق کو چھونے کے لیے پاک سات ہونا شرط ہے
 لہذا آپ غسل کریں پھر اس کو ہاتھ لگنا۔

آپ نے جن کے کہنے پر عمل کرنے کے بعد اوراقِ قرآن کو لیا اور پڑھنا شروع
 کیا۔ ابھی چند ہی آیات تلاوت کی تھیں کہ پکار اُٹھے۔

اسے ہمشیرہ مجھے ہی دعا بار رسالت میں سے چاہتا کہ میں بھی ایمان و یقین کی دولت
 اللہ وال سے بہرہ یاب ہو سکوں۔

پس سن کر حضرت شہاب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہنے لگے اے عمر

مہادک و بشارت بر۔ مجھے امید ہے کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا جواب
 ہو جو آپ نے جبرائیلؑ کی شب کو کی تھی۔ جس نے اس شب کو اللہ کی جناب میں عرض کیا
 اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو
 بْنِ هَاشِمٍ۔

اے اللہ تو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام کے ذریعے سے اسلام کو
 عزت و سرحدی اور قوت و غلبہ عطا فرما۔

دُعائے مصطفیٰ ص ۱۰۱ روقی اعظم

دُعائے کبریٰ ص ۱۰۱ روقی اعظم (فیاض کاوش)

غرض حضرت جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب عمرؓ کو ساتھ لیے حضرت ارقم رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر گئے جہاں سرکار علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ آپ بارگاہ
 نبوت میں حاضر ہوئے۔ کہ شہادت پڑھا اے اعرشی اسلام میں چلے گئے۔ یہ سرور
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثرات تھے کہ ایک بہن کی استقامت نے بھائی کو
 دوبار رسالت میں حاضر ہو کر فادوقی اعظم بننے کی سعادت کا موقع فراہم کیا۔

اسلام میں عمرؓ کی سب سے اہم شان امتیاز

یہ حاصل دُعا کے رسالت مآب ہے (ماہر شاہد)

عمر بن خطاب از روئے کتاب اللہ

اَمْشِدْهُ اَعْلَى الْكُفَّاءِ كَمَا لَفَاظُهَا مَعِیْ

تُحَاوِدْهُ جَاسْتَرُ سَیِّئَاتِ رُوقِیْ اَعْلَمُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رائے کے موافق کالی قندار میں قرآنی آیات

نازل ہوئی۔ ابن عمرؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو عمرؓ کی رائے کے مطابق ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں لوگ گفتگو کریں اور حضرت عمرؓ کی اپنی رائے کا اظہار کریں تو قرآن حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق ہوتا ہے۔

امام سیوطی نے میں موافقات کا ذکر کیا ہے۔

۱

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَبِّبَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(پ۔ انفال آیت ۶۴)

ترجمہ: اے نبیؐ کوئی ہے آپؐ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپؐ کے فرمان بردار ہیں ان میں سے۔

طبرانی وغیرہ نے ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن جابرؓ اور ابو ایوبؓ سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ

أَنَّهُ نَزَلَتْ يَوْمَ أَسْلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (روح المعانی)

ترجمہ: تمہیں دن عمر بن خطابؓ ایمان لائے اس دن یہ آیت پاک نازل ہوئی۔

۲

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْسَةَ الْوَسَّامِ الرَّفَثُ إِنْ نَسِ كُمْ

(پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸)

ترجمہ: سہل کروا گیا تھا مجھے یہے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس

ہونا۔

ابتداء میں اور رمضان کی راتوں میں بھی اپنی عورتوں سے قربت منوع تھی۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاتے ہوئے اور اپنے آپ کو علامت کرتے ہوئے دباؤ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے محبت خواہ ہوں کہ میں اللہ کی نافرمانی کی اور انہی کے بعد گھر گیا تو میں نے بڑی عمدہ خوشبو پائی اور میرے نفس نے مجھے (اپنی زوجہ) کی قربت پر آمادہ کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عمر! تجھے اب نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اتنی دیر میں متعدد افراد نے بھی یہی عرض کیا۔

فَنَزَلَتْ فِي عُمَرَ وَاصْحَابِهِ (تفسیر قرآن)

پس یہ آیت پاک عمر فاروق اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بعض اوقات بزرگوں کی چھٹائی لغزش کرنے والوں کے لیے عطا ہوتی ہے۔

۳

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ (پارہ اسودہ ہجرت)

ترجمہ اور جو کوئی دشمن ہوا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے (ان کافروں کا)

امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۸۹۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب تاریخ الخلفاء میں اور علامہ آوسی بغدادی اپنی معرکۃ الآراء تفسیر روح المعانی میں رقمطراز ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جبریل ہمارا دشمن ہے تو حضرت عمر نے فرمایا

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ

اور بائیں ان ہی الفاظ میں نایت نازل ہوئی ہے
 کئی بار ان کی باتیں بھی گئیں آیات قرآنی
 مسلم تھی فہم حضرت فاروق اعظم کی

۴

وَ اتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (پہلے سورہ بقرہ ص ۱۲۵)

ترجمہ: بنو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز
 حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب کے موافق ہوا۔ میں نے عرض کیا،
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

لَوْ اتَّخَذْتُ مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
 (کاش میں مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤں)

فَنَزَلَتْ "وَ اتَّخَذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى"

(تفسیر فہم تفسیر دومر)

خیال ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ
 السلام کعبہ معظمہ کی تعمیر کرتے رہے۔

"اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں کی ہر ادا اودان سے تعلق رکھنے والی ہر چیز
 بڑی پیاری ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بے جان حقیر پتھر ہے حضرت
 خلیل کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف حاصل ہوا وہ قدرت کی نگاہ
 میں اتنا عزیز اود فی شان ہے کہ اُمت مصطفیٰ رحمہم دیا جا رہا ہے
 کہ اسے اپنی جائے نماز بنائے۔"

(ضمیمہ القرآن)

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ لِيُحْكُمَ
بَيْنَكُمْ تَوَسُّلًا بِهِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَوْلَىٰ بِالشِّعْرِ الْأَخْيَرِ ۚ

(پارہ ۵ صفحہ ۵۸ آیت ۵۹)

ترجمہ: پھر اگر جھگڑنے کو تم کسی چیز میں توڑنا دو اسے اللہ اور رسول کی طرف لے کر
تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور رسول قیامت پر۔

سورہ نسا کی آیت نمبر ۵۸ اور ساٹھ کی شان نزول کے متعلق مدار تفسیر پیش
نہیہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا تھا یہودی
نے منافق کو کہا کہ ہم اس جھگڑے کا فیصلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کروائیں۔

لیکن کدوہ جاتا تھا کہ آپ رحمت و مغفرت کی آلائشوں سے پاک ہیں اور منافق نے
کہا کہ ہم کعب بن اشرف یہودی عام سے فیصلہ کروائیں گے۔ تاکہ رحمت و مغفرت

کام چل سکے۔ پس ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزم مان لیا پس حضور نے
یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا اور منافق راضی نہ ہوا اور کہا کہ ہم حضرت عمر کے پاس فیصلہ

سے جانیں گے جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کعبہ پاس پہنچے تو یہودی نے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے اور یہ ان کے فیصلے پر راضی نہیں۔

حضرت عمر نے منافق سے فرمایا کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عمر نے
فرمایا میرے آنے تک یہیں ٹھہرو۔ پس حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے اور اپنی عکرا

مکمل لاسے آتے ہی منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا

فَكَذَّبَ الْاَقْبَيْنِ لَعْنُ الْكُفْرَيْنِ مَنْ يَشَاءُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ

پہن کرتا ہوں؟ (تھی، عاتق، دودھ، مدنی، فیہ القرآن)

اس مناق کا ہم بشرِ خا جس نے سید عالم علی افر علیہ السلام کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور سید کی کرم کردہ کے حضرت عمر کے پاس لایا۔ حضرت عمر نے اس کو قتل کر کے اپنے اس محل سے یہ امر خارج کر دیا کہ کفر و نفاق اور منافقت و شیطنت کا بستر علاج یہی ہے۔

خیال نہ ہے کہ منافقین کی ایک علامت یہ ہے کہ آقا علیہ السلام کی عقلوں کا توڑ نہ کرتے ہیں مگر آپے باطل نظریات کو پھیلانے کے لیے حضور کے غلاموں کے حوالے سے بات بنانے کی ناکام کوشش ضرور کرتے ہیں۔

۶

قصہ افک | سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین سلام افر علیہا کی محبت و پاکیزگی پر بتانے نے جو بہتان تراشی کی تو اس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق نے عرض کیا میں تو جاکھا یا رسول اللہ۔ حضرت عائشہ کو آپ کی زوجیت میں کسی نے ویسا ہے۔ حضور نے فرمایا افر تعالیٰ نے حضرت عمر سے عرض کیا:

اَقْتُلُوْا اِنَّ رَبَّكَ دَلَسَ عَلَیْكَ هٰذَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
 آپ کے رب نے یہ معاملہ آپ سے مخفی رکھا ہوا ہے۔
 (ہرگز نہیں)

مُسْتَحَنَقٌ هٰذَا اَمْرٌ عَظِيْمٌ (پہلے دوسرے فرائض)

لئے افر: تو پاک ہے۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے

(صحابی عرقہ صفحہ ۱۱)

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت عمر کی زبان پر جاری ہوئے اور یہ الفاظ یقیناً سرورِ کونین کی ایک سیرت کی صورت اختیار کر گئے۔

فاروق اعظم از نئے حدیثِ رسول ﷺ

میاں ہے اس سے عظمت حضرت فاروق اعظم کی
جی کرتے تھے عزت حضرت فاروق اعظم کی (مسند)

۱

حضرت حمزہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
لَوْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَكَانَ عَسْرَتَيْنِ الْخَطَابِ
اگر میرے بعد کوئی بھی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا ۔

(جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۰۹)

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نبوت و رسالت سرورِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم پر ختم ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا ۔
سورہ طہ السلام نے واضح اور غیر مبہم انداز میں فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی بھی ہوتا
تو وہ عمر فاروق ہوتا ۔

ہوتی نہ مسند پر اگر ختم رسالت
فاروق تھے اس عظمتِ کبریٰ کے سزاوار (ترمذی)

۲

جنابِ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلی آیتوں میں محدث ہوا کرتے تھے
قَالَ يَكُنْ فِي الْأُمِّيِّ أَحَدٌ فَعَسْرَتَيْنِ الْخَطَابِ ۔ اب اگر میری
آیتوں میں کوئی محدث ہے تو عمر بن خطاب ہے ۔ (ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱۰)

سوا حق محرقہ میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کسے کہتے ہیں
تو آپ نے فرمایا: **لَنْ تَنْتَكُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يَسْأَلُوهُ**۔ کہ اس کی زبان پر فوٹتے
ہوتے ہیں۔ (سوا حق محرقہ ص ۱۲)

نور الابصار لی مناقب آل بیت النبی اختیار میں ہے کہ:
مُحَمَّدٌ (بکسر وال بصیغہ اسم فاعل) حدیث کے راوی کو کہتے ہیں۔ اور
مُحَمَّدٌ (فتح وال بصیغہ اسم مفعول)، اسے کہتے ہیں جسے امام ہوا اور وہ
صاحب کشت و مکاشفہ ہو۔

تو محدث تو منفر تو صاحب بد تو فقیہ
تو نے ملت کی ہر اک شکل کو آساں کر دیا (نور الابصار ص ۱۱)

۳

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ
وَعَلَانِي رَسُول وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعَسَرَةِ الْخَطَابِ خَاصَّةً
اے اللہ! اسلام کو عسریں خطاب کے ساتھ خاص طور پر عزت عطا فرما
(سنن ابن ماجہ شریف)

خدا سے مصطفیٰ نے ان کو مانگا
نبی کا مہمسا فاروقی اعظم

۴

حضرت عینہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْسِفُ مِنْ عَسَرَةٍ۔ (سوا حق محرقہ ص ۱۲)

”اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان عمر سے ڈرتا ہے“

۵

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :
 اِنِّیْ لَا اَنْظُرُ اِلٰی شَیْءٍ اَوْ لَیْلِ الْجَنِّ وَاِلَّا لَیْسَ قَدْ فَزَعُوْا
 مِنْ عُمَرَ ۔ (بیہق ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ : میں اپنی جان و اس کے شیطانوں کو عمر سے بھاگتے دیکھ رہا ہوں ۔

۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

رَآئِ الشَّیْطَانَ یَخَافُ مِنْكَ یَا عُمَرُ (ترمذی ص ۲۱۱)

ترجمہ : اے عمر بے شک تم سے شیطان خوف کھاتا ہے

پریوں و شیاطین کے جلیں مانگے سے تیرے

جب سرحدِ نبی حق و باطل تو ہی شہرا (حکیم تہ)

۷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شاہِ دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا

مَا فِی السَّمَاءِ مَلَکٍ اِلَّا وَهُوَ یُؤْتِرُ عَصْرَ وَفٍ
 الْاَرْضِ شَیْطَانٌ اِلَّا وَهُوَ یُتْرِقُ مِنْ عُمَرَ ۔

(معجم صحیح جلد ۱۰ ص ۱۰۰)

آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو عمر کی توقیر و عزت، نہ کہ تاہم اور زمین

میں کوئی ایسا شیطان نہیں ہے جو عمر سے ڈرتا نہ ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا،

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَيْتُكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا
فَجًّا كَهَذَا لَأَسْكَنَّكَ فَجًّا غَيْرَ قِيَحَكَ (بخاری و مسلم شریف)
ترجمہ: قسم اس ذات کی میں کہ تیرے قدرت میں میری جان ہے کہ شیطان اس
راستے پر بھی نہیں چلے گا جس پر تو چل رہا ہے بلکہ وہ سراسر راستہ اختیار کرے گا

۹

بخاری نے حضرت مدبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے حضور نے فرمایا
إِنَّ الشَّيْطَانَ لَعَزِيزٌ لَّيْسَ مِنْكُمْ مُنْذُ اسْتَعْرَا لَأَخْرَجَ جَنَّةَ
(مراحمی حرقہ صفحہ ۹)

ترجمہ: بے شک عمر کے اسلام لانے کے بعد شیطان انہیں جہاں بھی ملائے گا
بل گھر پڑا۔

ذکرہ بالا احادیث سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ تاری ہوں یا جہنم
جنت میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، دونوں قسم کے شیاطین حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ٹپتے اور دوڑ بھاگتے ہیں۔ آپ کے دعب و جلال کا خوف
ہر وقت ان پر طاری رہتا ہے اور شیطان اس راستے پر ہرگز نہیں چلتا جس پر حضرت
عمر چل رہے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمر میں رستے پر یہی وہ حق ہے کہ اس
کی گواہی آخری رسول علیہ السلام نے دی۔

۱۰

زُبانُ عمر | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ وَصَّيَّحَ الْحَقِّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ

(سنن ابن ماجہ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ کجی کراچی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق کو باری فرمادیا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں حق ہی کہتے ہیں۔

۱۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کعب
فرشتوں نے خوشی منائی | حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو جبریل میں
علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا،

يَا مَعْشَرَ لَقَدْ اسْتَبَشَّرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِكُمْ

(سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۱)

عُمَر۔

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والوں نے عمر کے اسلام لانے کی خوشی منائی ہے
اس کے ایمان سے لے کر آسمان پر کھڑے آہل السما
یوسف گم گشتہ آئے جیسے سرے کارواں

(مہذب العریۃ جلد ۱)

۱۲

حضرت جابر، معاذ، انس، ابو بکر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے
سونے کا عمل | کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں سونے کا ایک
عمل دیکھا تو میں نے پوچھا یہ کس کا ہے

قَبِيلُ يُعْمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۹)

ترجمہ: تو کہا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

چراغ اہل جنت | حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب خلیفہ مقرر ہوئے
 تو آپ کے پاس بہ مال حاضر کیا گیا تاکہ اسے تقسیم کریں آپ نے امام حسن امام حسین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے مال کی تقسیم کی ابتدا کی تو آپ کے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ عنہ متوجہ ہو کر
 اور عرض کی کہ آبا جان میں لیا وہ حق دار ہوں۔ آپ بے عینہ میں مقدم کہیں کیوں کر میں عینہ
 کا بیٹا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اے عبداللہ!

مَا يَكُنْ لَكَ آبَا حَتَّى يَتُوهَا أَوْ حَبْلًا كَتَبَتْ وَهَآ

تم ان کے باپ جیسا اپنا باپ اور ان کے ٹانا جیسا اپنا ٹانا لاؤ۔

حضرات حسین کو یمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 سے اس منظر کا ذکر کیا تو حضرت علی نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ چلو امیر المومنین
 کو یہ خوشخبری دو کر میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سُننا ہے کہ جبریل نے کہا
 اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہے،

رَأَى عَمْرٌ وَسَرَّاجٌ أَهْلَ الْجَنَّةِ

عمر اہل جنت کے سپر سراج ہیں۔

دو دن صاحبزادے آئے اور امیر المومنین کو یہ خبر دی تو آپ کے بہت خوشی ہوئی
 اور فرمایا تم جو بیان کر رہے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہو لاؤ دو دن صاحبزادے
 آئے اور اپنے والد سے کہو ایا صاحب امیر المومنین فاروق اعظم کی وفات کا وقت
 قریب ہو تو آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا،

إِذَا مِثْتُ فَأَدْلِسُوا مَعِيَ حَقَّ الْإِسْلَامِ عَوْنِي رَحِمَیَ اللّٰهُ
 عَنَّهُ۔

ترجمہ، جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ امام علی رضی اللہ عنہ کا خط لے

کر دینا۔ قُلْعَلْ فُؤَادَكَ أَعْمَلُ لِي فِي مَا كُنْتُ كَاتِبًا

(نور البصار صفحہ ۱۰۳)

۱۳

حضور علیہ السلام نے فرمایا :

حضور عمر کے ساتھ میں | عُمْرٌ مَعِيَ وَأَنَا مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ

(نور البصار صفحہ ۹۱)

مَعَ عُمَرَ

عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں۔ عمر جہاں بھی جاتا ہے وہیں میں بھی جاتا ہوں۔

۱۵

حضرت علامہ سید مومن شبلی نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دینی اور دنیوی امور کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

رِضَا الرَّعِيَّةِ رِضَا رِجَالِ عُمَرَ

(نور البصار صفحہ ۹۱)

عمر کی رعایا میں رضا کی رعایا ہے۔

۱۶

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اَنْصَوَاعِيَّ الْخُرُوفَةِ میں اہل رانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

فَمَا لِي بِجَبْرِئِيلَ لَيْسَ بِكَ الْخُصَامُ عَلَى مَوْتِ عُمَرَ

(مواہق عمر صفحہ ۹۲)

ترجمہ: جبریل نے مجھے کہا اسلام کہ عمر کی موت پر رونا پنا ہے۔

۱۷

مِنْ شَاخِ الْإِسْلَامِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک

روزی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر ختم فرمایا ہے
 تھے اس آپ نے فرمایا اے عربین خطاب کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے چہرہ کو دیکھ
 کر کیوں خوش ہوا ہوں عرض کیا اللہ و رَسُوْلُهُ اَعْلَمُ اور انہیں اس کے
 رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے عترت کی رات
 تمہاری طوٹ شقت و رحمت کی نظر فرمائی۔ وَ جَعَلْنَاكَ مَقْتَاتِحَ الْاِسْلَامِ
 اور اللہ تعالیٰ نے تجھے اسلام کی کنجی بنا دیا۔

(شہادت نامہ سید المرسلین ص ۲۵۰ بحوالہ دارالعلوم)

۱۰

عمر کی غیرت ایمانی

حضرت امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز غنیم بن
 ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، عباس بن عبدالمطلب و غنم
 رسول اللہ بنی غنم، امیہ بن خلف وغیرہ کو اسلام کی دعوت فرما رہے تھے اس
 درمیان میں حضرت عبد اللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو نابینا تھے) حاضر ہوئے
 اور انہوں نے بار بار جنتہ آواز سے ”ہمارے عرض کیا“ وَ اَرْسُولَ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَمَا
 عَلَّمَكَ اللّٰهُ ”اے اللہ کے رسول جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اس میں سے مجھے
 بھی سکھائیے۔ ان ام مکتوم نے یہ دیکھا کہ حضور دوسروں سے گفتگو فرما رہے ہیں
 (اس لیے کہ آپ نابینا تھے) اس سے قطع کلام ہو گا۔ یہ بات حضور علیہ السلام کو گراں
 گزری اور انہیں ناگواری چہرہ اقدس پر نمایاں ہوئے جس پر سورہ جس کی آیات ذیل
 ہوئیں ”عَبَسَ وَ تَوَلَّى ۚ اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰی ۚ وَ مَا
 يُدْرِيكَ لَعَلَّكَ يَنْرَىٰ ۚ“

ترجمہ تمہاری چڑھائی اور منہ پھیر لیا (اس وجہ سے کہ) آپ کے پاس ایک
 نابینا حاضر ہوا اور آپ کی باتیں شاید وہ پاکیزہ تر ہو جاتا۔

یہاں تاویلا فرماتے ہیں عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کی سند دہی کی طرف منقاد
(تفسیر غزالی المرقان الامام الفاضل رحمہ اللہ)

خیال ہے کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے تھوڑے سے
رجب جلال و عذاب میں گھٹت گھڑائی۔

خیال القرآن میں تعارف سورۃ یحییٰ کے ضمن میں روح البیان کے حوالے سے
کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق کو پتہ چلا کہ ایک امام (سید) ہمیشہ نمازیں اسی شدت
(یعنی) کی قرات کرتا ہے تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس کا سر قلم کر دیا
چونکہ وہ حضور کے مرتبہ عالی کی تحقیق کے ارادے سے اس کی قرات کیا کرتا تھا کہ
مقتدیوں کے دل میں بھی حضور کی عظمت کم ہو جائے اس لیے نگاہ فاروق میں مدد
تھا اور مرتبہ واجب القتل ہوا کرتا ہے۔ (خیال القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تحقیق کے ارادے سے قرآن حکیم کی تلاوت بھی
ایک خاص قسم کے جرم کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور یہ اہل نفاق کا پڑنا طریق ہے
ان لوگوں کو اس بات پر بار بار غور کرنا چاہیے جو اپنی تمام علمی صلاحیتیں اس پر
صرف کر رہے ہیں کہ سرورِ عالم بھی ایک امام ان ان کی مانند تھے۔

ان کی تحقیق کر دو امت بھی مافوق

ہیں وہم و گش کر و کفر کو اسلام کے ساتھ (سام چشتی)

حسین کو مقدم سمجھا | علامہ محمد عبدالسلام رضوی نے اپنی کتاب شہادتِ فداء
سیدہ اہل بیت میں اصول کافی کے صفحہ نمبر ۲۰۷ کے حوالے سے
تصریح فرمائی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ایران کو فتح کیا اور
اسلام کا حکم بلند کیا تو اہل شیعہ میں ایران کے بادشاہ ویزوگر کی بیٹی شہزادہ حضرت عمر

کے پاس آئی قرینہ ناصر قادری نے سیدنا حسین علیہ السلام کو مقدم کیا اور اسی شخصہ زاری سے
 حسین علیہ السلام کے پاس نکاح کے موقع پر اس حال میں آئیں کہ شاہانہ پر شک جیس پر
 بیہوش اور جہاں ہر بات جڑے ہوئے تھے اور سونے چاندی کے زیورات سے آلودہ
 تھی اور اسی طرح سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ نکاح کر کے آپ کے حوالے کر دیا۔
 بنابر شہزادی شہر بانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اہل بیت سے سیدنا امام زین العابدین
 رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور آپ سے نسل عینی جاری ہوئی۔

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منہر پر گویں سیدنا حسین علیہ السلام
 کے کرکے:

هَذَا أَهْمَتَ الشَّعْرَ عَلَى رُؤُوسِنَا إِلَّا أَجُولُ
 ہمارے سر پر بال کس نے اگائے ہیں تمہارے ہی ناما جان صل اللہ
 علیہ وسلم نے۔

یعنی سب عزت و عظمت اور شرف و حرمت سر پر کون و مکان صل اللہ علیہ وسلم
 کی نہیں ہے۔ (مشاہد نامہ سیدہ بلذ صفر ۷۷۷)

۲۰

سیدنا شیخ الاسلام و القسین سیاری قدس سرہ العزیز نے
 اسلام کا سچا ہمدرد | اپنی کتاب مذہب شیعوں کے صفحہ ۲۲ پر بالی لکھیں کہ معتبر
 ترین کتاب تاریخ التواریخ جلد ۲ کتاب ۲ صفحہ نمبر ۴۲۲ کے حوالے سے سیدنا عمر فاروق
 کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ ہمیں فرمائے آبا جنس عمر (رضی اللہ عنہ) پر، خدا کی قسم وہ اسلام کے
 سچے ہمدرد تھے، یمنیوں کے اُسر تھے، احسان کے اعلیٰ مرتبہ پر مشتمل تھے، ایمان
 کا مرکز تھے ضعیفوں کی بارسے پناہ تھے، متقی اور پرہیزگاری کے عباد و ماویٰ تھے

اگر تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت فرمائی، جس میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر سہرہ کرنے والے
تھے دیساں تک کہ دین و دھن کی انکوں کو فوج کیا، اور اللہ کے بندوں کو خوف سے
بچا کر اس میں لگا۔ اَعْقَبَ اللّٰهُ مَنْ يُنْقِصُهُ الْكُفْرَ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَمَةِ
جو شخص بھی ان کی شان کو گھٹاتے وہ قیامت تک اللہ کی لعنت کا نشانہ ہے۔

جوان کی فضیلت کو گھٹاتے ہیں خدا بھی
وہ لوگ ہی شیطان کے پسندے میں گرفتار (نامہ برکات)

۲۱

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیقی کتاب
عمر کا اعمال نامہ اودلی مذہب شیعہ کے صفحہ نمبر ۳۲ پر اہل تشیع کی مشہور اور معتبر
ترین کتاب التثانی فی تعلیۃ التہذیب جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ (مطبوعہ نجف اشرف)
کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ یہ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ
عنہ کو بعد از شہادت غسل دے کر کفن پہنایا گیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف
لائے اور فرمایا،

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ مَا عَلَى الْاَرْضِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ
اَلْقَى اللّٰهُ بِصُحْبَتِكَ هَذَا اَلْمُتَّحِنِ مَبْنً اَعْلَمُ بِكَ
ترجمہ: اس پر اللہ تعالیٰ کی صلوة درختیں اور برکتیں ہیں تمام دنیائے زمین پر یہ
نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ میں اللہ سے طوں
اور میرا عمر اعمال ہیں اس کفن پوش کے اعمال نامہ کی طرح ہر جو اس وقت
تمہارے سامنے موجود ہے۔

کراماتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ہرمیں آئیں تو کہیں خشک دریا کو رواں
قہر میں آئیں تو کہیں سلبِ فہرِ آفتاب

مکتوب بنائیں مکتوب بنائیں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب مصر فتح کیا تو مصر والوں نے آکر کہا کہ دریا کے نیل ہر سال ایک فرجوان کو ذری لڑکی چاہتا ہے جس کو ہم اس میں پسینک دیتے ہیں ورنہ وہ بیماری ہونے سے لڑک جاتا ہے اور غنیمۃ علاقہ قتل کو خراب کر دیتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین فاروق بن عبد اللہ کو اس کی خبر دی۔ فاروق بن عاص نے ان کو یہ خط لکھا کہ اسلام پہلے رسالت ختم کرتا ہے اور دریا کے نیل کو ایک خط لکھا اور ان سے یہ فرمایا کہ مکتوب دریا کے نیل میں پسینک دیا جائے۔ حضرت عمرو بن عاص نے خط دیکھا تو اس کا مضمون یہ تھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ آمَنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَنْفِي وَمَقَرَّ ،
(اَمَّا بَعْدُ) فَإِنْ كُنْتَ تَجْرِي مِنْ قَبْلِكَ فَلَا تَجْرِي
وَأَنْ كَانَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ هُوَ الَّذِي يُجَرِّبُكَ
فَتَسْأَلُ اللّٰهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارَ إِنْ يُجَرِّبُكَ .

ترجمہ : اللہ کے بندے امیر المؤمنین کی طرف سے نیل مصر کی طرف (آتا ہے)
اسے نیل : اگر اس سے پہلے تو اپنی مرضی سے بتا تھا تو بے شک
نیل اس کا اللہ تعالیٰ واحد و قہار ہے بتاتا تھا تو اس میں اللہ تعالیٰ واحد و

قمار سے سوال کرتا ہوں کہ دو تہے جاری کشتے ؟

حضرت عمر دین مومن والی مصر نے وہ خط یوم صلیب سے ایک دن قبیل دریا سحر نیل میں پھینک دیا، جب یوم صلیب کی صبح ہوئی تو رات ہی رات اللہ نے نیل کو سولہ گز جاری کر دیا اور اس سال سے مصر والوں سے یہ بڑائی ختم ہو گئی۔

(نور الہدایہ صفحہ ۶۲)

طوفانوں کے سرخم تیرے احکام کے آگے

ہے یا دوزمانے کو ابھی نیل کا قصہ (عظیم مقبول)

یَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ | عمر دین عارث سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک انہوں نے خلیفہ متحرک کر دیا اور دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے یَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ کہہ کر پھاڑ کا خیال کر۔ فرمایا پھر خلیفہ شروع کر دیا۔ بعض صحابہ کو اٹھانے کہا کہ میرا لڑکھنؤ کہہ رہا ہے کہ خلیفہ چوڑ کر یا سَارِيَةَ الْجَبَلِ کہہ رہے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو حضرت امیر المؤمنین سے بے تکلف تھے امیر المؤمنین کے پاس آئے اور کہا اے امیر المؤمنین آپ لوگوں کو باتیں کہنے کا موقع دے رہے ہیں کہ خلیفہ کی حالت میں یَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ اونچی آواز سے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا،

وَاللّٰهُ مَا مَلَحَتْ ذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُ سَارِيَةَ وَاصْحَابَهَا
هٰكَا يَتْلُوْنَ عِنْدَ جَبَلٍ يُؤْتُوْنَ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ
مِنْ خَلْفِهِمْ فَلَمَّا اَمْلَحْتُ اَنْ قُلْتُ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ
يَتَحَقُّوْنَ يَا جَبَلِ۔

جبر: خدا کی قسم بہب میں نے ساریہ اور اس کے لشکر کو پہاڑ کے پاس ٹھہر گئے
 دیکھا کہ ان کے آگے بچے دشمن جمع ہو رہے ہیں تو میں نے بے اختیار
 ہو کر اسے سایہ پہاڑ کا خیال کر لیا کہ ہمارے مسلمانوں کا لشکر پہاڑ کی طرف متوجہ

ہو ۹

چنانچہ کچھ دن گزرتے کہ سارا لشکر اسلام ساریہ کا قاصد پیغام لے کر آیا کہ جمعہ
 دن دشمن سے سامنا ہوا صبح سے ہم نے بڑائی شہادت کی حتیٰ کہ جمعہ کا وقت ہو گیا ۔
 اچانک ہم نے بند اواز سنی یہاں رہے الجھیل دین مرتبہ نشان دیا۔ ہم پہاڑ
 کی طرف متوجہ ہوئے اور دشمن پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کو اللہ نے شکست دی ۔
 علامہ شبلی نے مذکورہ بالا روایت تراجم المصنفہ کے حوالے سے نقل فرمانے کے
 بعد لکھتے ہیں کہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ سارا نے کے پہاڑ میں غار سے ساریہ نے جناب
 عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی ۔

إِلَى الْأَنْ يَعْظُمُونَ ذَلِكَ الْغَارَ وَبَتَّ كُفُونَهُمْ ۔
 اب تک اس غار کی تعظیم کی جاتی ہے اس سے متبرک بھی جاتا ہے ۔
 (هذا البعد صفحہ ۶۲)

اس بات پر غور کرنے سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں وہ کسی قسم کی تاویل کے محتاج
 نہیں وہ غیر مبہم اور بالکل واضح ہیں ۔

علامہ فرامی کی کہ حدیث الرسول میں مسجد نبوی کے منہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور سارا نے کے میدان میں لڑی جا رہے والی جنگ کا مشاہدہ
 بھی فرما رہے ہیں۔ لشکر اسلام کے پیر سالار کو خطرے سے خبردار بھی کر رہے ہیں اور
 آپ کی آواز بھی وہاں سنی جا رہی ہے ۔

التمام اللہ سے بھی مسلم مرتاب ہے کہ نہ گان خدا کے سامنے کائنات اپنی اور

زمین اپنی تمام تر وسعتیں سمیٹ لیتی ہے اور ان کی نگاہ کے سامنے سمندر پھاڑا
جنگلات اور ٹھوس مالک نہیں بنتی۔

عقرب کی بینک تھوڑی دیر کے لیے اٹار کر وہ لوگ لیکن اس بات پر غور کرنے
کی زحمت گوارا فرمائیں جو کہتے نہیں تھکتے کہ اللہ کے آخری رسول کو تو دوبارہ کے
پہچے تک کام نہیں (معاذ اللہ)

یہ بھی کہنا کہ قرب خُدا ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن
صاحبِ قبر سے گفتگو | حضرت فاروق اعظم نے ایک نوجوان کی قبر پر جا کر
یہ کثرتِ تلاوت فرمائی :

وَلَمَّا خَفَّ مَقَامَ رَبِّهِ جَعَلَ نَادِمًا (سورہ بقرہ آیت ۲۶)
جو شخص اپنے رب کے حضور گھڑے ہوئے سے ڈسے اس کے لیے
دو جنتیں ہیں۔

اس نوجوان نے اپنی قبر سے جواب دیا اے عمر فاروق :
قَدْ أَفْعَلْتُ بِهَا رِيقًا فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ
مجھے تو میرے رب نے ایسے باغ و دمر تہ حلاوت فرمائے ہیں۔
(کرامتِ مجدد صفحہ ۳۳)

خیال ہے کہ جن لوگوں نے زندگی بھر بزرگوں کے تراجم کی بے حسی صرف کی
بتاؤ کہ ان لوگوں کے برگزیدہ بندے مٹی میں مل کر میا میٹ اور نیمت و نابود
گئے ہیں اور ان کی ہمدنی زندگی کے انکار میں جنوں کی حد تک عقرب کا مظاہرہ کرتے
ہیں وہ اس روایت (جس کو مولانا شرف علی صاحب تھانوی نے قرۃ العینین اور
مافظ الحدیث ابن مسعود کے حوالے سے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں بھی نقل کیا ہے)
پر نہایت ہی غصے دل سے بار بار غور کریں جس سے ان پر اصحابِ رسول کے

مائدہ نظرات بالکل واضح ہو جائیں گے۔

مُتَفَرِّقات

جب آپ نے صحابہ کرام کے وظائف مقرر کیے تو حضور علیہ السلام کے محبوب غلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اسامہ بن زید کی خواہ اپنے بیٹے عبد اللہ سے زیادہ مقرر کی۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مذکور کیا تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ عنہ کو تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔



حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز خطبہ سے رہے تھے قریش نے شہاد کیا کہ ان کے تہنہ پر بارہ ہونے لگے ہوئے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے زائد خلافت میں دیکھا کہ حضرت عمرؓ کے گزرتے کے سونٹھے پر توبہ تہہ ہونے لگے ہوئے تھے۔



فتح شام کے بعد قیصر روم سے دستانہ مراسم ہو گئے تھے اور خط و کتابت پہنچی تھی ایک دفعہ ام کلثوم (آپ کی زوجہ) نے قیصر کی حرم کے پاس تحفہ کے طور پر حلیہ کی چند شیشیاں بھیجیں اس نے جواہر شیشیوں کو جواہرات سے بھر بھیجا۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اگر عمر تمہارا تھا لیکن قاصد مجھے کر گیا وہ سرکاری تھا اور اس کے مصارف بیت المال سے ادا کیے گئے تھے۔ چنانچہ جواہرات سے کہ بیت المال میں داخل کر دیے اور ان کو کچھ معاوضہ دے دیا۔



ایک دفعہ فاروقی حق و باطل سمیاد ہو گئے۔ اُنہوں نے شدہ تجویز کیا۔ بیت المال میں شدہ مروجہ دستاویجن ٹکب لکھتی بغیر مسلمانوں کی اجازت کے بیٹے پر داسنی نہ تھا چنانچہ اسی حالت میں مسجد میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو جمع کر کے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر شدہ استعمال فرمایا۔



بازار میں ایک فروہ اونٹ فروخت ہوتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ اونٹ آپ کے صاحبزادے عبداللہ کا ہے۔ ان سے پوچھا یہ اونٹ کیسا ہے انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کو خرید کر سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا تھا امداد کچھ دینا سنا ہے ہو گیا ہے تو بیچنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا چوں کہ یہ سرکاری چراگاہیں فروہ ہوا ہے اس لیے تم صرف دائن المال (اصل قیمت) کے متن ہوا دینے قیمت لے کر بیت المال میں داخل کر دو۔



ایک دفعہ دات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک بدو کے خیمہ سے روٹنے کی آواز آئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ بدو کی عورت دُوزخ میں مبتلا ہے آپ گھر آئے اور اپنی زوجہ ام کلثومؓ کو ساتھ لے کر بدو کے خیمہ میں گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کی زوجہ نے کہا امیر المؤمنین اپنے دوست کو بچہ کی مبدک باد دیکھیے۔ بدو امیر المؤمنین کاٹن کر چونک پڑا۔ آپ نے فرمایا ٹکڑہ کر۔ کل میرے پاس آنا بچے کی تحفہ مقرر کر دوں گا۔

(ماخذ از غلامائے دشت صحیح)



شہادت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

ابو رافع سے روایت ہے کہ ابو ذرؓ کو جس کا نام فیروز تھا اور کنیت ابو ذر تھی جو مہذبین شہید کا غلام تھا اور چکیاں بنایا کرتا تھا اس سے میغزو بن شعبہ چارہ ہفت روزہ لیتے تھے۔ ابو ذرؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا اے امیر المؤمنین میغزو نے میرے ذمہ خرچ زیادہ منظور کر لیا ہے آپ ان سے بات کریں کہ خرچ میں کمی کر دیں۔ حضرت فاروقؓ نے فرمایا اللہ سے خدا اور اپنے مالک کی فرمانبرداری کرو۔ وہ غصہ سے بھر گیا اللہ کہنے لگا کہ میرے ساتھ تمام لوگوں کا آپ انصاف کرتے ہیں۔ اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اس نے دودھاری خنجر بنایا اور اسے زہر کی پان دی۔

امیر المؤمنینؓ ۳۳ھ میں ذوالحجہ کی ۲۴ تاریخ بروز بدھ صبح کی نماز پڑھانے تشریف لائے اور لوگوں کی صفوں کو دیکھتا شروع کیا تو ابو ذرؓ بھی لوگوں میں داخل ہو گیا اللہ اس کے ہاتھ میں وہی دودھاری خنجر تھا اور اس کا قبضہ درمیان میں تھا۔ اس نے امیر المؤمنینؓ کو تین ضربیں ماریں ایک روایت میں چھ ضربیں مذکور ہیں ان میں سے ایک ضرب آپ کی ناف کے نیچے لگی اسی ضرب سے آپ شہید ہوئے اور آپ کے ساتھ کلب بن نضرؓ بھی اس نے شہید کیا امیر المؤمنینؓ نے جب خنجر کی شدت محسوس فرمائی تو زمین پر گر پڑے اور فرمایا کیا یہاں عبدالرحمن بن عوف ہیں۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ آگے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے نماز پڑھائی اور آپؓ زمین پر پڑے رہے۔ پھر آپ کو آپ کے مکان میں لے جایا گیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے کہا۔ بعض نے کہا کہ عبداللہ بن عباس سے کہا کہ جاؤ دیکھو کس نے بے

قتل کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین: ابو تراب نے جو منیرہ بن شہید کا نکاح

ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَعَنَ یَحْبِلُ قَتْلُہٗ اِلَّا عَلٰی یَدِیْہِ
لَعَنَ یَسْجُدُ اللّٰہَ سَاجِدًا وَّ اَیَّدَہٗ۔

ترجمہ: تمام تعزیریں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ
میں کیا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا اے عبداللہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس
جاؤ اور ان سے پوچھو کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
وفات ہونے کی اجازت دیتی ہیں؟

ابو تراب و قتلوان نے گرفتار ہونے کے بعد اسی خبر سے خودکشی کر لی۔ آپ
۳۳ ذی الحجہ کو زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد ۲۶ ر ذی الحجہ ۲۳ء کو یہ روضہ
آفتاب غروب ہو گیا۔

بعض نے کہا کہ آپ نے پیر کے دن شہادت پائی اور ۲۳ سال عمر پائی،
بعض نے کہا کہ ۶۵ سال۔ آپ کا سہ ماہی غلات دس سال چھ ماہ سے ایک دن کم
ہے۔ (نور الابصار صفحہ ۶۷)

آپ کی ازواج | حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویوں کی تعداد
ذات تھی۔

- ۱۔ حضرت زینب بنت عثمان بن مظعون۔ ۲۔ حضرت آمنہ کھنضم بنت علی المرتضیٰ
- ۳۔ مالکہ بنت زید
- ۴۔ آمنہ حکیم بنت عاص
- ۵۔ فقیہہ
- ۶۔ آمنہ ولد
- ۷۔ کبیۃ
- ۸۔ عیسیٰ بنت جبریل خزاعی

۹۔ قریب بہت ابی اُمیہ

قریب بہت ابی اُمیہ الخمری اور میکہ بہت جبریل الخمری کو حضرت عمرؓ نے اسلام نہ لانے کی بنا پر طلاق دے دی تھی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ۹ صاحبزادے
آپ کی اولاد ہم صاحبزادے ہیں۔

صاحبزادے :

- ۱۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ
- ۲۔ عبدالرحمن الکبیر رضی اللہ عنہ
- ۳۔ زید الکبیر رضی اللہ عنہ
- ۴۔ عاصم رضی اللہ عنہ
- ۵۔ نبیاض رضی اللہ عنہ
- ۶۔ زید الاصفہ رضی اللہ عنہ
- ۷۔ عبید اللہ رضی اللہ عنہ
- ۸۔ عبدالرحمن اوسط جن کی کنیت ابو شمر ہے۔ جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدادی اور وہ حد کے ودان ہی فوت ہو گئے۔
- ۹۔ عبدالرحمن الاصفہ جن کو خنجر کا جاتا ہے

صاحبزادیاں :

- ۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اُمّ المؤمنین)
- ۲۔ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- ۳۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا
- ۴۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔



خلیفہ سوم

امیر المؤمنین سیدنا

عثمان ذو النورین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر مشورۃ قرآن کی سبکدوشی

زوج دو ذریعہ عفت پر لاکھوں سلام

یعنی عثمان صاحب قسطنطنیہ

عقد پوش شہادت پر لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ و حضرت)

دستِ اُورا دستِ خود گفته رسول

طرحی

جانشینِ او علی زوجِ بتول؛
 مُتَبَكِّرُ اَوْصَافِهِ شَخْصٌ جَمُولُ
 اِنَّ عَقَانَ كَوَارِیْ بِالْحَيَاءِ
 حَكَمَتْ اَوْدِیْنَ رَا اَصْلَ اُصُولُ

سیرتِ او منظمِ خلقِ نبی
 كَانَ مَضْدُوقًا بِاَوْصَافِ جَمُولُ
 اَجْمَعَ الْقُرْآنَ فِيْ اَوْرَاقِهِ
 وَحَقُّ وَرْثَانِ اَوْ كَرَمِ نَزُولُ

تَا طُقُّ فِيْ وَصْفِهِ وَتَحَى النَّبِيُّ
 دَسْتُ اُورَا دَسْتُ خُودِ كُفْتَهُ رَسُوْلُ
 خَمْرُ مُلْطَانِ وَارِثُ الْمُؤْمِنِ
 قَدْ قُتِلَ عَنْدَهُ كَمَلُ الْقَبُوْلُ

(خضر)

عزت دیں جامع قرآن عثمان غنی

طرحی

مرد کامل صاحب عرفان عثمان غنی
 میں جہانِ مشق کے سلطان عثمان غنی
 تابشِ انوارِ حق اور پیکرِ مبرورِ رضا
 سرورِ کونین کی برحانِ عثمان غنی
 واقفِ رمزِ حقیقت محرمِ اسرارِ دیں
 مذہبِ و ایمان کی میں جانِ عثمان غنی
 کانِ اُلفت، شرکتِ اسلام، تصویرِ حیا
 گوہرِ دیں صاحبِ ایقان عثمان غنی
 نازشِ محبوبِ خالق، فقیرِ اصحابِ رسول
 زیرِ نعتِ دیں کاتبِ قرآن عثمان غنی
 آج تک زخمِ کناں ہیں آپ کے آئینے
 احد و مروحہ و صفاتِ رانِ عثمان غنی
 ان کا پاکیزہ لہوا و لہجہ مستراں پر گرا
 راہِ حق میں ہر گئے مستربانِ عثمان غنی

ہائے مظلوم و شہید خنجر جو رہبت
 اہل تسلیم و رضائی آن مشنان غنی
 کوئی مانے یا نہ مانے پر تیری باگیچہ ہے
 قصہ رحمت کھشن رضوان عثمان غنی
 میں خزاں سے اس لیے ڈرتا نہیں ہوں ہونا
 تم میرے مشن کے ہر نگران مشنان غنی
 ہو کر م کہ حقیر کی یہ منقبت کرو قبول :
 از بلئے خواجہ گیہان عثمان غنی :
 مصر



ذوالنورین

طرحی

پوری زندگی پاک تبلیغ اندر تاجاں مثل مستاب عثمان دی لے
 خوش دیکھتا ہے دی چپ جاون جیل جاندی نہیں تاپ عثمان دی لے
 چمکدار چہرے خمدار گیسو ابرو چن وانگول سر مٹھیں اکاں
 شاندار وفادار سب جان اللہ میرے عزت تاب عثمان دی لے
 کائنات آجاندی لے وجد اندر سند سے فدی فرشتے نعمات حیر
 میرے دل پر سوزی سحر آتے چل دی جیہ دل مضرب عثمان دی لے
 صدقے جادواں میں اوہدیاں نعمتوں قرآن اوہے جو دنیا دی دم چنگا
 پڑھ کے دیکھ قرآنی آیات تائیں شاہد اکمل کتاب عثمان دی لے
 شمس اور عرفان دیباں منزلاں دامنزل منزل قرآن دی جوڑ وارہیا
 ہر اک منزل تے تاجیوں فرشتیاں نے تھی ہوئی کتاب عثمان دی لے
 کون کہنے لے علی عثمان اندر کوئی دیر درودہ تے و شش سی
 جد کہ خوشی ہے نال ہے آپ کیسی بیعت بڑ قرب عثمان دی لے
 آگ مغلخ دی ابدال باد تیکر رہی ساڈوی اوس مرد و تائیں
 رنگ خون اندر گرون پاک دلی جہڑے غار خراب عثمان دی لے
 رہتا ہا پتھر دستہ کسے فخر کوں فترے لاندہ پیا عثمان لے
 ذوالنورین عثمان دن لقب دیا کہتی شان جناب عثمان دی لے

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کیسے دہرے ذیشانِ عثمان کا ہے وہ مجھ کو محبوبِ رحمان کا
جس کی دولت حق دلاؤ خدا کے لیے اس سرِ پا سخاوت کی کیا بات ہے

(مختصر)

عزیزِ جہود و سخا، پیکرِ علم و حیا، صاحبِ تسلیم و رضا، ذرا ہنسے دیا، اہلِ دنیا کا بیٹا
پیشوائے انجیل، تابعدارِ انبیاء، دامادِ مصطفیٰ، محبوبِ ربِّ لم یزل، جامعِ حسنِ ظن
کو کپِ نعلبِ جنت، شہناؤِ بحرِ شرافت، شہسوارِ میدانِ شرافت، واقعہِ درحقیقت
ابوئے دینِ حسین و ناموسِ اسلام، کاملِ الحیا و الایمان، کجائے القرآن، امامِ مفلوم عثمان بن
حنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ حضورِ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ تھام
دیا یہ وہ عثمان ہیں جنہوں نے اپنے مال و دولت کو اپنے آقا کے اشارہ ابرو پر بہار
افکار کے رستے میں لٹایا۔ قدرت نے آپ کو شریفانہ جذبات عطا فرمائے تھے۔
آپ اخلاقِ کریمانہ اور عاداتِ حسنہ کی دولت کا زوال سے بہرہ یاب تھے۔ آپ مالِ دنیا
اور تراخی کا ایک بستر پر نمود تھے۔ مثالِ جاہلیت سے سخت متفرق تھے۔ آپ نے
حضرت ابو بکر صدیق کی تحریک پر اسلام قبول کیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد ایسے
ایسے سائب و خداوند ہواشت کیے جنہ کی مثال دنیا مشکل ترین ہے، بزرگ و بزرگوار
سے خرید کر مسلمانوں کے لیے آپ نے ہی وقت فرمایا، حسین کو یمن نے آپ ہی
کے مدد سے پرکھ کرے ہو کر پہرا دیا، ارمینِ یقیع (جنت البقیع) کو خرید کر آپ نے
ہی مسلمانوں کے لیے وقت فرمایا۔

ہر مشکل وقت میں آپ نے اسلام اور اہلِ اسلام پر

بے دریغ خرچ کیا ہے

ہم کہ ہم زلف علی ہشتیلے دیں دھڑکیں نہیں

مولائے مابعد و یزداں عثمانی غنی (خضر)

سیدنا امیر المؤمنین علیہ السلام کا نام نامی اہم گرامی حضرت عثمان رضی

نام و نسب | اللہ عز و جل عثمان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالمطلب بن عبدمنات

حضرت علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبدمنات پر جا کر مل جاتا

ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ارڈی بنت کریز تھا آپ کی نانی جان نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی حقیقی پھر بھی ام کلثیم بیضا بنت خراجمہ عبدالمطلب ہے۔

(ذوالابصار ص ۷۰)

کنیت | حضرت عثمان کی کنیت ابو سعید اللہ ہے۔

لقب | ذوالنورین اور غنی ہے۔

آپ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ

ذوالنورین | علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں

بعد اچھو کستہ کے بچہ کو ان فتنے لاندہ پیا عثمان اُسے

ذوالنورین عثمان لڑا لقب عیا کتنی شان جناب عثمان دیکھ لے (خضر)

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا مشہور ترین لقب غنی ہے۔

غنی | آپ صاحب دولت و ثروت تھے اور اپنا مال غریب و مساکین پر بے شمار

خرچ کرتے تھے۔ اہل بیت رسول پر اور جنگی تیاریوں میں خاص طور پر بہت زیادہ خرچ

کرتے۔

آپ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی۔ آپ کا پہلی ولادت

ولادت | انکیرگی میں گزرا۔ حالانکہ زمانہ جاہلیت میں ہر سو حرام چیزوں کا دور دورہ تھا

کتاب تاریخ دیریں ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قبول اسلام کے آپ نے نہایت اعلیٰ قسم کے دوستانہ تعلقات تھے جب حضرت
 ابوبکر صدیق نے اسلام قبول فرمایا تو حضرت ابوبکر نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے فرمایا کہ آپ بھی اسلام قبول کر لیں چنانچہ آپ نے اسی وقت سرگودھ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی بارگاہ سے کس پناہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول فرمایا اسی وقت آپ کی عمر
 ۳۹ سال تھی اور بعض نے ۳۲ سال لکھا ہے۔

ہجرت عثمان | سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو ہجرتیں فرمائیں ایک حبشہ
 کی طرف اور دوسری مدینہ النبی کی طرف۔ آپ میں عظیم قائلہ
 صلاحیتیں موجود تھیں۔ آپ مشر و مبشر ہیں شمار میں۔

پیکر استقامت | حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے
 کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے پیکر کرنا غور
 دیا اور کہا اے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ کر دین محمدی اختیار کرنے والے میرے
 بھتیجے عثمان، جب تک تم دین رسول نہ چھوڑو گے میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ آپ
 کے چچا حکم نے غم و تشدد کا ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا لیکن میرے آقا عثمان سے ہاتھ
 استقامت میں ایک لمحہ کے لیے بھی لغزش نہ آئی۔

آپ نے اپنے چچا کو دلوں کا انعام میں فرمادیا چچا، ہاں تو ہاں کہتی ہے،
 ایمان نہیں جاسکتا۔



عثمانؓ اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنے برگزیدہ بندوں کا مختلف انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ سرکارِ مہذبہ علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں بیشک آیاتِ قرآنی نازل ہوئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق بھی متعدد آیات قرآن مجید میں موجود ہیں اور آپ کو ہامی قرآن ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

جیشِ عُمرہ اور عثمان

۱۔ مَثَلُ الَّذِينَ يُبَيِّتُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنَّهُمْ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَمْثَلَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي صَحْوَ سُبُلِكَ ۚ فَإِنَّهُ يُخْبِتُ ۚ وَاللَّهُ يُضَوِّعُ ۚ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۚ

(پارہ ۳، سورۃ بقرہ آیت ۲۷۱)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے سات بائیس ہزار دانے ہو اور اللہ بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے اور اللہ وسیع داننے والا ہے۔

جیشِ عُمَرہ و غزوۂ تبوک: ان نیاری کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُلامتِ عرب و مغرب اور دیگر ضروریاتِ سفر کے لیے لوگوں کو بل دیا اور انہیں کرنے کا حکم فرمایا تو صحابہؓ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ عارف باللہ علامہ قاضی عثمان اللہ صاحب دہلوی اپنی رحمت اللہ علیہ نے بغوی اور کبھی کے حوالے سے نقل فرمایا ہے

کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار دھرم پیش خدمت کیے اور
عمر بن ابی سلمہ کے پاس کل آٹھ ہزار دھرم تھے۔ چار ہزار میں اپنے اور اپنے اہل اہل
کے لیے چھوڑ آیا جنہوں اور چار ہزار اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کر دیے ہیں۔

حضرت نے فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا آمَسْتُمْ فِي مَا آعْطَيْتُمْ - جو تم گھر میں
چھوڑ آئے تم وہ اور جو تم نے پیش کر دیا ہے اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت
ڈالے۔

وَعُثْمَانُ سَهْلٌ السَّيْلُ يَبِينُ فِي خَزَائِكُمْ يَتَبَوَّكُ بِأَلْفٍ يَغِيرُ
بِأَقْتَابِهَا وَأَحْلَا سَيْفَهَا فَتَزَلَّتْ هَذِهِ الْأَيَّةُ۔

اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک میں ایک ہزار اونٹ بعد سارو
سا ان دسے کہ مسلمانوں کو تیار کیا۔ قریہ آیت نازل ہوئی

حضرت عبدالرحمن بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک
ہزار وینار غزوہ تبوک کی تیاری کے سلسلے میں سے کہ حاضر خدمت ہوئے اور انھیں
آقا علیہ السلام کی جھولی میں ڈال دیا۔

پھر یہی (عبدالرحمن بن عمرو) نے دیکھا کہ سرکاران میں اپنا دست مبارک ڈالتے
ہیں اور انھیں الٹ پٹ کر دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں :

مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ (تفسیر غفری)

آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اس کے لیے باعث ضرر نہیں ہو سکتا

۲

اللہ کی گواہی | مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا
اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ

تَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَلُوا تَبَسُّوۡنَ ۝

(سورۃ الاحزاب آیت ۲۳)

ترجمہ: اہل ایمان میں ایسے جو انفرادی جنموں نے سہا کر دکھایا وعدہ جو مصلیٰ نے لکھ سے کیا تھا اسی جو انفرادیوں میں سے کچھ تو اپنی غلطی کو چپکے اٹھ بیٹھ اس وقت کہ انتہا کر رہے ہیں دھجکی خطرات کے باوجود ایمان کے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوتی۔

یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی، حضرت عمر، جناب سعید بن ابی سعید، حضرت عمر اور حضرت مصعب بن عمیر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ان حضرات نے نذرانی تھی کہ وہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں ان کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ (بخاری، العرفان)

آئین جہاں مرواں حق گونی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو بہی (اقبال)

۳
اَقْمِنُّوْا قَائِمًا اٰمَنًا اِلَیَّ سَاجِدًا ۝
قَائِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَتَیَّ

شب زندہ دار

(پارہ ۲۳ سورۃ زمر آیت ۹)

ترجمہ: بھلا جو شخص جہاد میں بسر کرتا ہے مات کی گھڑیاں کبھی بجا کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔

بقرہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق

میں نازل ہوئی (عزائی)

آپ نماز تہجد کے بہت پر بند تھے اور اس وقت آپ اپنے کسی خادم کو بیدار دھراتے تھے اور تمام کام اپنے دست مبارک سے سرانجام دیتے تھے۔

(نور العرفان)

ایک درخت کے عوض پورا باغ

سَيِّدٌ حَرَمٌ مِّنْ يَّفْعَلُ . ۴
يَتَجَبَّبُهَا الْأَشَقَى . ۵

يَفْعَلُ الشَّاذَّ الْمُكْذِبِي . (پارہ ۳۰ صفحہ ۵۵۱)

ترجمہ: بچھ جائے گا جس کے دل میں (خدا کا) خوف ہوگا اور وہ رہے گا بد بخت جو بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

صاحب نور العرفان حضرت ائمہ علیہ السلام نے تفسیر روح البیان کے حوالے سے —
— لکھا ہے کہ یہ آیت مقدمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اور ایک منافق کی مذمت میں نازل ہوئی۔

واقعہ تھا کہ ایک انصاری نے اپنے بڑوسی کی شہادت بارگاہِ نبوی میں پیش کی کہ وہ میرا بڑوسی ہے اس کے (دھن میں) آگے اور خشت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے۔ اگر اس شاخ کا پھل میرے گھر میں گر جاتا ہے تو وہ بہت سختی سے اٹھا لیتا ہے۔ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس (منافق) کو جاکر فرمایا کہ تو یہ درخت میرے ہاتھ پر درخت کو جسے اس کے عوض تجھے جنت میں درخت دیا جائے گا اس (منافق) نے انکار کر دیا۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک پوسے باغ کے عوض وہ درخت خرید کر اس انصاری کو جسے دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر نور العرفان)

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور اسے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جنت میں رفیق

يَكُنْ لِي رَفِيقًا فِي الْجَنَّةِ وَرَفِيقًا فِيهَا عُثْمَانُ بْنُ

عَفَّانَ۔ (سنن ابن ماجہ شریف ص ۱۱۳ جامع ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۳)

ترجمہ: ہر غنی کے لیے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق عثمان ہے۔
مکہ نبوت کی بلندیوں پر ذرا غور فرمائیں کہ آنے والے حالات کو کیسے مہینہ قیامت
سے بیان فرمایا جا رہا ہے۔

۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ذکر فرمایا:

شہید مظلوم

فَتَأْكُلُ يَمِينُكَ مِنْ أَيْمَانِكَ مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ۔

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: میں آپ نے حضرت عثمان کے متعلق فرمایا اس میں یہ مظلوم شہید ہوگا۔
مذکورہ بلا حدیث طیبہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
نبیہ عالم علیہ السلام کو یہ علم یقینی طور پر عنایت فرمایا ہے کہ کسے اکب انکس اور کسے
موت آنے لگی اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ ان لوگوں کو ان حقانی پر غور کرنا چاہیے جو

شیطان کے دیے ہوئے اس فریب میں مبتلا ہیں کہ نبی کو تو اپنے انجام کی خبر تک نہیں۔ (معاذ اللہ)

۳

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ مخالف عثمان کا جنازہ میں حاضر ہوئے اور آپ نے اس پر نماز پڑھیں مگر آپ نے اس پر نماز نہیں پڑھی (آپ کی خدمت میں) عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔
 قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱۲)

ترجمہ: آپ نے فرمایا یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

اس حدیث مقدسہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کے مخالفین سے باخبر ہیں۔ نیز حضرت عثمان دو الزورین رضی اللہ عنہ سے حضور کی محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے مخالف کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اور آپ کے ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان سے بغض رکھنا رحمت خداوندی سے محرومی کا باعث اور اس کی نافرمانی کا موجب ہے۔

سید عالم علی اللہ علیہ وسلم بغرض عمرہ مدینہ طیبہ سے مکہ منظر کی بیعت رضوان جانب روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر آپ علی اللہ علیہ وسلم مشرکے اور حضرت عثمان کو مکہ والوں سے گفت و شنید کے لیے روانہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنی نے قریشی مکہ کو سرکارِ کاہنہ پیغام سنایا کہ ہم جنگ کرنے نہیں عمرہ اور زیارت بیت اللہ شریف کی غرض سے آئے ہیں۔ مکہ مکرمہ حضرت

عثمان سے کہا کہ ہم اس سال تو قہار سے نبی کو نکالیں گے انے دیں گے ہاں ابھی تم طواہر
 کہہ کر سکتے ہو حضرت عثمان غنی نے فرمایا اسے قریش بخیر یہ کبھی نہیں ہو سکا کہ عثمان
 اپنے رسول کے بغیر طواہر کہہ دے۔ اور حضرت میرے مقام پر صحابہ کرام میں یہ بات
 مشہور ہو گئی کہ عثمان کتنے خوش نصیب ہوں گے جو طواہر کہہ کر سعادت سے بڑھ کر
 ہو گئے ہوں گے۔ اس پر آنابلیہ السلام نے فرمایا اسے میرے صحابہ میں جانتا ہوں کہ
 عثمان میرے بغیر طواہر کہہ نہیں کریں گے۔ حضرت عثمان کے واپس آنے میں جب
 وہ ہو گئی تو مسلمانوں کو سخت تر ڈھرا اور یہ افراد پھیل گئی کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔
 حضور علیہ السلام نے اپنے غلاموں کے جوش و جذبہ کو دیکھ کر عثمان کے انتقام کے
 لیے صحابہ کرام سے (جو قہار میں جو وہ کہتے تھے) ایک دھخت کے نیچے بیٹھ لی جو
 بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔

بامع ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۱۲ پر ہے
 دستِ اُورادِ دستِ خود گفتہ رسول

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا:

هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ وَهَذِهِ يَدُ عَلِيٍّ وَكَانَ
 هَذِهِ لِعُثْمَانَ -

یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور
 فرمایا یہ عثمان کے لیے ہے۔

۵

قیس خلافت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عُثْمَانُ إِنَّ قَوْلِي بِاللَّهِ هَذَا الْأَمْرَ بَيِّنٌ -

اے عیسیٰ اللہ تعالیٰ اگر تجھے ایک روز یہ کام (خلافت) سپرد فرمائے ،
فَارَادَكَ الْمُنَافِقُونَ اَنْ تَخْلَعَ قَبِيصَكَ الْيَدِئِي
قَمَصَكَ اِنَّهُ قَلِيلًا تَقْلَعُهَا رِيقُؤُلُ ذَالِكَ سَلَامٌ

(سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱)

مَرَاتِہ

ترجمہ: منافق یہ کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ہاتھیں پھنایا ہے وہ
تیرے بدن سے اتار لیں تم اسے ہرگز نہ اتارنا واپس نہ لے کر تیرے

فرمایا

۶

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت | حضور عثمانؓ سے راضی ہیں ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے وقت سے بے کراہ کے طلوع ہونے تک یہ
فرماتے ہوئے دیکھا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ دَجِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ ۔

(فرد الابدار صفحہ ۷۰)

اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو یہی عثمان سے راضی ہو۔

کَامِلُ الْحَيَاءِ | علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے طبرانی کے
حوالے سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا :

اَسْتَدُّ اَعْرَیْنِ حَیَّاءُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَفَرَاہِیْدُ

میرے ساری امت سے زیادہ حیا دار عثمان بن عفان ہے

۸

ابو نعیم کے حوالے سے فرد الابدار میں ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا،

عُشْمَانُ أَحْيَاكَ أَمْوَالُكَ وَأَكْرَمَكَ
میرے امت میں عثمان نے زیادہ حیا دار اور با عزت ہے۔

۹

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا،

أَلَا أَسْتَعِيبُ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَعِيبُ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ؟

(مرا جی عرقہ صفحہ ۱۰۰ بحوالہ شیخین)

زہر، تو کیا میں اس شخص سے جہانز کوں (عثمان ذوالنورین سے) جس سے
فرشتے بھی جیا کرتے ہیں۔

۱۰

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

دنیا و آخرت میں دوست

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُشْمَانُ بْنُ عَفَّانَ دَلِيلِي فِي الدُّنْيَا وَدَلِيلِي فِي الْآخِرَةِ

(مرا جی عرقہ صفحہ ۹)

عثمان بن عفان دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔

۱۱

خبرانی نے ہم میاش سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

دانا و رسول نے ارشاد فرمایا،

مَا ذُو جُنَّتِ عُشْمَانُ يَا أَيُّهَا حُكْمُكُمْ (الْأَيُّوْنِي فِي التَّحَاو)

(مرا جی عرقہ صفحہ ۱۰۰)

میں نے عثمان کے ساتھ (اپنی صاحبزادی) ام کلثوم کی شادی آسانی
 دہی کے مطابق کی۔

۱۲

ازعزیز بن محمد بن علقمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی بن
 ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے :
 كُنَّا اَبْنَاءَ اَرْبَعِينَ يَوْمًا لَزَّوَجَتِ عُثْمَانَ وَاحِدَةً
 بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتَّى لَا تَبْقَى مِنْهُمْ وَاحِدَةٌ۔

(ذوالابصار ص ۱۱۱)

ترجمہ : اگر میری چالیس بیٹیاں ہوئیں تو یکے بعد دیگرے میں سب کا نکاح عثمان
 سے کر دیتا یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی

۴

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا، سیدہ ام کلثوم
 سلام اللہ علیہا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی کے نکاح میں آئیں جس پر حضرت مولانا
 احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا :۔

نور کی سرکار سے پایا دو شمار نور کا
 ہر مبارک دم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

۱۳

رسول کریم کی گواہی | حضرت نضر بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
 فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،
 جب آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں بہت قریب بتایا۔ ایک شخص چادہ پوش
 انگوٹھ نکالے ہمارے گھر سے دوکانے سے گزرا تو آپ نے فرمایا، هَذَا

بَوَّاسٌ عَلَى الْمَدِيْنَةِ - کہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا رحمت مہربان
کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کی طرف اشارہ عثمان بن عفان تھے ۔
فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور علیہ السلام کے سامنے کیا اور عرض کیا کہ یہ ہے ؟
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہی ہے ۔

(ترمذی شریف صفحہ ۱۰۱ حدیثی مطبوعہ مسجد کچن کراچی ۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۱)

مسند کچن کراچی مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۴۴ مطبوعہ دہلی

فوالنورین کی شفاعت کے | امروا بن مقرر میں ہے کہ ماقول الدیث ابن عمار کہنے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَيَدْخُلَنَّ - بِشَفَاعَتِي عُثْمَانٌ مَّجْعُودٌ النَّارِ كُفْلُهُ
قَدْ اسْتَوْجِبُوا النَّارَ - الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔

(امروا بن مقرر صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ مسجد کچن دہلی)

ترجمہ : کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر سزار ایسے آدمی جنت میں بغیر
حساب کے داخل ہوں گے جن پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہے ۔

قطرۂ خون | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

لَقَدْ وَاَنْتَ مَظْلُوْمٌ وَ كَسَفَتْ قَطْرَةٌ مِنْ دَمِي
عَنْ قَسِيْحِيْفٍ كُفْلُهُ اللّٰهُ ۔

میں نے عثمان ! تم ظالم قتل کیے ہو اؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ میرے
اس آیت کَسِيْحِيْفٍ كُفْلُهُ اللّٰهُ پر کہے گا ۔

(نور البصار فی مناقب آل بیت النبی الا و صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ مصر)

ان کا پاکیزہ اور ادا قرآن پڑھا
راوی میں ہو گئے قربانِ عثمان غنی (غضرا)

۱۶

حضرت علیہ السلام نے فرمایا،
يَا عُمَانُ إِنَّكَ سَتَهْلِكُ بِعَدْوِيْ كَلَانَ فُتَاتِكَ وَنَلَا اِبْرَاهِيْمَ
اے عثمان تم عنقریب میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے پس تم تکرارِ عثمان

۱۷

نیز فرمایا،
يَوْمَ يَمُوتُ عُمَانُ يُقَمَّرُ عَلَيْهِ مَلَكٌ كَذَّ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ
جب عثمان کو موت آنے لگی تو آسمان کے فرشتے ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

مذکورہ بالا احادیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ائمہ و پیشائے
وہ حالات و واقعات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صداقت و
ہدایت کی گواہی۔ آپ کی شہادت سے ستر ہزار گز گاروں کی بخشش کا اعلان۔
آپ کی منظریت کو بیان کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ تیرے خون کا قطرہ کسی کھنڈ
اللَّهُ مَوْهُوَ السَّيِّعُ الْعَبِيْسُ (تو کافی ہو گا آپ کو ان کے متاعے میں اللہ اور وہ
سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے) پڑ گئے گا۔

یہ عثمان غنی کو آرام و مصائب سے قبل از وقت آگاہ کرنا۔ اور آسمانی فرشتوں
کا آپ کی نمازِ جنازہ میں شرکت وغیرہ سے یہ بات ثابت ہونی کہ نبی کا اپنے اُمتوں کا
احوال پر نظر رکھنا نبوت کا ایک احسن ترین خاصہ ہے۔

اور جو لوگ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام امور سے بے خبر کہتے ہیں

(معاذ اللہ) ان کا اپنے اس نظریہ پر نظر ثانی کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس قسم کے انکار و نظریات سے کفار و مشرکین کے عقائد و خرافات کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم سے روپے کا کڑاں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

سخاوتِ ذوالنورین

حضرت عیدنا ابو بکر صدیق کے زمانے میں قحط پڑا تو لوگ سخت پریشان ہوئے۔ حضرت ابو بکر کے پاس آکر کہنے لگے اے خلیفہ رسول خدا بارش ہمیں دہی اور قحط سال سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اب کیا کریں؟ آپ نے فرمایا جاؤ ممبر کرو میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ لَا تَمْسُوا حَتَّى يَنْزِلَ جَاءَ اللَّهُ عَسْكَرٌ شَامٌ سے پہلے پہلے اللہ تم سے یہ مصیبت دور فرامے گا۔

شام ہوئی تو خبر آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قافلہ غلے کے مرجع تکٹ منورہ پہنچنے والا ہے۔ جب قافلہ پاک وینر پہنچا تو لوگ اسے دیکھنے گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہزار اونٹ، گندم، تیل اور خشک انگدے لادے ہوئے حضرت عثمان کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ جب تمہات کا سارا مال گوداموں میں رکھ دیا گیا تو جاہر بھی آگئے۔ حضرت عثمان نے ان سے کہا آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم ایک ہر دو درہم نفع دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ نفع ملتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ایک درہم کے بل پر چار درہم نفع دیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ ملتا ہے۔ انہوں نے کہا پانچ درہم لے لیں۔ فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا اے ابو عمرو حینہ میں ہمارے سوا کوئی تاجر باقی نہیں ہے جو آپ کو اس سے زیادہ نفع دے اور وہی کوئی تاجر ہم سے پہلے آپ کے پاس آیا ہے۔ آپ نے فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ أَعْطَانِي بِحُكْمِي وَرَهْوَ عَشْرَةَ أَوْ ثَمَانَةَ

زیادہ کا۔ یہ شک افرقائی نے مجھے ایک صدم کے عرض میں صدم منافع دیا
 ہے کیا آپ اس سے زیادہ فتنے سے بچ سکتے ہیں؟ تاجروں کے کماہم اتنا زیادہ فتنے
 دینے کے برگز تھیں ہیں حضرت عثمان نے فرمایا میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ
 اِنِّیْ جَعَلْتُ مَا حَمَلْتُ مِنْ ذِی الْوِیْرُصَةِ قَدَّ تَقُوْهُ عَلٰی
 الْمَسٰکِیْنِ وَ فَقَرَاوِ الْمُسْلِمِیْنَ ۔

میں نے ایک ہزار اونٹ پر ہمارا ہمارا تنہا مال اللہ کے لیے مسک
 فقراء (مساکین) میں صدقہ کر دیا ہے ۔ (بخاری و ابوداؤد)

کوئی ماننے والا ماننے پر تیری جاگیر ہے
 نصیر خیرت گلشنِ رمضان عثمان غنی (مختصر)

کرامات ذوالنورین رضی اللہ عنہ

مرد کامل صاحب عرفان عثمان غنی
 ہیں جہاں عشق کے سلطان عثمان غنی (مختصر)

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب کرامات صحابہ معلومہ کراچی اشاعت
 اگست ۱۹۷۳ء صفحہ نمبر ۳۲ پر سہارا بخیرتی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ
 عنہ کے آزاد کردہ غلام مجتبیٰ کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ (عثمان غنی) کے ساتھ
 آپ کی ایک زمین پر گیا۔

جہاں ایک عورت نے جو کسی تکلیف کا شکار تھی۔ آپ کے پاس اگر عرض کی
 اسے امیر المؤمنین مجھ سے بدکاری کی غلطی ہو گئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھے حکم دیا کہ

اس عورت کو نکال دو۔ چنانچہ میں نے اس کو بھگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس عورت نے پھر آکر کہا کہ میں نے بدکاری کی ہے چنانچہ سرکار کے فرمانے پر کہ اسے ٹھن اسے باہر نکال دو میں نے اسے دود بھگا دیا اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا اسے نیکو وقت میں نے بلا شک و شبہ بدکاری کی ہے اور میرے تین مرتبہ اقرار پر خود زنا جہادی فرمائے جائے۔

اس پر میرے آقا حضرت عثمان نے ارشاد فرمایا اونا واقف ٹھن اس عورت پر مصیبت آپڑی ہے اور مصیبت تو بحیثیت ہمیشہ شرف و فاد کا سبب بنتی ہے تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کو پیٹ بھر روٹی اور تن بھر کپڑا دو۔ اس دیرانی کو میں نے اپنے ساتھ لیا اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو میرے آقا نے فرمایا تھا یمن میں نے آرام سے رکھا۔ تھوڑے دنوں بعد جب اس کے برہنہ دھماں ٹھکانے لگے اور وہ مسکین جو گلیں تب آپ نے فرمایا کہ اچھا اب کجور، آٹا اور کشمش سے ایک گدھا بھر کر (یعنی ایک گدھا جتنا وزن اٹھا سکتا ہے) اس کو جنگل کے ہشتادوں کے پاس لے جاؤ اور ان باویہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت کو اس کے کنبہ والوں اور اہل و عیال کے پاس پہنچا دیں چنانچہ میں کجوروں و کشمش اور آٹے سے بھرے ہوئے گدھے کو لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں نے دستہ پٹنے پٹنے کہا کہ کیا اب بھی تم اس بات کا انکار کرتی ہو وہ کہنے لگی نہیں ہرگز نہیں کیوں کریں گے جو کہو کہتا ہوں تو صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کے پھاڑ پھٹ پڑنے سے کہتا تھا تاکہ حد تک دی جائے اور مصیبتوں سے نجات پا جاؤں۔

ذکر اہل بیت ص ۲۴۲-۲۴۳

جو ہر پردوں میں چنناں چشم مینا دیکھ جیتی ہے
فرمانے کی طبیعت کا قفس خدا دیکھ جیتی ہے (اقبال)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کبھی باغ کو کب سے گزرتے تو فرماتے :
 اِنَّهُ سَيَذَقُنْهُ هَهُنَا رَجُلًا مَّالِجًا .
 یہاں منقریب ایک مرد دفن کیا جائے گا ۔
 چنانچہ آپ خود وہاں دفن کیے گئے ۔

حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ مہموم ذوالنورین شیعہ کی نقش مبارک آپ کے دروازے پر رکھی ہوئی تھی ۔

وَ اِنَّ رَاۤءَہُ لَیَقُوْنَ طَلْحَ طَلْحَ حَتّٰی مَادُوْا بِہِ اِلٰی
 حَشٍّ کَوْحَیْبٍ فَلَمَّ تَفَرُّوْا لَہٗ ۔ (استیعاب)

آپ کی زبان سے طلح طلح (دفن دفن) کی پے درپے آواز آرہی تھی
 چنانچہ آپ کی نقش مبارک باغ کو کب پہنچائی گئی جہاں آپ دفن کیے
 گئے ۔
 (کرلامت صحابہ صفحہ ۳۳)

شہسوار عمرؓ تحقیق علامہ زہاں حضرت علامہ ریوسف بنہانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ
 سبکی علیہ الرحمہ کے حوالے سے اپنی شہرہ آفاق کتاب جامع کرلامت اولیاء میں لکھا ہے
 کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا جو صحرا میں ایک عورت
 کو ملا تھا اسے خوب غور سے دیکھا تھا ۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 کوئی آدمی اس کیفیت میں بھی میرے پاس آجاتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں دھوا کا اثر
 ہوتا ہے ۔

وہ آدمی یہ سن کر بولا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی وہی ہے ؟
 حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں وہی کی وجہ سے نہیں بلکہ فراستِ مومنانہ کی حیثیت
 سے کہہ رہا ہوں ۔ (جامع کرلامت اولیاء مترجم صفحہ ۴۳۰)

شہادت ذوالنورین

آہ مظلوم و شہیدِ غیور و جنت

اہلِ تسلیم و رضا کی اکھٹائی غنی : (خضر)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ سالہ دورِ خلافت میں ابتدائی چھ سال نہایت امن و سکون، انکسار و تسبیح اور فتوحات کی وسعت میں گزریے۔ آپ کے آخری زمانہ خلافت میں جو فتنہ و فساد برپا ہوا علماء نے اس کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں لیکن یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ آپ کے آخری زمانہ میں فسادات کی آگ بھڑکانے میں یہودیت نے نہایت کھلاؤ تاکہ دارِ اواکیہ اہلِ اسلام کے اہتمام کو پارہ پارہ کرنے، عساکرِ اسلام کے مابین افسردہ و انشقاق پیدا کرنے اور اہلِ حق کی قوت کو پاش پاش کرنے کے لیے خفیہ ریشہ دانیوں اور زیر زمین سازشوں نے گھنٹی اسلام میں آگ لگانے کی سر قزو کو شش کی جس سے فتنہ پر داروں کا دائرہ عمل کوثر و مصر تک وسیع ہوتا چلا گیا۔

انتشار و تلفات کا مرکز ہی کردارِ بیرونی النسل عبداللہ بن سبا کا مانشطر اور سازشی تھا جس نے ہر جگہ میدانِ عثمان امیر المؤمنین کی کینہ پروری اور نا انصافی کی من گھڑت داستانیں مشتعل کی۔ اس ناہنجار نے صحابہ کرام کے فضل و کمال کے دامن کو سبک پہلے داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مصائب و آلام کا جس پامروی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اور شہدائیت جو انہوں کی شورش کے موقع پر چالیس دن تک جس بہ دہاری، صبر و سکون اور ضبط و تحمل کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے

ہزاروں مسلمانین اور مسلمانوں کے لیے تیار تھے مگر جنگ و جدل اور دشمنی کی اجازت نہ دی اور اپنے اخلاقی کردار کا مظاہرہ اس شان سے کیا کہ جام شہادت تو دشمن فرمایا مگر فرماں رسول عید السلام پر آخری سانس تک عمل کیا۔

عیدہ رسوم کی شہادت کے پس منظر کا خلاصہ یہ ہے کہ :

شہادت کا پس منظر

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر والوں کی مسلسل شکایات پر حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مصر کا حاکم مقرر فرمایا تو سات سو اشخاص پر مشتمل مصری قافلہ جو شکایات لے کر مدینہ منورہ آیا تھا اس امر سے مطمئن ہو گیا جب حضرت محمد بن ابی بکر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جمعہ میں کچھ مہاجرین و انصار بھی تھے روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت عثمان کے اس غلام کو پکڑ لیا جو ایک مکتوب حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کیلئے لے جا رہا تھا جس میں حضرت محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دینے کے بارے میں لکھا تھا۔ خط کو دیکھنے کے بعد محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھ جانے والے تمام ساتھی جن میں کچھ صحابہ کرام بھی تھے واپس دینہ شریف لوٹ آئے اور اُن خط سے ابی بکر کو آگاہ کیا جس سے حالت ایک ہی جھڑپ اختیار کر لی اور ان تینوں اور بڑے خطر حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر و زبیر جناب سعد و عمار اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر ساتھ لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت عثمان سے فرمایا : کیا یہ غلام آپ کا ہے ؟ حضرت عثمان نے فرمایا ہاں یہ میرا غلام ہے۔ حضرت علی سے فرمایا : کیا یہ اونٹ آپ کا ہے ؟ فرمایا جی ہاں یہ اونٹ میرا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا : یہ خط آپ نے لکھا ہے ؟ حضرت عثمان نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا : یہ خط میں نے لکھا ہے ۔ نہ کہنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کا علم ہے

اور نہ ہی میں نے مصر کی طرف اس غلام کو بھیجا ہے۔

صحابہ کرام نے پہچان لیا کہ یہ خط قرآن کا لکھا ہوا ہے۔ اور پھر ہجوم کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ مردان کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ حضرت عثمان نے اس غوث سے کہہ دیں لوگ اس کو قتل نہ کریں مردان کو ان کے حوالے کرنے سے انکار فرمایا جس سے حالت مزید کشیدہ ہو گئے اور لوگوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور آپ کا پانی بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت سے جھانک کر دیکھا اور فرمایا تم میں ملی ہیں، انہوں نے کہا نہیں۔ انہوں نے پوچھا تم میں مصیبتیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا:

أَلَا أَعْلَمُ بِسَقِيتَ مَاءً؟

(کیا میں پانی پانے والا کوئی نہیں؟)

حضرت علامہ سید موسیٰ شبلی رحمۃ اللہ علیہ | حسن و حسین عثمان کے دروازے پر اپنی شرعاً آفاق کتاب

نور الابصار فی مناقب اہل بیت انبیاء الخیر میں رقمطراز ہیں کہ جب حضرت علی کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے تین ٹیکڑے پانی سے بھرے، پیچھے ٹھیکڑے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچ سکے اور اس کوشش میں بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی آزاد کو وہ غلام زخمی ہو گئے۔ پھر مولیٰ علی کو یہ خبر پہنچی کہ مولیٰ حضرت عثمان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا:

إِنَّهُمَا يَنْتَهِمَا حَتَّى تَقْتُلُوهُمَا عَلَى بَابِ حُثَمَاءَ

فَلَا تَدْعَاهُمَا أَحَدًا يَهْتَدُونَ إِلَيْهِمَا۔ (نور الابصار صفحہ ۷۷)

اور ہم دونوں اپنی تواریف سے کہ چاہو اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کھڑے
ہو چاہو اور کسی کو اس تک نہ پہنچنے دینا۔

حضرت زبیر اللہ دیگر صحابہ سے بھی اپنے اپنے بیٹے وہاں بھیج دیے۔

جب بڑا یوں نہیہ دیکھا تو انہوں نے حضرت عثمان کے
اہلِ حسنِ ذہنی ہو گئے

دروازے پر تیرہ ماہ نے شروع کر دیے جس سے میدانِ امام حسن
بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون سے لٹ پٹ ہو گئے۔ ایک پتھر مڑوا کر بھی لگا ہر مکان
کے اندر تھا۔ یہی حال محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور سیدنا علی کے آزاد کردہ غلام
سیدنا قنبر رضی اللہ عنہ بھی ہو گئے تو ان لوگوں کو خوفِ کاہنی ہوا کہ اگر ہنرمند نے
حضرت حسن کو ذہنی حالت میں دیکھ لیا تو فتنہ نیا دوپہل جائے گا۔ ان میں سے کچھ ایک
انصاری کے مکان کی دیوار پھاڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے
کامیاب ہو گئے جب کہ حضرت عثمان کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا۔
اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی مکان کی چھت پر یا دروازے پر
تھے اور آپ کے پاس صرف آپ کی بیوی ٹالو تھیں۔

سب سے پہلے مکان میں محمد بن ابی بکر داخل ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان کی ٹیٹھ
مبارک پکڑ لی جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابنِ ابی تم اس دھڑکی کو کھینچی رہتے
ہو جو تمہارے باپ کے نزدیک معزز تھی اور اس حرکت سے تمہارا باپ کبھی خوش
نہ ہوگا۔

محمد بن ابی بکر اسی وقت پریش مبارک چھوڑ کر باہر چل گئے۔

ایک روایت ہے کہ محمد بن ابی بکر کے باہر چلے جانے کے بعد وہاں بنو
سرمات نامی شخص خلیفہ آنکھوں والا بنے ایک مرتبہ حد بھی لگ چکی تھی نے آپ کیساتھ
حمایت گستاخانہ ہو میں گستاخ کرنے کے بعد آپ کی کھنٹی پر تلوار مار کر شہید

کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ ابن سیاحی اسلمی اور سواد بن عمرو نے اپنی توارث سے آپ کو شہید کیا اور آپ کے خون کے چھینے قرآن کی اس آیت "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" پر پڑے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ عمرو بن حن امیر المؤمنین کے بیٹے پر جھگڑا اور تکار سے آپ کو شہید کر دیا۔ عمیر بن صابی نے آپ کے پیٹ پر قدم رکھ کر آپ کی مدد لی اور قتل کر دیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مصری شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اس نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں عثمان کی ناک کاٹوں گا۔ حضرت عثمان کی اہلیہ حضرت عائشہ نے مصری کا مقابلہ کیا اور اس کی تلوار پکڑ لی جس سے خاتون کے ہاتھ کی "انگلیاں" ٹک گئیں۔

خاتون نے امیر المؤمنین کے غلام رباع سے کہا غلام میری مدد کرو اور اس کی خمر لو اور اسے باہر نکال دو۔ غلام کے ہاتھ میں جناب ذوالنورین کی تلوار تھی جس کے ایک ہی وار سے مصری کا فتنہ تمام کر دیا۔

بعض نے اہل مصر سے اس وقت نہیں اور بعض نے سواد بن عمرو بن مروان کو امیر المؤمنین کا قاتل کہا ہے۔

حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ جب علی کو خبر پہنچی کہ آپ نے اپنے دونوں شہزادوں سے پوچھا تھیقت قُتِلَ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَانْتَمَا عَلَى الْبَابِ

ترجمہ: تم دونوں کی مدد سے پر مروجہ دگ کے باوجود امیر المؤمنین کیسے شہید ہو گئے

وَقَدْ قَعَّ مَهْدُهُ فَلَقَطَمَ الْحَسَنَ وَضَرَبَ فَتَدَا الْحُسَيْنُ وَفُتِحَ عَلَيْهِ

تو جبراً اور باحقہ اشکار امام حسن کے چنانچہ میرا اہل امام حسین کے بیٹے پر تہجد پڑھا
 مہربان ملو اور جہاد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آپ سخت ناراض ہوئے۔
 اور آپ شدید غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے راستے میں حضرت عطاء اللہ علیہ السلام
 آیا اس کی بابت ہے آپ نے دونوں شہزادوں کو کیوں مارا ہے؟ حضرت علی
 کے گمان میں حضرت عطاء اللہ حضرت عثمان کے قتل میں مددگار ہیں اس لیے غصہ سے
 فرمایا "مراستہ چھوڑ دو تم پر ایسا ایسا ہو" یعنی ان سے سخت کلام فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عید و عجم کا بدی صحابی جس کے جرم پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی اسے جلد قتل کر دیا گیا ہے
 حضرت عطاء اللہ نے کہا لَوْ دَفَعَ مَدَوَانٌ لَعَزَّيْتُكَ اور اگر وہ مروان کو لوگوں
 کے حملے کر دیتے تو قتل نہ ہوتے۔

حضرت مروان نے فرمایا لَوْ اَخَذُوْا اَنْتَ بِرَأْسِكَ مَدَوَانٌ وَ قُتِلَ قَبْلَ
 اَنْ تُنْفِثَ عَلَيْهِ سَحَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ (اور اگر وہاں سے پہلے قتل کر دیتے تو آسمان سے
 اُن پر بارش نہ ہوتی)

اگر مروان کو تندرست حملے کر دیا جاتا تو کسی جہت کے قائم ہونے بیروں
 کو قتل کر دیا جاتا۔

حضرت علی یہ فرمانے کے بعد اپنے گھر لوٹ گئے۔

علامہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سوانح مرقیہ رقمطراز ہیں کہ جب مروان غصہ
 کی حالت میں گھر تشریف لے گئے تو لوگ بھاگتے ہوئے آپ کے پاس آئے اور
 کہنے لگے اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ ایک امیر کا ہونا بہت
 ضروری ہے حضرت علی نے جواباً ارشاد فرمایا۔ یہ آپ لوگوں کا کام نہیں یہ اہل بدعت کا
 کام ہے۔ جس سے اہل بدعت راضی ہوں گے وہ غیبی ہو گا تمام اہل بدعت نے حضرت
 علی کے پاس آکر کہا کہ ہم آپ کے سوا کسی کو خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے ہاتھ بڑھائیے
 ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی بیعت کر لی مروان اور اس کی

بیٹے ہلاک گئے۔ حضرت مہاشی نے حضرت عثمان کی ایسے سے اگر دیانت کیا کہ حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا ہے ؟

وہ کہنے لگیں میں نہیں جانتی۔ مہاشی آپ کے پاس آئے جس میں میں نہیں پہچانتی۔ ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر تھے۔

حضرت علی نے محمد بن ابی بکر کو ہلاک جو کہ حضرت عثمان کی ایسے نے بتایا تھا اس شخص پر پھپھار محمد بن ابی بکر نے کہا :

لَمْ تَكُذِبْ قَتَلُوكَ وَاللَّهِ وَخَلَّتْ عَلَيْهِ وَآنَا أَيْ مَيْدُ
قَتَلَهُ قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ
قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ قَتَلُوكَ

(مراہق محرقہ مطبوعہ دار الفکر ص ۱۰۰)

ترجمہ کہ اس (ذو جہر عثمان) نے جھوٹ جنس ہوا خدا کی قسم میں قتل کے ارادے سے داخل ہوا لیکن جب آپ نے میرے سامنے میرے دانگ لائی کا ٹکڑا کیا تو میں ان کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے اپنے اس لعل سے "الہ کے حضور قرہ کی باخدا نہ میں نے آپ کو قتل کیا اور میں نے (دور قتل عثمان) آپ کو پکڑا۔

حضرت عثمان کی ایسے جہاد ناکر نے فرمایا :

صَدَقَ وَنَجَّيْتُهُ أَدْخَلْتُهُمَا

اس نے سچ کہا لیکن یہی ان کو بے کرا آیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے انہوں نے کہا میں حضرت عثمان کے پاس ان کو سلام کہنے کے لیے ان کے گھر گیا جب کہ وہ ٹھونڈے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا مر رہا ہے میرے بھائی میں نے کہا اسے امیر المومنین اگر آپ کی بھگڑی

قتل ہر جاؤں تو اس میں بے غرضی ہوگی۔ آپ نے فرمایا: میں نے آج راستہ بول الف
 علی اللہ علیہ وسلم کو اس غور (دشمنان) میں دیکھا۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے
 مکان کے بالائی جانب غور کی طرف کیا " اور فرمایا اے غنیم، لوگوں نے کہا اے محمد
 کیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا ان لوگوں نے تجھے پیسا رکھا ہے۔
 میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے ڈول دکھایا میں نے اس سے پانی پیا۔
 اس کی ٹنڈک اپنی چماتی میں اب بھی صبریں کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

إِنْ شِئْتُ لَأَقْطُرَتْ عِندَنَا وَإِنْ شِئْتُ لَقَصَرْتُ عَلَيْهِ

(نور الہدایہ صفحہ ۷۷)

فَأَخَذْتُ الْفِطْرَ

اگر چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری مدد
 کرتا ہوں۔

میں نے افطار کو اختیار کیا۔

علامہ ابن جوزی کے حوالے سے علامہ شبلی نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضی
 اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در وقت
 دفن (پس موجد تھا ان کے غول آلود کپڑوں میں ہی ان کو دفن کر دیا گیا۔ عبد اللہ بن
 امام احمد نے زیادات مسند احمد میں ذکر کیا اور اس میں مزید یہ ہے کہ آپ کو غسل
 بخند دیا گیا تھا۔ اور آپ کے جنازہ پر فرشتے آئے تھے۔

(نور الہدایہ صفحہ ۷۷)

سل بن خنیس سے روایت ہے وہ حضرت عثمان کی شہادت کے وقت پہنچ
 تھے۔ انہوں نے کہا جب شام ہوئی تو میں نے کہا اگر تم نے صبح تک اپنے صاحب
 کو اسی طرح پڑا رہنے دیا تو وہ لوگ آپ کی ناک اور آپ کے کان کاٹ دیں گے۔
 ہم آپ کو جنت البقیع میں سے جائیں تو اچھا ہوگا۔ ہم آدمی ملت تک اس کی کشش

ہی رہے۔ پھر آپ کو اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیچھے لوگوں کو بہت بڑا جرم آ رہا ہے۔ ہم نے ان سے خوف کیا اور قریب تھا کہ ادھر ادھر جاگ جائیں۔ اچانک ایک منادی نے بلند آواز سے کہا گھبراؤ نہیں ثابت قدم رہو ہم تمہارے ساتھ جلدی پڑھنے آئے ہیں۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ فرشتے تھے۔

(نور الابرار صفحہ ۷۶)

آپ سترہ دن و نیم روز جمعہ عصر کے وقت شہید ہوئے۔ آپ کا زمانہ وفات ایک دن کم بارہ سال ہے چالیس دن تک محصور رہے۔ بعض نے تاریخ شہادت میں بعض نے آٹھ اور بعض نے اٹھارہ لکھی ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے۔ آپ کو جنت البقیع کے کنارے خوشی کو کب میں دفن کیا گیا جب باغ کو کب میں آپ کی قبر کھودی جا رہی تھی تو آپ کی صاحبزادی میں کا نام مانٹ تھا کہ پاس پر باغ تھا۔ جب امیر المومنین کو لحد میں اتارا جانے لگا تو وہ اسی قدر دور سے روئے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے ان کو خاموشی کرایا۔

آج تک ذمہ کئی ہیں آپ کے کام پر

اصد و سرور و مصافات لادن عثمان غنی (خضر)

امیر المومنین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی
کل آنٹو بیویاں تھیں جن کے نام یہ ہیں:

آپ کی ازواج

- ۱۔ ام عمرو بنت جندب
- ۲۔ فاطمہ بنت وید غزوہ
- ۳۔ سیدہ رقیہ بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
- ۴۔ سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۵۔ فاختہ بنت غزوہ
- ۶۔ میکہ

۸۔ نانک

۷۔ رطل

رضی اللہ عنہم

آپ کے کئی آئمہ صاحبزادے ہیں جن کے نام یہ ہیں :

صاحبزادے ۱۔ حضرت عبداللہ اکبر

۲۔ حضرت ابان

۳۔ حضرت عبدالقاسم

۵۔ جناب عمر

۴۔ جناب خالد

۷۔ جناب ولید

۶۔ حضرت سعید

رضی اللہ عنہم

۸۔ حضرت عبدالملک

آپ کی آئمہ صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادیاں ۱۔ مریم اکبری ۲۔ عائشہ

۳۔ اُم عمر

۴۔ ام ابان

۶۔ اُم سعید

۵۔ مریم صفری

۸۔ ام الیوب

۷۔ ام البنین

رضی اللہ عنہم



خليفة چارم

اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ

سَيِّدِنَا

مَوْلَى عَلِي

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
بابِ فضل وِلايَت پہ لاکھوں سلام
پر تو دستِ تقدیر پہ لاکھوں سلام

مَرْضَى شيرِ محشِ افصحِ الابشعین
اَصْلِ نَسْلِ عَمَّا وَجَّهٍ وَ عِلِّ خَدَا
شیرِ شیرِ زن، شاہِ شیرِ شکن

(نام احمد رضا بریلوی مدظلہ العالی)

شاہ ذوالفقار

ہے نائب نبی علیؑ، علی نبی کا یار ہے
علی نبی کے حکمتانِ دین کی بہار ہے

علی جمالِ مصطفیٰ، علی امامِ اولیاء
جبرئیل، قوی، بھلی، قوی ہے شیرِ گردگار ہے

وہ نازشِ بٹول ہے، بہادرِ رٹول ہے

وہ ٹکڑیاںِ ہاشمی کا ولِ نوازِ ٹھول ہے

علی کی دھوم دھام ہے مکانِ دلا مکان پر

علی سنا کی سلطنت کا شاہِ و تاجدار ہے

امین ہے، ہتھین ہے، حسین ہے، ذہین ہے

کتابِ درستی و کیفیت کی آیہٴ شہین ہے

وہ پیکرِ جمال ہے وہ مرکزِ کمال ہے

جلالِ ذوالجلال ہے قرارِ بے قرار ہے

وہ اولیاء کا پیشوا وہ عارفوں کا رہنما

وہ باپِ علم و معرفت وہ زورِ دستِ مصطفیٰ

وہ مخزنِ کسبِ بھی، وہ آفتابِ دین بھی

وہ مخضر کا بھی خضر ہے وہ شاہِ ذوالفقار ہے

(مخضر)

مولا علی

ادائے احمد مرسل ادائے مولا علی

عطائے سرورِ عالم عطائے مولا علی

دلانے شاہِ ریش ہے دلانے مولا علی
برانے شاہِ رمان ہے برانے مولا علی
سنانے شاہِ ریشل ہے سنانے مولا علی
نجی کے قورے حق نے بنائے مولا علی
گراٹے میں کو معتد اٹھائے مولا علی
جوانے حمد کا سایہ بوائے مولا علی
بنا کے ریت کے قوسے اڑائے مولا علی
جہاں جہاں سے گزر کر ہیں آئے مولا علی

ہے مولا اس کا علی، جس کا ہے نبی مولا
علی سے پاک جنتِ علیٰ خدا دیا کر
نبی سے مانگو یا مانگو علی کی چوکت سے
بعد عطا و عنایتِ ازل سے رکھی ہے
علی کا نام ہی گرتوں کو ختم لینا ہے
ہر اک دلی کے لوا سے جنتِ تر ہوگا
جو آئے مذمتِ قابلِ شہرِ مد کے کہار
وہ راہیں فزینیں مثلی کوہِ طرِ بنیں

ہمیشہ سایہِ منگن ہو یہی تنہا ہے
خضرِ غریب کے سر پر ڈانے مولا علی

— خضر —

سیدنا مولیٰ علیؑ کرم اللہ وجہہ

سیدنا ادا دیا رزمیچ خیر القاد
گوہر کینریا ، نور کا منکشا
جس کی تمہارے ٹکٹے مر جب کیا
اس کی جمیع جلال کی کیا بات ہے
(مختصر)

شہنشاہ ولایت ، سرکارِ پاشاہی ، دریا نے سخاوت ، مخزنِ سعادت ، منبع
عنایت ، پر نور دستِ قدرت ، صاحبِ کمالات ، مولائے کائنات اہلِ کونین
امام المسیح ، تاجِ فرقہ قبول ، دامادِ رسول و مجددِ کرار ، شاہِ ذوالفقار ، سید الاولیاء ،
تاجدارِ اہلِ اہل ، سیدنا مولانا ابو الحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فاقی کائنات و قاضی
اشرار اور دنیا نے سخاوت کے تاجدار تھے ۔ آپ حاجت روا نے حادثات اور
چارہ کار بے چارہ گاہی ۔

آپ اسلام کے عظیم مجدد اور علوم و معرفت کے بھرپور کار بھی ۔ آپ کو نفس
رسول اور پیشوائے مقلدان کہا جاتا ہے ۔ ہر عزیز و نامدار نے آپ کو اپنا پاپا کہا
اہلِ علم نے آپ کو سرِ حقیقت کا راز دہاں کہا ۔ صابروں نے صبرِ درضا کا آسمان کہا اور
حکمتوں نے آپ کو دانکا سے جھینٹیں عالم اور پیرانِ جہاں نے آپ کو اپنا ام مانا
آپ طرہ دستارِ اسلام ہیں اور پاسبانِ دینِ حق ہیں ۔

روحِ حق اور غلامِ حق آپ کے پاس سے میں غلط ترین نظریات کے حامل ہیں ۔
یہ مدد فرمے افراط و تفریط کا شکار ہیں ۔

ایک غلبت علی کے پر سے میں پھر آنا نام علیہ السلام کے پاک و صابر کرم کے مستحق

سب دشمن کی بغض ترین اور بدبودار دلوں میں بخش چکے ہیں۔

اور دوسرے منصب صحابہ کا باوہ اور حاکم سیدنا ابوتراب پر عین و تشیع اور دشمن کے تیر پر سنا اپنے پہلے ملک کی ترویج و شامت کا اصل اُسرل پہننے لگے یہی بغض و کینہ اور تعصب کے گٹ لوپ اندھیروں میں بجکت بازوؤں کی طرح جھلک رہے ہیں۔

خیال بہت کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے اوصاف حمید کا انکار اور ان کی عزت و شان ادا ہو کر ایک جملے اور اسی قسم کی دوسری حرکتیں محدود و محدود اوجہات کی پیداوار ہیں۔

صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کی محبت اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین

ایمان ما محبت آلِ محمد است (خواجہ حمیری)

خلیفہ چہارم کا نام نامی ام گرامی علی اور آپ کی کنیت ابوالمسن

نام و نسب

اور ابوتراب ہے۔

القاب: اسد اللہ غالب، سید العرب، نفس رسول، مرقضی، نقیب
الہین، حیدر کار، بیضۃ الجبل، منظور کئی طایب، امیر الفضل، خلیفۃ الرسول،
مولیٰ المؤمنین، امیر مسلمین، امام البرہ، قاتل الجور، ذوالفائز، امام الاولیاء وغیرہ

ابوتراب: حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ہے جو آپ کو یہ

ابوتراب

پندھتی کیوں کہ آپ کو یحییت یا رگاہ مصطفوی سے خطاب ہوا تھی۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سیدہ فاطمہؓ جن کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں حضرت علیؓ کو نہ پایا تو حضور علیہ السلام نے بیتہ فاطمہ سے حضرت علیؓ کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے

اور یہاں کہ باتیں جو نہیں۔ وہ نادانوں کو کہنے لگے اور یہاں نہیں ہوئے۔ آقا علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو علی کی کئی ہیں۔ وہ آیا اور عرض کیا "يَا سُوْلَ اللّٰهِ فَوَّ فِي الْمَسْجِدِ رَافِقًا" یا رسول اللہ! وہ مسجد میں ہونے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام حضرت علی کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ بیٹے ہوئے تھے اور چاروں کے چلو سے ہنسی ہوئی تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی۔ آقا علیہ السلام وہ مٹی صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے:

قُمْ أَبَا الْقُرَآبِ قُمْ أَبَا الْقُرَآبِ -

(صحیح مسلم شریف باب فضائل علی بن ابی طالب)

صحیح کہاں کی تشریف میریوں ہے اِحْبِلِيْ يَا اَبَا قُرَآبِ (مستحبات)

علاء الدین علی بن الصبان درماتہ تعالیٰ اپنی کتاب اسکا فت
كُتِبَ اللّٰهُ وَجْهَهُ | **الْزَّائِبِيْنَ فِيْ سِيَرَةِ الْمُصْطَفٰى وَقَضَايِهِ**
 اَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْرُوْتِ رِسَالَةِ الصَّبَّانِ مِنْ ابْنِ مَعْدِي
 حوائج سے دقت ازیم کہ حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ
 يَعْبُدُ عَلِيًّا اَلَا وَتَانِ قَطُّ مَعِيْ حَضْرَتِ عَلِيٍّ رَضِيَ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ يَكُنْ
 کی اور اسی وجہ سے آپ کو "كُتِبَ اللّٰهُ وَجْهَهُ" کہ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے
 کو عزت دے گا جانتا ہے۔

(رسالۃ الصبان صفحہ ۱۴۹، مراجعتی محرقہ صفحہ ۱۲۰)

۱۵۸ رسالۃ الصبان

عَلَى هَامِشِ تَوْدِ الْأَنْصَارِ

ولادت علی

آپ کی ولادت باسعادت صدارتِ حبيب المرحب بروز جمعہ ایک
عام الفیل کے تیس سال بعد مکہ معظمہ میں ہوئی۔

مفسرِ قرآن حضرت علامہ سید ابوالمنات محمد احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب
ادراق غم میں صاحبِ بشارت المصطفیٰ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عباس
بن عبدالمطلب (علم رسول اللہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیۃ بنی عبدالمطلب کے چند لوگوں
کے ساتھ مسجد بیت الحرام میں تشریف فرما تھے کہ مولیٰ کرم اللہ وجہہ کی والدہ
فاطمہ بنت اسد مسجد میں آئیں۔۔۔۔۔ اور جب وہ مشغول طواف ہوئیں تو شوطِ اربع
(چوتھے چکر) میں چلنے کی قوت نہ رہی۔ وہ دوزخ نے شدت اختیار کر لی۔ تو آپ
پکادیں لے رہے کہ: ہجرت کہہ اس ولادت کو گھر پر آسان فرما۔

یک لخت دیوارِ کعبہ ختم ہوئی اور فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کعبے کے
اند تشریف لے گئیں اور بیماری نظروں سے غائب ہو گئیں۔ فرماتے ہیں ہم نے
اندرونِ کعبہ آپ کو کاش کیا مگر نہ ملے۔ چوتھے روز آپ اسی کعبہ سے باہر تشریف
لائیں اور حضرت علی کو گود میں لیے ہوئے تھیں۔

جب تنبیہ نام علی اللہ علیہ وسلم کو ولادت علی کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ
نام علی وسلم نے اپنے چچا اور چچی سے فرمایا اس کا نام کیا رکھا ہے؟ حضرت
ابوطالب نے کہا میں نے اس کا نام زید اور اس کی ماں نے اسد رکھا ہے۔ جنوں نے
اسلام نے فرمایا اس کا نام علی رکھو جو معنی بھیجی کی خبر سے۔ مولیٰ کی والدہ نے عرض
کی۔ خدا کی قسم مجھے جناب سے آوازیں آتی تھیں کہ فاطمہ اس کا نام علی رکھو مگر میں نے
اس کو چھپا یا تھا۔

(اصلاحی غم)

مولیٰ علی از روئے قرآن حکیم

رسالہ القہار میں حضرت علامہ محمد بن علی ستبانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہیں جو کہ
عالم سے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل فرمایا ہے۔ مَا لَكَ فِي أَحَدٍ مِنْ كِتَابِ
الْفُرْقَانِ مَا لَكَ فِي عِلْمِي مِثْلِي صُنِّي آيَاتِ الْفَرْقَانِ كِتَابِ مِنْ حَضْرَتِ عَلِيِّ كَيْدِ
مِنْ نَازِلِ جَوْشِ اتْحَى كَسَى اَوْدِ رَاكِبِي كَسَى بَارِسَ مِنْ نَازِلِ نَمِيں جَوْرِسِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

نَزَلَ فِي عَيْنِي مَلَكًا شَدِيدًا قُوَّةً أَمِيرًا كَرِهُتُ مَلِكًا مِنْ شَرِّ الْمَلَائِكَةِ
مَنْزِلَ جِبْرِائِيلَ -

علامہ عثمان بن عمار الطبرانی ہیں قسطنطنیہ میں :

كَانَتْ لِعَلِيٍّ ثَمَانِ عَشْرَةَ مَنْقِبًا مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ
مِنْ هَذِهِ الْأُمَمِ (اِس جہاں فرماتے ہیں) اگر حضرت علی رضی
اللہ عنہ کے اٹھارہ مناقب ہیں جو اس امت میں کسی اور کے لئے نہیں

رسالة الثاني عشر

۱۔ ارشادِ باری ہے :

يُؤْفِكُونَ بِالْأَرْذَلِ وَيَخْلُفُونَ أَيُّ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ
مُتَّبِعِينَ ۝ (سورة صافات: ٢٤)

(continued)

تو پرہیز کرتے ہیں اپنی غشیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر
میرا پھیلا ہو گا۔

ہندو کی تعریف

یعنی کسی غیر ضروری عبادت کو کسی خاص شرط کے تحت لازم کر لینے کو خدا کا جانا ہے۔
 الْقَدْ رَفِيَ الْفَعْدُ أَنْ تُرْجَبَ عَلَى نَفْسِكَ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ
 (تفسیر مغرری)

خدا کا لغوی معنی یہ ہے کہ تو اپنے نفس پر اس چیز کو لازم کرے جو تجھ پر لازم نہیں
 ۲۔ وَيُطَوِّمُونَ الْقُلُوعَ عَلَىٰ سَيْبِهِمْ وَيَكْنُؤْنَ أَوْ مَيِّتِينَ
 وَآيِينَ ۝

ترجمہ: اور کھانا کھاتے ہیں اس کی محنت پر مہین اور قیدی کو
 ۳۔ إِنَّمَا نَطْلُوعُكُمْ لِيُوجِبَ إِشْرَاقُ لَأَنْرِيْدُ مِنْكُمْ جَنَازًا
 وَلَا شُكُورًا ۝

ترجمہ: ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں اللہ کی رضا کے لیے کھاتے ہیں اور ہم تم سے
 کسی اجر کے خواہاں ہیں اور شکریہ کے۔

خدا نے بزرگ و برتر نے ایلہیت رسول کے اس مبر و ایشاد کے جذبہ کو سراہتے
 ہوئے ارشاد فرمایا:

۴۔ وَجَزَاءُ مِمَّا صَبَرُوا هَبَّةٌ وَكَحِيرٌ ۝

(سورہ دہر ۲۷: ۴)

ترجمہ: اور رحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور بیشی لباس

مذکورہ آیات کی شان نزول جو حضرات مفسرین عظام نے بیان کیا ہے
شان نزول اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ کے گھر تشریف لے گئے۔ جنہیں کریمین رضی اللہ عنہما کو بیمار دیکھا تو حضرت
 علی اور جناب فاطمہ تبول سے فرمایا کہ کچھ غذا لانا تاکہ تمہارے فرزند صحت پائیں۔ انہوں
 نے غذا مانا کرتی روئے رکھیں گے۔ خدا تعالیٰ نے جنہیں علیہما السلام کو شفا بخشی۔

حضرت علیؑ سے یہ ظالم مذہب (یعنی فخرؑ) آپ کی خاطر) نے دونوں دیکھے۔ مغرب کی نذر کے وقت چاہا کہ فخرؑ کریں لیکن ایک فقیر وداغ سے پر آیا اور صدا جند کی گویں ایک مسلمان فقیر ہوں بے روٹی عطا ہو اس فقیر کی صدا پر جو کچھ پکا تھا سب فقیر کو دے دیا اور خود پانی سے دوزخ انطا کر دیا۔ دوسرے دن دوزخ دکھا انطا کر کے وقت ایک قسیم آیا اور روٹی کا سوال کیا سب کھا، اسے دیا اور تیسری شام کو ایک قیدی بروقت آیا۔ سدا کھا، اس کو عطا کر دیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی خدیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں۔

ان آیاتِ دینیات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سیدہ فاطمہؑ قبول سلام اللہ علیہا، بی بی فخرہ رضی اللہ عنہا یقیناً جنتی ہیں کہ خدا نے پاک نے انہیں قرآن مجید میں جنتی فرمایا :

۵۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جِئْتُمُ الرَّسُوْلَ فَخَبِّرُوْا

بَيِّنٰتٍ يَّدْعٰى بِحُكْمٍ صَدَقَ ۚ (۲۴۷ سورۃ بقرہ آیت ۱۹)

ترجمہ اے ایمان والو جب تم کوئی بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے (تمنائی میں) تو اپنی عرض سے پہلے صدقہ دیا کرو۔

خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بعض اشیاء اپنی عرض و معروض کا سلسلہ امتداد کر دیتے کہ فقرار صحابہ کرام کو کچھ عرض کرنے کا موقع ملتا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت مولانا علیؑ کرم اللہ وجہہ نے ایک دینار صدقہ دے کر حضور علیہ السلام سے اس سوال کیے۔ اس آیت پر صرف مولانا علیؑ نے عمل کیا کسی اور کو موقع نہ ملا کہ آیت منسوخ ہو گئی۔

(تفسیر زند العرفان)

۶۔ لِّجَعَلْتُمْ سَفَاۤیَةَ الْحَاجِّ ذِیْ عِمَارَةِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

لَا يَسْتَوُونَ عَشْرَةَ اَلْفًا (زبادہ ۱۳۰ ص ۱۹۷ آیت ۱۹)

ترجمہ: کیا تم نے ٹھہرایا ہے عاجزوں کو پانی پلانے والے اگر اور مسجد حرام کی خدمت کرنے والے کو اس شخص کی مانند جو ایمان لایا اللہ پر اور دوزخیات پر اللہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔

صاحب ذوالابصار نے اسباب التزول کے حوالے سے اور صاحب تفسیر مظہری مدونت ہاشم حضرت قاضی ثناء اللہ دہلوی نے بغوی اور ابن جریر کے حوالے سے حسن ثعلبی اور قرطبی سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباس بن عبد المطلب، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپس میں فخر کیا۔ عمر نے کہا اَنَا صَاحِبُ الْبَيْتِ وَوَفَّتْ لِحَدِّ يَسِيدِي "میں بیت اللہ کا متولی ہوں، اس کی پالی میرے پاس ہے، اگر میں پا ہوں تو اس میں داخل ہو جاؤں، حضرت عباس نے فرمایا اَنَا صَاحِبُ السَّقَايَةِ وَالْفَاخِرَةِ عَلَيْهَا "میں آپ زمرم کا متولی اور اس کا متقم ہوں، حضرت علی نے فرمایا، میں زیادہ تر خیمیں جانتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں نے لوگوں سے چھ ماہ (مظہری نے چھ سال لکھا ہے) پہلے نماز پڑھی۔ وَ اَنَا صَاحِبُ الْبَيْتِ الْبَيْتِ سَبْعِينَ اَلْفًا۔ اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(تفسیر مظہری۔ ذوالابصار صفحہ ۷۷)

۱۷ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

(زبادہ ۱۳۰ ص ۱۹۷ آیت ۷)

ترجمہ: تم تو ڈرانا والے اور ہر قوم کے ہادی

حضرت علامہ سید ابوالحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ذوالابصار میں لکھا

کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اَنَا الْمُنْتَدِرُ وَعَلَيْكَ وَالْهَدْيُ وَبِكَ بَيَانُ يَلْقَوْنَ
الْمُنْتَدِرُونَ (جبر) میں مندر ہیں اور علی (علی) ہے۔ اسے مل تیرے باعث ملگ
بایت پائی گئے۔ (نور الابدار صفحہ ۷۷)

حضرت عیدنا ابراہیم جاس فرماتے ہیں کہ لَيْسَ اِنَّكَ تَمْلِكُ كِتَابَ الْمَلُوكِ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا عِلْمَ اٰوَّلِهَا اَمِيْنُهَا وَشِرْكُهَا
(نور الابدار صفحہ ۷۷)

ترجمہ کہ قرآن کریم میں جبر بھی آیت اسی طرح مذکور ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا اذْكُرُوا عِلْمَ اٰوَّلِهَا" (علی اس کے اول، امیر اور شرافت کے
ہیں۔

۸۔ سَأَلْتُ سَائِلٌ يَعْدَابُ وَاقِع ۵ (پارہ ۱۰ سورہ نساء ج ۱۰)
ترجمہ مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے مذاب احوال پر کہ ہے۔

اس آیت کے بارے میں حضرت امام ابو اسحاق احمد غنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ کے تعلق
وہیافت کیا گیا کہ یہ آیت کی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تو انہوں نے سائل سے
فرمایا تم نے مجھ سے وہ سوال پر پچھا ہے جو مجھ سے کہی نے نہیں پوچھا۔ فرماتے ہیں۔
میرے باپ نے حضرت امام جعفر بن امام محمد باقر سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد
سے روایت کی کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ "تدیر عظم"
میں تشریف فرماتے لوگوں کو آواز دی اور وہ سب اٹھے ہو گئے۔ پھر حضرت علی کا
ہاتھ پکڑ کر فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْهِ مَوْلَاةُ" جس کا میں مولا ہوں علی ہی
اس کا مولا ہے۔ یہ کلام بہت مشہور ہوا اور دُور دُور تک پہنچ گیا۔ حدیث ابن عباس
کہی کہ جب یہ کلام پہنچا تو وہ اپنی اودھن پر سوار ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

میں آیا۔ اور شیخ کو بٹایا اور اُتر کر کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم فرمایا ہے کہ ہم اللہ کی وصایت اور آپ کو اللہ کا رسول ماننے پر مجبور کر دیں گے۔ آپ نے جس حکم کو کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ اور رمضان کے روزے رکھیں، ہم نے یہ قبول کیا۔ آپ نے میں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حجاز کریں۔ ہم نے یہ بھی قبول کیا۔ پھر آپ اس پر راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کے ہاتھ لٹائے اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہوئے فرماتے ہیں "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَقَبِلْهُ مَوْلَاَهُ" آپ نے یہ اپنی طرف سے فرمایا ہے یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّ هَذَا لَمِنَ الْوَعْدِ وَجَلَّ

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ہی کی طرف سے
حادث بن نضال قمی والہیں اپنی سواری کی طرف آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ اگر یہ سچ
ہے جو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا ہے تو:

فَأَمِطْ عَلَيْنَا جَوَارِدَ مِنَ السَّمَاءِ آيَاتٍ مُّتَنَبِّئِينَ
آلِ يَسْرٍ. (پھر ہم پر آسمان سے چھروں کی بارش برسا یا پھر ہم کو سونک
غلاب میں مبتلا کر۔)

ابھی وہ سواری تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کمر پڑی پر چھرا
جو اس کی دُوب سے ٹکلی گیا اور اس پر بہت گت خچ کو ہاک کر گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ
آیت نازل فرمائی (نور الابصار صفحہ ۷۷)

۹۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْنِي وَأَعْبُدُكَ أَفْوَاجًا أُولَئِكَ تُخَوِّفُ
خَشْيُ الْبَرِيَّةِ ۖ

(ذیل ۳۰ سورۃ یونس آیت ۷۷)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی تو سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی سے فرمایا اے علی تو اور میرے ساتھی قیامت کے دن خوش خوشی میدانِ محشر میں آئیں گے۔
وَيَأْتِي آخِرُهُمْ وَفَضْلًا لِّمَنْ جَاءَهُمْ

جب کہ میرے دشمن غضب ناک اور ذلیل و درمراہوں کو پیش ہوں گے۔
(توراکا اہلکار صفحہ ۷۰)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

رَأٰىكُمْ اِلٰهَ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ

(پاراہ ۲ سورۃ النورہ آیت ۴۰)

ترجمہ: تمہارا خدا و تمہارا رسول (پاک) اور ایمان والے میں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کی پادشاہی میں جھکنے والے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ضمن میں یوں رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ السلام مسجد کی طرف تشریف لائے اس حال میں کہ لوگ رکوع و سجود میں تھے۔ آپ نے ایک سوالیہ کلام فرمایا کسی نے تجھے کوئی چیز دی ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! یہ چاندی کی انگوٹھی۔ آپ نے فرمایا کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کیا وہ کھڑا ہونے والا اور حضرت علی کی طرف اشارہ کیا۔ جسٹم نے ارشاد فرمایا کہ کس حالت میں اس نے تجھے انگوٹھی دی؟ اس نے عرض کیا: اِسْوَدَ اِسْوَدَ وہ رکوع میں تھا۔ فَكَبَّرَ اَتَيْتُكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمَا پاك نے نعمتِ بکیر بنکر لکھتے تھے۔

ہذا دلیلہ پر آیت خدمت کی۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پال ہجری نے تفسیر معری میں جہانی کے حوالے سے بروایت حضرت علامہ ابن ہاشم تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے پاس ایک سائل آیا،

ماہاں کہ آپ تفسیر نمازیں کہ کج کی حالت میں تھے۔
وَمَرَّ عَصَايِمَهُ وَأَعْطَاهُ السَّائِلَ (تفسیر معری)
اور آپ نے اپنی اگر شئی اتار دی اور سائل کو فدی دی۔

پھر آیت نازل ہوئی:

۱۱: اَلْوَيْتَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِالْاَيْلِ وَالْاَنْهَارِ سِرًّا وَ
عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرٌ هُمْ مِنْهُ لَا يَخْشَوْنَ عَلَيْهِمْ
لَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (پارہ سومہ بقراءت ۱۰۴)

اگر وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال راست میں اور دل میں چھپ کر اور علانیہ
قرآن کے یہی الفاظ اجماع سے اپنے دلوں کے پاس نہ انہیں کچھ غم ہے
اور نہ وہ تنگیوں میں ہوں گے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر در مختصر میں جہاں قرآن مجید
ابن ہشیر، ابن منذر، ابو آجی حاتم، قہرانی اور ابن تیمیہ نے جہاں باب ابن ہشیر سے
انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ یہ
آیت مبارکہ حضرت علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے (فرماتے ہیں)
كَانَتْ لَكَ اَرْبَعَةٌ وَرَأَوْهُمُ فَانْفَقَ بِالْاَيْلِ وَرَأَوْهُمُ
وَالْاَنْهَارِ وَرَأَوْهُمُ وَرَأَوْهُمُ وَرَأَوْهُمُ وَرَأَوْهُمُ
یعنی آپ حضرت علی کے پاس حرم چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم راست
ایک دن کو ایک غنیمت اور ایک طائر پر خرچ کیا۔

(تفسیر درختِ جہد ازل صفحہ ۳۳، روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۳۴، منہجی
جہد ازل صفحہ ۳۳، تفسیر خزائن العرفان)

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ از روئے حدیث رسول

پیکرِ ابدال و غفلت، شیریں زبان، باوقار

لَا تَحْشَى الْآخِرَ لَا سَيِّئَ إِلَّا دَاوُ الْيَقَارَ (خضر)

ائمہ حدیث نے اپنی گراں قدر تصانیف میں جگر بیکر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کی شانِ اقدس میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث اور فرامین نقل فرمائی
ہیں۔ ہر وہ انسان جو لکھنے، انکار حدیث کے زہریلے اُمرات سے اپنے آپ کو بچانے
میں کامیاب ہو جاتا ہے اللہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت پر ہر اعتمادی کا شک و شبہ نہیں ہوگا
اور حبیبِ کبریا، محمد مصطفیٰ ﷺ و ائمہ کرام دی و مرشد اور مفسرِ صادقِ تسلیم
کتابوں کے لیے کوئی ایسی روک ٹوک نہیں رہ جاتی کہ وہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی بدولت
وجاہت، غفلت و خرافات اور کرامت و ولایت کا انکار کر سکے۔ چنانچہ علامہ قزوینی
اور ایمانی کو تازہ کریں۔

۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مَنْ حُكِمَتْ مَسْئَلَةٌ عَلَيْهِ وَعَلَيْ مَسْئَلَةٍ (ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۱۱)،
اِنَّ ابْرَ شَرِيْهَ مَسْأَلًا، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۹، نور الابصار صفحہ ۷، الشرف
القوٰۃ صفحہ ۱۱۱۔

ترجمہ،

کہ جس کا یہ مسئلہ ہو جس کا علی بھی مسئلہ ہے۔

لفظ مولیٰ کے معانی | مل کر ہم دو متحد بن کر ایک ہو گئے تھے اس کے معنی بیان کیے ہیں اور کہہ کر مولیٰ کا لفظ متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے لہذا پہلے قرآنی آیات میں جہاں جہاں مولیٰ کا لفظ آیا ہے اس کے معانی لاختم کر کہنا بہت ضروری ہے ۔

مددگار | ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ذٰلِكَ يَاقَ اَنۡتَ اللّٰهُ مَوۡلٰى الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَاَنَّ اللّٰكَ اَوَّلُ رِیۡبٍ
لَّا مَوۡلٰى لَکَۤہٗ (پارہ ۱۶ سورۃ محمد آیت ۱۱)

ترجمہ : یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ایمان کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔

وارث | ارشاد خداوندی ہے :

وَلِیۡحۡمِلَ جَعَلۡنَا مَوۡلَیَّہٗۤ اِیۡمَۃَ تَرۡکَ الرَّاۡیِدِیۡنَ وَاَلَّا یُکۡرِہُوۡنَ (پارہ ۱۶ سورۃ مائدہ)

اور ہر ایک کے لیے بنا دیے ہیں ہم نے وارث اس مال سے جو چھوڑ جائیں مال باپ اور قریبی رشتہ دار۔

عَصَبَہ | اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَ اِیۡنِیۡ جَعَلۡتُ السَّوۡاۡتِیۡ مِیۡنَ وَاَلۡلَہِیۡ (پارہ ۱۶ سورۃ مريم آیت ۱۶)

ترجمہ : اور مجھے اپنے بعد اپنے بے رشتہ دانوں کا ڈر ہے

دوست | خواستہ فرمایا :

وَاَیۡوَمَ لَا یَغۡنٰی مَوۡلٰی عَنۡ مَّوۡلٰی شَیۡئًا وَّلَا یُنۡصَرِفُ (پارہ ۱۶ سورۃ مائدہ)

ترجمہ : جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ الٹا مدد ہوگی۔

معلوم ہوا کہ قرآنی عید کی نند سے لفظ مولیٰ کہیں مولیٰ کہیں وارث کہیں عصبہ کہیں

کی طرف سے ہدف قرار اور کبھی دوست کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

سنن ابن ماجہ شریف کے مؤلفہ کے حاشیہ پر مشکوٰۃ شریف کے صفحہ نمبر ۵۵ مطبوعہ دہلی کے حاشیہ پر مرقعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ مکتبہ امدادیہ دہلی کے (صفحہ ۳۴۱ پر) فقہ حنفی کے معانی یوں مرقوم ہیں: "أَلَا تَأْكُلُ كُفْرًا لَا أَلَيْسَ" "سرور" "الْمُتَّقِي" "انعام کرنے والا" "الْمُتَّقِي عَلَيْهِ" "انعام یافتہ" "الْمُتَّقِي" "آزاد کرنے والا" "الْمُتَّقِي" "مددگار" "الْمُتَّقِي" "محبت کرنے والا" "الْمُتَّقِي" "اتباع کرنے والا" "الْمُتَّقِي" "پڑوسی" "ابن العسیر" "پہچانا و بجائی" "الْمُتَّقِي" "دوست" "براپنے دوست کے ساتھ وفا کرنے والا" "ابن العسیر" "ماترے وقت میں ساتھ دینے کی قسم" "الْمُتَّقِي" "پہ سالار رئیس قوم خاص" "الْمُتَّقِي" "وامداد" "الْمُتَّقِي" "غلام"۔

حضرت علامہ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ دہلی کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ التَّائِيْدُ لَا مَنَّةَ مُشْتَرَكَةٍ بَيْنَ مَعَانٍ مَعَانٍ مَعَانٍ مَعَانٍ
وَالْقِيَقُ وَالتَّصَرُّفُ فِي الْأَمْرِ وَالتَّائِيْدُ وَالْمُتَّقِي وَالْمُتَّقِي
وَهُوَ حَقِيقَةٌ فِي حَقِّ مَيْثَقًا - (صواعق محرقہ ص ۴۳)

یعنی اس کے معنی مددگار کے ہیں کیوں کہ تقطیع دلی تفتیش - آزاد کرنے والا
حقین - آزاد، تصرف فی الامر و خود مختار، با اختیار، ناصر - مددگار -
محبوب پیارا - کے معنی میں مشترک ہے اور حقیقت میں یہ سب اہل
کے معانی ہیں۔

علامہ سید علی بن سلیمان مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قُوَّتِ الْمُتَّقِي عَلَيَّ
جَامِعِ التَّرْمِذِيِّ میں اس حدیث پاک "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً لِّكَ كُنْتُ مَوْلَاً لِّكَ" تحت
لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے اس سے مراد مَوْلَى الْإِسْلَام (اسلام کا)

مذکور یہ ہے جیسا کہ اس آیت مبارکہ ”ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا
وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ“ میں ہے۔ آپ فرماتے ہیں یا اس کا سبب
یہ ہے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہا:
كُنْتُ مَوْلَا نَبِيِّ رَأَيْتُهُ مَوْلَا نَبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ۔

یعنی اے علی! آپ میرے مولا ہیں میرے مولا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
اور اس پر حضور نے فرمایا ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَقَدْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ“۔ ”جس کا میں مولا
ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔“

۲۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے
مدینہ شریف میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑا تو حضرت علی نے سہارنپور کی بارگاہ میں عرض
کیا ”تَخْلُفُنِي مَعَ النَّسَائِدِ الْغَنِيَّاتِ“ آپ مجھے ان لوگوں کے ساتھ
میں چھوڑے جا رہے ہیں ”یہ کس کی حضور نے ارشاد فرمایا،

أَمَّا قَرَضِي أَنْ تَكُونُ مِيْقَةً يَدْخُلُكَ هَرَقٌ مِنْ ثَمُونِي
إِلَّا أَمَّةٌ لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي“۔ (ترمذی شریف، مسلم شریف، بخاری شریف)

ترجمہ: کیا آپ اس بات سے راضی نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا وہ مقام
و مرتبہ ہو جو حضرت ہارون کا مونی علیہ السلام کے نزدیک تھا مگر میرے
بعد نبوت نہیں۔

خیال رہے کہ یہ حدیث مقدسہ ایک مخصوص وقت کے لیے نیابت پر دلالت
کر رہی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضور علیہ السلام نے سفرِ تبوک سے واپس
آئے حضرت علی کریم اللہ وجہہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ منورہ میں شہر کے حاکم فرمایا
لیکن بعض حضرات نہ جانے اس سے کیسے عنایت بافصل کا مفہوم انداز کرنے کا کوشش

کرتے ہیں اس طرح تو پیر لازم آئے گا کہ حضرت ابی ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے مقدس شریک ہیں کہ آپ کو بھی ایک مرتبہ آقا علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔

اسے شیخ محمد قطری اپنی مشہور ترین کتاب **إِقَامَةُ التَّوَكُّلِ فِي شَرِيحِ** **إِقَامَةِ مَقَامِ عُمَرَ** **الْقَفَاہ** میں رقمطراز ہیں:

وَكَيْفَ شَرِيفًا مَّا كَانَ عُمَرُ يَسْكُنُ خِلْفَتَهُ عَلَى الْمَسِيدِ
إِذَا غَابَ عَنْهَا (احقاف الزمان صفحہ ۲۱۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو اکثر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنا کر جایا کرتے تھے۔

خیال رہے کہ مولانا علی کا نیابت علیہ السلام قبول کر لینا اور پھر ان کی واپسی تک امور جنگ و جدل کا سنبھالنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ حضرت عمر کو خلیفہ برحق تسلیم کرتے تھے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ میں حاکم کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا،

أَنَا سَيِّدُكُمْ وَأَدَمُ وَعَبِي سَيِّدُ الْعَرَبِ (صواعق محرقہ ص ۱۰۷)

ترجمہ میں: اولا ر آدم علیہ السلام کا سرور ہوں اور علی عربوں کا سرور ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شامیہ شامیہ مسلم شریف نے شیخ الاسلام ہروی (عبد الشریف محمد بن علی) کے حوالے سے سید کے معانی

معانی میں بیان کیے ہیں،

السَّيِّدُ مُوَالِدِي يَتَوَقَّ قَوْمَهُ فِي الْخَيْرِ

یہ بات کہتے ہیں جو بعد ازیں میں اپنی قرم پر (قیامت تک) ہر
(وَقَالَ خَيْرٌ)

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ الْيَتِيمَ فِي الْمَوَاطِنِ وَالْعَسَاوِيذِ قِيَسُومُ
بِأُمُورِهِمْ وَيَتَحَكَّلُ عَنْهُمْ مَحْكَاةً فَهَهُمْ قِيَدُ قَعْلِهِ
عَنْهُمْ (مسلم شریف جلد علی کتاب النفل باب الفضل بئنا مثل الله
عليه وسلم علی جمیع الخلائق)

ترجمہ: (اور سید وہ ہے) مصائب و شدائد میں جس کے پاس غمزدگی جائے
اور وہ ان کے تمام معاملات کا ذمہ دار اور ان کی بحلیت کو خود برداشت
کرے اور اپنی قرم کو ملکایف سے بچائے۔

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ایک
کو دوسرے کا بھائی بنایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام کی جناب میں اس
حال میں حاضر ہوئے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے عرض کیا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی
چارہ قائم فرمایا لیکن مجھے کس کا بھائی بنایا۔ تو جواباً حضرت نے ارشاد فرمایا
أَنْتَ أَيْحَىٰ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (ترمذی شریف جلد علی سنن ابن ماجہ)
ترجمہ: اے علی تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے۔

دارِ حکمت

۵۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
أَنَا دَارُ الْمَحْكَمَةِ وَالْعِلِّيُّ بِأَيْدِيهَا (جامع ترمذی شریف جلد علی سنن ابن ماجہ)
ترجمہ: میں حکمت کا گھر ہوں اور صلی اس کا دروازہ ہے۔

حکمت کے معانی

حکمت اور ثانی، علم، علم اور فلسفہ کہتے ہیں۔ علامہ ابن عربین بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں۔

هِيَ الْإِصَابَةُ فِي الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ - گفتار و کردار کی درستگی کو
حکمت کہا جاتا ہے۔ اور جس کے قول و فعل میں تضاد پایا جائے وہ حکیم نہیں۔
هِيَ الْيَقِينُ تَرْتُذُّ عَنِ الْجَهْلِ وَالْخَطَا - جہالت اور غلط سے ڈھکرے
الحکمة مفردة الاشياء بحقائقها۔

حکمت اشیاء کی حقیقتیں جاننے کا نام ہے۔ (تفسیر علامہ ابن عربین بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ)
علامہ آؤسی رحمۃ اللہ علیہ حکمت کے معانی تفسیر روح المعانی میں یوں بیان کرتے

ہیں:

وَضَعُ الْأَشْيَاءَ مَوَاضِعَهَا - ہر چیز کو اپنے محل اور موقع پر رکنا،
مَا يُؤْتِي مِنَ التَّكْوِينِ وَهَجَّ حَيْثُ الدُّنْيَا - جو دنیا کی آتش بھشت کو دل
سے نکال دے۔ (الفہمۃ فی التوہید و دین کی فقہیت) کو بھی حکمت کہا جاتا ہے
(روح المعانی ج ۱ ص ۳۸۷)

لفظ حکمت کی لغوی تحقیق کے بعد متعدد جہان کا حدیث مقدسہ کہ:

میں حکمت کا شہر بھول اور علی اس کا دروازہ ہیں، پر غور کرنے سے جو چیزیں
آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی قرنی، فعلی اور تقریری شخص کی دوسے
قرآن مجید کی جتنی تفسیر بیان کی ہے اس تک رسائی حاصل کرنی ہو تو سیدنا علی کرم اللہ
وجہہ کا وسیلہ ضروری ہوگا۔ اگر کوئی شخص قلبی اور ذہنی طور پر جناب علی رضی اللہ عنہ سے
اپنے آپ کو ملو رکھے گا تو پھر وہ فلسفہ و معانی، علم و علم، معرفت، دینی فقہیت
اور حقانیت سے ہمیشہ کے لیے ملو رہے گا اور اسے آتشِ حُب دُنیا جلا کر رکھو

بنا دے گی۔ بعض دہناد اور چہات کی دلدل میں دھنستا پلہ جائے گا۔

میرے چچی میں الہی وہ انقلاب آئے

کہ پھول پھول سے غزلبے بڑھاپ گئے

بابِ مدینۃ العلم

۶۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہج محرقہ میں ہزار

طہرانی، ترمذی، حلی، ابن عدی کے حوالے سے لکھا ہے

کہ حضور طہر اسلام نے فرمایا: **أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ بِأَيْهَا** میں علم کا

شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ ایک اور روایت میں ہے **فَمَنْ آذَانَ**

الْعِلْمِ فَلْيَأْتِ الْبَابَ جو علم حاصل کرنا چاہتا ہو وہ دروازے کے پاس

آئے ابن عدی کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ عربی **بَابُ عِلْمِي**۔ علی

میرے علم کا دروازہ ہے۔ (مواہج محرقہ ص ۱۲۲)

ذات اور دروازہ شیر علوم یہ فرمائش مجاز و چین و روم (مواہج)

آپ کی ذات علوم کے شہر کا دروازہ ہے مجاز و چین اور روم آپ کے فرمان

کے تحت ہیں۔

مولائے کائنات سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں خدائے تعالیٰ

چشم کرتے ہوئے مولانا دہلی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں۔

نچل کر رہے آنِ مدینۃ العلم پچھلے آفتاب علم نا

تجربہ جب آپ شیر علم (نبی کریم) کے دروازے میں اور جب آپ آفتاب علم دروہ

کریم اک شعلہ کی توجہ

بارگاہ میں اب جبریل ہے مبارک آوازِ شہرِ اندکلب

اے دروازے طالبِ دروازہ پر کھڑا ہوا کہ آپ کی بدولت پرست و بیز

مغز کو بچا جائے۔

۷۔ حضرت نعل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول کریم
 کعاب رسول اور حشم علی نے جنگ خیبر کے روز فرمایا کہ میں کل جہنم اس
 شخص کو دوں گا۔ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مَدِيْنَةً۔ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح
 دے گا۔ يَحِيْثُ اللَّهُ وَمَا سُئِلْتُ وَنَجِيْثُهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ (وہ شخص اللہ تعالیٰ
 اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس کے
 ساتھ محبت کرتے ہیں۔)

چنانچہ بات بھر صحابہ کرام اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے کہ جہنم کس کو ملتا ہے
 جب صبح ہوئی تو تمام صحابہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان میں سے ہر ایک
 کی یہ خواہش تھی کہ یہ جہنم مجھے مل جائے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ اَنْتَ عِلْيَ بْنُ اَبُو
 اَبِي طَالِبٍ کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں صحابہ نے عرض کیا يٰرَسُولَ اللَّهِ جَنَّتْكَ
 عَيْنُكَ۔ یا رسول اللہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے آپ نے فرمایا انہیں بلا لاؤ
 جب وہ حاضر ہوئے تو سرکار نے ان کی آنکھوں میں اپنا کعاب دھن لگایا اور ان
 کے لیے دعا فرمائی اور وہ بالکل تندرست ہو گئے گویا کہ انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی
 پھر آپ نے انہیں جہنم عطا فرمایا وسلم شریف جلد ثانی ص ۱۷۸ سید کہتی کراچی ۱

۸

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں سے
 محبت رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ خبر بھی کہ میں ان چاروں سے محبت رکھتا ہوں۔
 آپ کا خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان چاروں کے نام بھی ہمیں ارشاد فرمایا
 قَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَهَؤُلَاءِ اَنْ مِنْ سِيَرَةِ اَنْ مِنْ سِيَرَةِ اَنْ مِنْ سِيَرَةِ اَنْ مِنْ سِيَرَةِ
 فرمایا ان کے علاوہ "ابوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم ہیں نیز فرمایا وَهَؤُلَاءِ
 یہ سیرۃ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم فرمایا (ترمذی جلد ثانی ص ۱۷۸)

حضرت مجید بن غیر النبی سے روایت ہے کہ میں اپنی بھوپہ کے ساتھ امام اٹھیں
 عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون زیادہ محبوب تھا؟ انہوں نے فرمایا
 فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں کون؟ انہوں نے فرمایا "ذو جفا"
 ان کے شوہر حضرت علی (اور فرمایا) اِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ حَقًّا اَمَّا قَوْلُ مَا
 جہاں تک میں جانتی ہوں بلاشبہ وہ بہت ہی زیادہ روزے رکھنے والے اور
 راتوں کو قیام کرنے والے تھے۔ (ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۲۶)

ابو نعین اور جبار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے
 کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَذَى عَلَيَّ وَلِيَّتٌ فَتَدُ اَذَايَ
 جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

جباری نے حضرت ام سلمہ سے سند میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَتَدُ أَحَبَّتِي وَمَنْ أَحَبَّتِي فَتَدُ
 أَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ أَبْغَضَ عَلِيًّا فَتَدُ أَبْغَضَتْنِي وَمَنْ أَبْغَضَتْنِي
 فَتَدُ أَبْغَضَ اللّٰهَ۔ (مشکوٰۃ شریف اسرار حق محرق ص ۱۲۲)

ترجمہ میں نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے مجھ سے
 محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا
 اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ
 سے بغض رکھا۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس دوسرے نواسی اور بعض اور مسودہ نصابی کے حقاقد نظر بات اور عادات و اطوار میں کافی حد تک مشابہت پائی جاتی ہے۔

۱۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسولِ منافق کی پہچان
 کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اِنَّهُ لَا يُبَيِّضُ لِي اِلَّا
 مُؤْمِنٌ وَّ لَا يُبَيِّضُ لِي اِلَّا مُنَافِقٌ کہ مجھ سے سوائے مومن کے کوئی جنت
 نہ گئے گا اور سوائے منافق کے کوئی جہنم نہ رکھے گا۔ (ابن ماجہ شریف ص ۸۷)

۱۵

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔
 اِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعَشَرُ الْأَنْصَارِ
 يَبْغِضُهُمْ عِزِّي بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ترمذی حریث جلد ثانی ص ۴۴)
 ترجمہ کہ ہم منافقین کو ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھتے
 کی بنا پر پہچانتے تھے۔

۱۶

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام فرمایا کہتے
 تھے۔ لَا يَجِبُ عَلَيَّا مُنَافِقٌ وَّ لَا يُبَيِّضُهُ مُؤْمِنٌ۔

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۴۴)

ترجمہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق جنت میں نہ جاتا اور اس کی
 کوئی مومن بغض نہیں رکھتا۔

ان احادیث سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جنت علی شریعت
 ایمان اور بغض علی علیہ السلام کی علامت ہے۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علیؑ سے بیان کیا ہے کہ حضور

مومنوں کا بادشاہ

سید عالم علیؑ اشد علیہ وسلم نے فرمایا،

عَلِيٌّ يَنْصُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَالُ يَنْصُوبُ الْمَنَافِقِينَ وَمَنْ مَرَقَ مِنْ

ترجمہ، کہ علیؑ مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے۔

۱۸

نجاشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیؑ اشد علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

عَلِيٌّ وَبَنُوهُ وَآلُهَا مِنْ عَرَبِيٍّ وَلَا يَكُونُ عَرَبِيٌّ إِلَّا أَنَا أَوْ عَرَبِيٌّ هَذَا

(جلد ۲ ص ۲۱۳)

ترجمہ، علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ میری طرف سے ادایں ہی کر سکتا

ہوں یا علیؑ کر سکتا ہے۔

عرب میں یہ دستور تھا کہ فریقین کے درمیان جب کوئی معاہدہ ہوتا تو اس کو پورا

کرنے کا اعلان معاہدہ کرنے والا یا پھر اس کا کوئی قریبی رشتہ دار کرتا کسی اور کے

اعلان کو تسلیم نہ کیا جاتا اسی لیے جب سیدنا صدیق اکبرؑ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا گیا تو آپؑ

پچھے حضرت علیؑ کو سورۃِ قہر منانے کے لیے روانہ فرمایا۔

۱۹

حضرت عمران بن حوشب سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ عَلِيًّا مِيرَاجِي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَبَنُو حُكْمِي مُؤْمِنِينَ

(مشکوٰۃ شریف، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

ترجمہ، علیؑ مجھ سے ہی اور میں علیؑ سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

۲۰۔ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت

سوائے میرے اور تمہارے

ہے کہ رسول کریم علیہ السلام نے حضرت علیؑ

سے فرمایا یَا حَبِیْبُ لَا یَجِیْلُ لِإِتْحَادِ اَنْتَ یُتَجَوَّبُ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ
عَلٰی عِبْرَتِیْ وَ عَیْرَتِیْ . اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے جائز نہیں کہ
وہ اس مسجد میں جہنمی (حالت میں داخل) ہو۔

علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے عمار بن قُرَظ سے پرچھا کہ اس حدیث کو کیا
مطلب ہے ؟ تو انہوں نے کہا (حضرت علیہ السلام کے اس ارشاد کا) مطلب یہ
ہے کہ (اے علی) میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے طہال نہیں کہ وہ حالتِ جنابت
میں مسجد سے گزرے۔
(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۱۳)



قرآن اور علیؑ ۳۱
طبرانی نے جناح اہم مسئلہ کے حوالے سے الاداسط میں بیان کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ

والصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا،

عَلَيْكَ تَمَجُّ الْعَشْرَيْنِ وَالْعَشْرَانِ فَتَحْ تَحْتَهُ لَا يَفْشِيَنَّكَ مِنْ حَتَّى تَسِيرَ كَمَا عَلَّمَكَ
الْحَقُّ مِنْهُ. (صواعق محرقہ ص ۱۲۴۔ رسالۃ القہان ص ۱۱۸)

ترجمہ: کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ حوالہ کوڑنگ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے

علامہ شیخ محمد بن علی ضہبان رحمۃ اللہ علیہ ابن سعد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا خدا کی قسم قرآن پاک میں کوئی ایک بھی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کیوں کہاں اور کس لینے نازل ہوئی اِن تَرْفَعُ وَتَقْبَلُ قُلُوبًا عَظُومًا لَا يَسَاقُ ثَابِلًا۔ بے شک میرے رب نے مجھے قلب عقول (ربات کو محفوظ کر لینے والا دل) اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

نیز فرمایا، سَلَوْتُ فِي عَمَلِ كِتَابِ الْكِتَابِ۔ مجھے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھ کر یہ معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن کو رستے میں نازل ہوئی یا کسی پہاڑ پر۔

(رسالۃ القہان ص ۱۱۸)

عقل فکر تختیاں ساریاں توں شاماں اُچیاں علی ذیشان دیاں
نولا علی دی شان دے بچ آیاں کئی سوانتاں پاک قرآن دیاں

زیارت علیؑ ۳۲
طبرانی اور حاکم نے بائنا و حسن ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا اَلْقُرْآنُ رَافِعٌ عَنِ الْعِلْقِ وَجَاهٌ

(صواعق عذراۃ ص ۱۰۰، نورۃ ہدایت ص ۱۰۰، جلالہ علیہ السلام)

(ترجمہ) : علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے ۔

۱۴۔ دہر قطنی نے "افراد" میں ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے اُٹا علیہ السلام نے فرمایا عَلَيْنَا بَابُ حَقِّهِ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا (صواعق عذراۃ ص ۱۰۰)

ترجمہ : علیؑ (میں) ہیں کی (غیبت) کا دروازہ ہے جو اس (دروازے) سے داخل ہوگا وہ مومن ہوگا اور جو اس سے نکل جائے گا وہ کافر ہوگا

۱۵۔ **کوکب جنت** : بیہقی اور ذہلی نے حضرت ابن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَيْنَا بَابُ حَقِّهِ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا (صواعق عذراۃ ص ۱۰۰)

(ترجمہ) : علیؑ جنت میں کس چلے گا جیسے اہل دنیا کے بیٹے حج کا ستارہ چمکتا ہے ۔
۱۵۔ طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَفْرَاجًا أَلْفُ أَوْ قَرِيبَ مَا جِلْدُهُ مِنْ عِلْقَةٍ (صواعق عذراۃ ص ۱۰۰)

(ترجمہ) : کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاجر کو علیؑ کی زحمیت میں سے دوں ۔
۱۶۔ طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور خطیب نے حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کی ذریت (اولاد) کو اس کی شُعب میں رکھا ہے ۔

وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي شُعْبِ بَنِي آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (صواعق عذراۃ ص ۱۰۰)

(ترجمہ) : اور میری ذریت کو علی بن ابی طالبؑ کی شُعب میں رکھا

محبت علیؑ ایمان ہے : علامہ سید شبینی رحمۃ اللہ علیہ نور الابصار میں کتب اہل

کے حواس سے واقف رہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم
 علیہ السلام نے فرمایا: عَجَبْتُ لِإِيْمَانِكُمْ وَتُحِبُّونَهُ يَوْمًا قَدْ قُتِلَ مَنْ يَكُونُ حُلْدًا يَلْعَنُهُ
 جَنَّتُهُ ۚ قَوْلُ مَنْ يَكُونُ حُلْدًا اِنْشَارَ مَبْعُوثُهُ . (فردا بھارت)

(ترجمہ) : (اے علی) تمہارے ساتھ محبت رکھنا ایمان ہے اور تمہارے ساتھ بغض رکھنا
 منافقت ہے۔ سب سے پہلے تمہارے محبت جنت میں داخل ہوں گے اور تمہارے ساتھ
 بغض رکھنے والے سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوں گے۔

علی کا دشمن نبی کا دشمن
 حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ عالم ہے کہ جو

أَنْتَ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا وَ سَيِّدٌ فِي الْآخِرَةِ قَوْلُ مَنْ يَكُونُ حُلْدًا يَلْعَنُهُ ۚ قَوْلُ مَنْ
 يَكُونُ حُلْدًا يَلْعَنُهُ . (فردا بھارت)

(ترجمہ) : (اے علی) تم دنیا و آخرت کے سردار ہو جو تم سے محبت کرے گا وہ میرا محب
 ہوگا اور جو تمہارے ساتھ بغض رکھے گا وہ میرا دشمن ہوگا۔ خیال رہے کہ وہ شخص بہت بڑا
 جہنمت اور قابل مذمت ہے جو بغض علی کے ایسے مرنے میں مبتلا ہے جو دلوں کو تاریک
 اور دین اسلام سے فہم کر دینے کا سبب بنتا ہے۔ ان احادیث کی زد سے دشمن علی کا
 دشمن رسول اور خدا کا باغی ہی تصور کیا جائے گا۔ جو ایسے عقائد و نظریات کا حامل ہے جو
 آقا علیہ السلام کی نظریں ناپسندیدہ ہیں۔ اور محبت رسول کو ہی ہے جو محبت علی پر علی
 کی محبت جزو ایمان اور باعث یقین و اطمینان ہے اور اسی حقیقت کو علامہ ذاکٹر
 محمد اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا۔

مسلم اول شہ مرداں علیؑ عیش را سراپای ایمان علیؑ

ترجمہ : مسلم اول اور تمام مردوں کے بادشاہ علی ہیں اور عیش کے سینے سراپا ایمان علی ہیں

از دلائل خود دانش زندہ ام ۛ در جہاں مثل گہ تابندہ ام

ترجمہ: میں اُن کے خاندان کی محبت سے زندہ ہوں اور جہاں میں موتی کی طرح چمکتا ہوں۔

خاکم و از مہر آتشند ام ۛ سے توں و بیدن نواہر سینہ ام

میں ہوں ترغابِ مگر آپ کی محبت سے آئینہ بن گیا میرے سینہ میں آواز کو دیکھ سکتے ہیں:

خیر حق ایں خاک را تبخیر کرد ۛ ایں گل تا یک را اکبر کرد

اللہ کے خیر نے اس خاک کو سوز کر دیا اور اس تاریک مٹی کو اکبر بنا دیا

۲۹ **مجنوب رب** حضرت امی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا مٹی (یعنی ایک

معدی صحت نے مٹی بنی ہوئی چڑیا، شیر یا کوئی اور پرندہ حضور کی خدمت بطور ہدیہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَا كُنْ عَلَيْنَا هَذَا الْغَيْثُ اسے اللہ میرے پاس ایسے شخص کو جو مادی مخلوق سے تجھے پسند ہو کہ (تو) میرے ساتھ یہ چڑیا کھائے۔ فَجَاءَهَا عَجَلًا فَكَلَتْ مَعَهُ۔ حضرت علی آپ کے پاس آئے تو آپ کے ساتھ (مٹی بنی ہوئی چڑیا) تناول فرمائی۔

(جامع ترمذی طریقین ص ۱۱۱)

۳۰ **سرگوشی** حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح) طائف کے دن حضرت علی کو بلایا اور

اُن کے کان میں (سرگوشی فرمائی تو لوگوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کی اپنے چچا زاد کے ساتھ سرگوشی بہت دلازد ہو گئی۔) (لوگوں کی اس بات پر) حضور علیہ السلام نے فرمایا مَا اَنْجَبْتُمْ لِيْ بِخَوْفِ اللّٰهِ اَشْكَبُ جَاء۔ (ترمذی طریقین ص ۱۱۱)

ترجمہ: اگر اُن سے میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے سرگوشی کی

یعنی لوگوں کے تعجب پر حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ یہ گفتگو سرگوشی

کے انداز میں ہوئی مثلاً خداوندی کے مطابق نبوتی

شجاعت علی

سیدنا امیر المومنین مولا علی رضی اللہ عنہ کے کارناموں اور شجاعت و بہادری کے واقعات سے کتب تاریخ بھری پڑی ہیں یہاں نہایت مختصر

کے ساتھ بیان ہو گا۔ مقررہ سید مومنؑ کی سبیل پر اللہ تعالیٰ نے احیاء معلوم امام مولا علیؑ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ شب ہجرت حضرت علیؑ نے جناب رسول کریمؐ کے بستر پر رات بسر کی تو اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ میکائیلؑ علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے لمبی کی ہے۔ تم دونوں میں سے کون ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی عمر دے؟ دونوں نے اپنی اپنی زندگی کو پسند کیا۔ مگر تم نے ان کو وحی فرمائی کیا تم علیؑ جیسے نہیں ہو سکتے؟ میں نے اس کو اور محسن علیؑ کو مدد دینے کو بھائی بھائی بنایا۔ علیؑ نے اپنی زندگی پر رسول کریمؐ کی زندگی کو پسند کیا اور ان کے بستر پر سو گیا۔ جاؤ زمین پر اترو اور "فَاخْلُقْنَاهُ مِن تَصَدُّقِ ۙ" علیؑ کی دشمنوں سے حفاظت کرو۔ فَكَانَ جِبْرِيلُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَمِيكَائيلُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ جبریلؑ مولا علیؑ کے سر کی طرف اور میکائیلؑ پاؤں کی طرف ساری رات کھڑے رہے اور یہ پکارتے رہے۔ اے علیؑ بن ابی طالبؑ آپ مجھے بہادر کو دیکھو کہ بہت خوشی ہوتی ہے کہ "يَا هِيَ اللَّهُ يَدُ الْمُسْتَكْبَكَةِ" آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔ اس وقت چہ آیت بہادر کہ نازل ہوئی۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَن يَصْطَرِيحُ لَكُمْ الْبُتُّ وَأَمْرُهُمْ بِاللَّهِ

ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان (عزیز) بھی اللہ کی غرضوں یاں حاصل کرنے کے لیے۔ (اندر حصار ص ۱۷)

• غزوہ بدر میں سترؑ مشرکین قتل ہوئے۔ ان میں سے ایکسؑ مشرکوں کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔ جنگ اُحد میں آپؐ نے کفار و مشرکین کے نامور جنگجو پہلوؤں کو قتل کیا

بن میں طلحہ بن ابی قحطہ، عبد اللہ بن حبیل، ابراہیم بن اخیس، صباح بن عبد العزیٰ اور ابو امیہ بن مغیرہ سرفہرست ہیں۔

• امیر المومنین مولا علی کا اپنا ارشاد ہے کہ مجھے غزوہ اُحد میں حکمران کے شہرہ زخم آنے فرماتے ہیں کہ میں چوتھے زخم میں گر گیا تو ایک غوجہ رست خوشبودار شخص میرے پاس آیا اور مجھے بازو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ کافروں کا مقابلہ کرو، تم اللہ و رسول کی اطاعت میں ہو اور وہ دونوں تم سے راضی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا یا عَلِيُّ أَفَرَّ اللَّهُ عَنِّيكَ مَا أَتَ جَبُونِيْنَ عَلَيْنَا اِسْتَدَامَ (نور الابد مدت)

ترجمہ: اے علی! اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کو شہنشاہ کے وہ شخص جبریل علیہ السلام تھا۔ غزوہ خندق میں دنیا کے ماننے والے ہونے کا فخر، تجرہ کار، جنگ آزمودہ عمرو بن عبد وہ اور اہل کے دیوتاہت بیچنے میں کو قتل کر کے کفار و مشرکین کا غرور خاک میں ملا دیا۔ امام الحنفیین علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة شریف میں وہ حدیث نقل کی ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے فَمَنْ لَزَّكَ عَاطِلٌ لَمْ يَزَلْ يَكُافِرُ بِكَ يَوْمَ الْفُتُوحِ اَلْحَمْدُ لَكَ اَفْضَلُ مِنْ اَفْضَلُ اِلَى يَوْمِ الْفُتُوحِ۔ ترجمہ: حضرت علی کا یوم خندق مقابلہ کرنا تیا مسرت جنگ کی میری مسرت کے اعمال سے افضل ہے۔

• جنگ یتیم میں خرقاق، کریم بن صباح، غزوہ اُحمر، حرث اور ان بھیے کئی مشہد زوروں کو تہ تیغ کر دیا۔ سیدہ اُحمریہ میں پانچ سو تیس (۵۲۳) بہادروں کو جہنم خاک کیا۔

• غزوہ فبیر میں سیدنا امیر المومنین کے مقابلے میں مرہب آیا جو خیر والوں میں بہت بڑا بہادر جسٹو شخص تھا۔ اس روز وہ دو روز میں پہن کر، دو حکمرانوں کے

دو حماسے باقاعدہ کر اور محاموں کے اوپر خود رکھ کر رجز کہتا ہوا میدان میں آیا۔
 جاننا ہے کہ جو خیر و محبت غیر تھیں میں + ہوں سلاطین آذمودہ کار اور بے ڈر ہوں میں
 آگے میدان میں تیرنوں کو جھکا دیتا تھوں میں + جس گھڑی کس تیغ دجباے کو جلا دیتا تھوں میں
 سیدنا امیر المومنین شیر خدا یعنی اللہ عزہ اس کے مقابلہ میں رجز پڑھتے ہوئے آگے
 بڑھے میں کا ترجمہ و مفہوم یوں ہے ۔

ماں نے رکھا نام میرا حیدر گزار ہے

اے یہودی آج اس میدان میں تیری اڑ ہے

خود سے تُو آج اے مرحب مٹا دوں گا تجھے

آج اپنی تیغ کے جوہر دکھا دوں گا تجھے

مرحب بڑے کزد و فر کے ساتھ آیا مگر آپ نے چبے ہی مجھے میں ایسی ضرب

لگائی کہ اس کی پیچ کی آواز مشکوک کوٹھائی دی ۔

○ حضرت فاجم بن خمرزہ سے روایت ہے (میں کو ان بنی شیبہ نے بھی بیان کیا ہے) کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ نبی الانبیاء علیہ السلام جب والدہ بزد گوار کو کسی سہریہ (جہاد) میں روانہ فرماتے تھے جن جنوینل علقن تمیسیہ وہ یثکا یثیل علقن یثا ہ۔ تو آپ کی داینی طرف جبریل امین اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے اور آپ اسی جنگ کو جیت کر واپس آجاتے تھے۔
 (کریم محمد مسیح بوارکتر اعمال)

○ احمد اور ابو نعیم نے بسند صحیح حضرت سیدنا علی سے بیان کیا ہے کہ جب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے پر لاقہ پھیرا اور میری آنکھوں میں خیر کے روضہ چھڑا عطا فرماتے ہوئے نکلا آپ وہیں لگایا ہے

ما زعمنا انہ ذکرا صلی علیہ وسلم (صواعق عرقہ ص ۱۱) میں اس شرب چشم میں مبتلا ہوا اور نہ بچے

کئی بچاؤ سکے۔

حضرت مولانا جلال الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف میں
عفو و درگزر ۱۰۹
 مولا علی کرم اللہ وجہہ اور ایک کافر جو بعد میں مسلمان ہو گیا، کا واقعہ
 بیان فرمایا ہے کہ مولا علی نے ایک جنگ میں ایک کافر کو زیر کرنے کے بعد چاہا کہ اس کی
 گردن اڑا دوں۔ قبل اس کے کہ آپ اس کی گردن اڑا دیتے اس نے آپ کے منہ پر
 ٹھوک دیا۔

باز خدا مذاخت بر دوسے علی ۵ افتخار جبرنی و جسد ولی
 ترجمہ: اس نے حضرت علی کے منہ پر ٹھوک دیا (وہ علی) جس پر جبرنی اور ہر ذلی کو غصہ ہے
 در زمان مذاخت خمیراں علی ۵ کرد او اند عسرا نش کاہلی
 یعنی آپ نے فی الحقیقت عوار ہاتھ سے ڈال دی اور اس کے ساتھ مقابلے سے دستبردار ہو گئے۔
 مطلب یہ کہ جب حضرت علی پاک کے چہرہ پاک پر ٹھوکا تو گویا آپ نے اپنی ہر نیکی کی
 اور اس کے ساتھ لڑنے کا ارادہ ترک فرمایا۔ مولا علی کے اس بے موقع صفت فرمانے اور
 حکم کرنے سے وہ کافر حیران و ششدر رہ گیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ نے مجھ پر عوار
 اٹھائی مٹی پھر کیا بات ہوئی کہ اس کو نیام میں ڈال کر بچے چھوڑ دیا۔

راز بخشا اسے علی مرتضیٰ ۵ اسے پس منوۃ انصاف حسن انصاف
 اسے علی اس راز کو کھول دیجئے کہ بچے کیوں چھوڑ دیا، آپ تو میری بد قسمتی کے بعد خوش قسمتی
 بن گئے کہ قصد قتل کے بعد آپ نے عفو فرمایا۔ حضرت مولا علیؑ نے جو بڑا ارشاد فرمایا
 گفت من تیغ از پے حق میزنم ۵ ہندۃ حقم نہ مامور تنم !!!
 فرمان میں نہ تعاقب کے لئے عوار چلاتا ہوں، میں اللہ کا بندہ ہوں، تن و نفس کا صلح نہیں ہوں۔

کرامات مولا علی

طبرانی نے "الاوسط" اور ابو نعیم نے "الذلائل" میں جناب راضی سے روایت کی ہے جناب حیدر کو ارکوم اللہ وجہ نے بھی سے گفتگو فرمائی جس نے دوران گفتگو ہی میں آپ کو جھٹایا، اس پر جناب شیر خدا نے فرمایا کہ جھوٹا تو دراصل تو ہے۔ اور کیا تیرے جھوٹ کے انکار کے بیٹے جناب باری تعالیٰ میں دُعا کر دوں؟ اس بے وقوف نے اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لیے بڑی دھیری سے کہا کہ میں سچا ہوں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کی یہ دُعا مجھے نکلے گی آپ شوق سے یہ دُعا کیجئے۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے اس جھوٹے کے حق میں دُعا کی اور آپ کی دُعا قبول ہو گئی، یعنی وہ جھوٹا ابھی بیٹھا ہی تھا کہ یہ دُعا کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہو گیا اور اس مجلس سے اُٹھنے بھی نہ پایا۔

(کرامات صحابہ علامہ قاضی صاحب بکوار تاریخ العلماء)

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ (حضرت مولا علیؑ) سواری فرماتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید کر لیتے، دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

(توضیح الجمعۃ القادریہ رحمۃ اللہ علیہ)

سُورج پھر اُسے قدم | حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ربّ شمس کے واقعہ کو آپ کی کرامت میں شمار کیا ہے۔ تفصیل اس جہاں کی نہیں ہے کہ حضور خرد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضرت مولا علیؑ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ معاذ نزولِ وحی (اسد شریعہ) ہو گیا جسکو حضرت مولا علیؑ کو اللہ وجہ اکرم نے ابھی پہنچایا اور انہیں فرمائی تھی جناب

آپ نے فرمایا جو کچھ اُس نے میرے مُنہ پر پھڑکا تھا اُس میں اپنی ذاتی قرینہ دیکھ کر
 مجھے غصہ آگیا اور غصہ بڑا انتقام جو کشش میں ہوا۔ جو اعلان فی اصل کے منافی ہے اسی لئے
 میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ آپ کی یہ بات سن کر وہ فوراً مسلوں پر گیا اور کہنے لگا۔
 من غلام موج آں دیارے نور ۛ کو چنیں گو ہر در آرد و درخیزد !
 میں اس نور کے دیار کی موج کا غلام نہیں ہوا یہیے دھمیں و پھیل، موتی نکالتا ہے۔
 یعنی میں اس ذاتِ گرامی رسالتِ تاب پر اپنا آپ قربان کرنے کو تیار ہوں جن کی فیضی
 صحبت و تربیت سے آپ جیسے عالی مرتبت لوگ پیدا ہوئے۔
 حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کرتے
 ہیں کہ۔

تبع علم از تبع آدمی تیز تر ۛ بل نہ شد نشکر ظفر انگیز تر ۛ
 لوہے کی تلوار سے علم کی تلوار زیادہ تیز ہے بلکہ سیکنڈل شکروں سے زیادہ موجب
 فتح و نصرت ہے ۛ

سورج کو غروب ہوتا دیکھتے رہے لیکن ذرا بھی جنبش نہیں فرمائی۔ جب وہی کاسدہ مستقیم
 ہو آقاؑ نے دو جہاں متی احمد علیہ السلام و سلم حضرت علیؑ کی نماز کی خاطر اپنے رب کریمؐ کی عبادت
 کے حضور یوں عرض کیں کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ لَا تَرٰ فِيْهَا عِلْمَكَ وَ اَنَّكَ لَا تَرٰ فِيْهَا عِلْمَكَ
 عَيْنًا وَ تَرٰ فِيْهَا عِلْمَكَ (عواملِ عبادت)۔

ترجمہ اسے اللہ ہے شک یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا پس تو سورج
 کو اس کے اپنے نشان سے "ظَلَّلْتَ بَعْدَ مَا غَوَّيْتَ" پس ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع
 ہو گیا۔

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریمؐ کے اس معجزے اور مولا علیؑ کی اس
 کرامت کو اپنے اشار میں یوں بیان کیا ہے۔

تیری مرضی پانچا سورج پھرا اُسے قسم
 تیری انگلی اٹھ گئی نہ کا کھیمہ چر گیا
 سورج اُسے پاؤں پٹے پاؤں اشارے سے چمک
 اندھے منکر و بیکرے قدرت رسول اللہ کی

(امام احمد رضا)

حق کی انگلی کا جب اک اشارہ ہوا ۔ پنا خود رشید لکڑے متعبر ہو گیا !
 ان کی نودی جہیں پہ جو بل پڑ گئے ۔ سارا عالم ہی زیر و زبر ہو گیا !
 (مختصر)

دوسری بار گزشتہ مثنوی رسالت حضرت علامہ عبدالرحمن جاتی روضۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب
 کتب خواجہ الجنۃ میں رقمطراز ہیں کہ حضرت علیؑ شہرِ ماکوم اللہ وجہہ
 بابل کی طرف جا رہے تھے تو فرات سے گزر کر نماز عصر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادا کرنے
 کا ارادہ ہوا۔ آپ کے ساتھیوں نے دیائے فرات سے اپنی سواریاں گزرتی مشرعبہ کو دین

یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ان کی نماز قضا ہو گئی۔ وہ چہ میگوئیاں کرنے لگے
حضرت علی نے سنا تو اللہ تعالیٰ کے حضور حج کو لوٹنے کی التجا کی تاکہ ان کے ساتھی نماز گزار میں
اللہ تعالیٰ جلی جلا نے آپ کی دعا مقبول فرمائی اور آفتاب نکل آیا اور عصر کا وقت ہو گیا
جب آپ نے سلام پھیرا تو سورج غروب ہو گیا اور اس میں سے ہونٹاں آواز آنے لگی
لوگوں پر خوف دہراں پھا گیا اور وہ

سُبْحَانَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔

در شواہد بقرۃ منترجم ص ۲۲۸

ہم سے معروف علماء کرام، قراء و نعت خواں حضرت
سیدنا حضرت ابوزرقاریر اور تلاوت و نعت کے کیسوں کا
مرکز

مکتبہ چشتیہ قادریہ

ماڈل ٹاؤن بی بلاک - اندرون مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ
نزد جنرل بس سٹینڈ - گوجرانوالہ

پروفیسر: حافظ محمد یوسف قریشی صاحب

شہادت علیؑ

کئے رافیتہ شدہ ایں معاوتہ بکعبہ ولادت بسجد شہادت

سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات جو مؤرخین نے بیان کیے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ تین خارجی عبدالحسن بن نعمان مرادی، ہرک بن عبد قیس اور عمرو بن لکثیر قیس یہ تینوں مکہ معظمہ میں اکٹھے ہوئے اور آپس میں جھڑپیں کیئے کہ علی، معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک ساتھ قتل کیا جائے تاکہ لوگوں کو راحت نصیب ہو۔ ابن نعمان نے حضرت علیؑ ہرک نے امیر معاویہؓ ابن لکثیر نے حضرت ابن عاصؓ کو سترہ یا اکیس رمضان المبارک کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہرک دمشق پہنچا امیر معاویہؓ پر تلوار کا وار کیا جو ارچھا پڑا اور وہ بج گئے ابن لکثیر مصر پہنچا اس روز عمرو بن عاصؓ کو مارا پیٹ کے درد میں مبتلا تھے اپنی جگہ کسی اور کو نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں بھیجا جس کو عمرو بن لکثیر نے عمرو بن عاصؓ کو قتل کر دیا ہرک اور ابن لکثیر دونوں گرفتار ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔

قاتل علیؑ | اس دور کے خارجیوں کا پسندیدہ لیڈر ابن نعمان علویوں کو قہ پہنچا اور چند روز تک گروم خارج سے قتل رکھنے والے ایک ایسے گھریسی بیمار راجہاں شادی ہو رہی تھی اس گھر سے کچھ عورتیں نکلیں جن میں ایک خوبصورت عورت جسے قنظام بنت اشجق قیس کہا جاتا تھا اس چھٹی برائی چہرہ والی عورت کو دیکھتے ہی ابن نعمان خارجی کا مغز بہت ہوس جاگ اٹھا اس عورت کو اپنانے کی خاطر تہہ بہ تہہ سوچنے لگا بالآخر اسی کے سامنے اپنا دماغ بیان کیا۔ قنظام نے تین ہزار دینار ایک قنظام ایک لوفی اور قتل علیؑ شہاد کے عوض مہر مقرر کیا جسے ابن نعمان نے قبول کیا۔

صبح کی نماز کے پہلے سورہ علی تشریف لارہے تھے اور جلد آواز سے لوگوں کو نماز کی طرف بلا رہے تھے۔ مسجد میں داخل ہونے نماز کی نیت باندھی تھی کہ ابن عثم نے آپ کے سر پر زہر میں لٹھی جوئی تھوڑے عرصہ میں لگائی جو آپ کے دماغ کو سمجھنے لگئی آپ نے اکیس رمضان تریسٹھ سال کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔

عسل و کفن حضرت حسن اور حسین اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے جاتے تھے۔ آپ کو قیس کے بغیر تین کپڑوں کا کفن دیا گیا اور حضرت امام حسن نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

دفن علی حضرت امام حسن علیہ السلام نے نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو غزوی (ایک صوفی جگہ) میں دفن کیا اور عین نے کہا ہے کہ آپ نہایت اشرف میں دفن ہوئے۔

عمار ابن بھر مکی نے امام ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب آپ شہید ہوئے تو لوگ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن کرنے کے لئے نکلا دئے۔ رات کو پچھلے ہوئے وہ کوٹ جی پر آپ کی نعش متی جک گیا۔

فَلَمَّا يَذْوَٰنِ نَحْنُ ذَاهِبٌ وَ لَسَوْا فَيَذَرُوهَا عَلَيْنَا (سورہ حق سورہ ۸۸)

”اور کسی کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کدھر گیا اور نہ ہی کوئی اُسے پکڑ سکا؟“

اسی پہلے اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ باہل میں ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اسی دندن جلا وطنی کے عالم میں اونٹ گر پڑا اور لوگوں نے اُسے پکڑ لیا اور آپ کو دفن کر دیا۔

(کتاب فی الصواعق المحرقة)

عمار ابن جعفر حسن جہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب شراہ النبوۃ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت علی نے حضرت حسن و حسین کو وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد

جے ایک چارپائی پر لٹا کر باہر لے جانا اور غرضین پہنچا دینا وہاں تم ایک سید پتھر پاؤ
 گے جس سے فوراً کی شاہیں نمایاں ہوئی ہوں گی۔ اسے ذرا ہلاؤ گے تو وہاں سے گشت و بخت
 ظاہر ہوگی جے وہیں دفن کر دینا۔ (شہادۃ مہترہ سرجم)

پتھروں کے نیچے خون

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی عظیم ترین کتاب خصائص کبریٰ شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ عالم نبیؐ اور ابو نعیمؒ نے ڈھیری سے روایت کیا ہے۔

لَمَّا كَانَ صَبَاحُ قَتْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَوْنُهُ قَدْ قُتِلَ حَجَّوْ

فِي تَهْنِئَةِ الْمُتَكَبِّرِ الْأَعْمَى وَجِدَ عَتَمَةُ م. (خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۳۳)

توجہ: سینا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی شمع کو بیت المقدس سے
 برہی پتھر اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے خون ہوتا۔

ابو نعیمؒ نے ڈھیری سے روایت کی ہے کہ حضرت سید بن سید فرماتے ہیں،

صَبِيحَةَ يَوْمِ قَتْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَوْنُهُ قَدْ قُتِلَ حَجَّوْ

أَذْرَيْنِ الْأَعْمَى وَجِدَ عَتَمَةُ م. (خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۳۳)

توجہ: حضرت علیؑ کی شہادت کے قتل کی شمع کو زمین سے جرمی پتھر اٹھایا جاتا اس کے
 نیچے تازہ خون ہوتا۔

مناوی صاحب نے کثر اعمال اور ابن ہشام کے حوالے سے کلمات صحابہ میں اور
 علامہ ربیعہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے درالاصدار میں بیان کیا ہے کہ جناب حسن بن کثیر اپنے والد
 سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سید شیر خداؑ جس روز شہید ہوئے اس روز صبح نماز
 کے پنے باہر تشریف لائے تو آپ کے آگے نظروں نے چلا، شروع کر دیا۔ لوگوں نے انکو
 آپ کے پاس سے جکایا تو آپ نے فرمایا ذَرُوهُنَّ فَيَا نَفْسُ قَدْ أُنْجِيَ ن کو پھل دے
 تو زور پٹھ رہی ہیں۔ اسکے قرا عبد آپ کو ابن لمم نے شہید کر دیا۔

(درالاصدار ص ۳۳ کلمات صحابہ ص ۳۳)

پیشگوئیاں

جو ہو پر دلوں میں پہاں چشمِ مینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے (اقبال)

حضرت مولانا سیدنا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ منبرِ ہول پر اجماعِ مسجد کوڑ میں اخطب ارشاد فرما رہے تھے تو آپ سے اس آیت مبارکہ کا طلب پوچھا گیا۔

وَمِنَ الشُّرَافِیْنَ رَجُلًا مَّدَّ قَوْلًا مَا كَانَ هَذَا وَاللَّهِ عَلَیْهِمْ ؕ

فَمَنْ قَضَىٰ عَقِبَهُ وَوَضَعُوهُ مَنْ یَّبْتَغُوهُ (پاؤ ۲۱ سورۃ احزاب آیت ۴۴)

ترجمہ: اوسوں میں سے بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کیا اور ان میں سے بعض نے اپنی حاجت پوری کر لی اور بعض انتظار کر رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا اسے اللہ ہم کو بخشے۔ یہ آیت کریمہ میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچا کے بیٹے عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی تھی۔

نے غزوہ بدر اور حمزہ نے جنگِ اُحد میں شہید ہو کر اپنی اپنی حاجت پوری کر لی۔

وَكَأَمَّا أَنتَ كَمَا تَطْلُبُ اسْتَغَاَهَا یَغْنِیْكَ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ وَاسْتَكَرَ

یَسِیْرًا (الیٰ یحییٰ سیدہ ذرّۃ السیدہ) (مواہق قرآن ص ۳۳۰) (ترجمہ جلد ۱)

ترجمہ: باقی رہا میں 'تو میں اس پر ہنس کے انتظار میں ہوں' اور اپنے ہاتھ سے اپنے ضرر اور دائمی کی عزتِ اُشاہ کرتے ہوئے فرمایا "جو اس کو (خون سے) رنگ دیا

ام سنیلی خصائصِ کبریٰ میں حاکم کے حوالے سے رقمطراز

ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

احادیثِ رسول

برث فرمایا۔

إِنَّكَ سَتُضْرِبُ حَزْبَهُ هَهُنَا وَحَزْبَهُ هَهُنَا وَاسْتَكَرَ لِي حَذَقِي

هَيَيْنٌ وَمُتَمَّا عَنَّا غَضِبْتَ لِيحْيَتَكَ. (حضانہ کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۲)

ترجمہ: (اے علی) ایک ضرب تھے یہاں اور ایک یہاں لگے گی اور آپ نے دونوں کنبہوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور پھر فرمایا ان سے اتنا خون نکلے گا کہ تہادی ڈھلھی کو تر کر دے گا۔

۴۔ حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں عبادت کے لیے گیا جبکہ وہ بیمار تھے اور ان کے پاس حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ تو ان میں سے کسی ایک نے "مری کی شدت کو دیکھتے ہوئے" اس خدشے کا اظہار کیا کہ کہیں یہ بیماری میں ان کا انتقال نہ ہو جائے تو حضور میرا مسئلہ واسلام نے فرمایا: "نہیں نہیں"۔

إِنَّهُ لَنْ يَمُوتَ إِلَّا مَقْتُولًا. (حضانہ کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

بے شک یہ ہرگز فوت نہ ہو سکے گا بلکہ انہیں قتل کیا جائے گا۔

۵۔ حضرت صہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسا کتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: "اے علی پہلے لوگوں میں بہ نعت کون تھا؟ حضرت علی نے عرض کیا:

أَكْبَرُ عِلْقَةً نَاقَةً صَارِيحٌ. "جس نے حضرت صالح میرا اسلام کی اوتنی کو زخمی کیا؟"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ پھر فرمایا: "چاہیہ جاؤ پچھے لوگوں میں (سب سے زیادہ) بہ نعت کون ہوگا؟ حضرت علی نے عرض کیا:

أَعْلَمُ كَرَمُؤْلَهُ آغْلَوُ. اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہمیں

آقا میرا نام لے حضرت علی کے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

كَذَبَنِي يَعْزُوبُ بِكَ عَقْلِي هَلْوَ ؟

جو اس پر تمہارے وار کرے گا (ن) سب سے زیادہ بے محنت ہوگا

(نورالابھار، مسئلہ)

ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نگاہِ نبوت ان چھپے ہوئے امور کا مشاہدہ بھی کر لیتی ہے جو عام لوگوں کی نظروں سے چنباں ہوں اور سستیہ عالم عقلیہ علیہ السلام اپنی آنست کے احوال سے بھی باخبر ہیں کہ کون کس مال میں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر شئی آپ پر عیاں ہے۔

ایک سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے **علی نے فرمایا** روایت ہے انہوں نے کہا ایک وقت میں میرا زمین علی کے پاس موجود تھا کہ آپ تک وہاں ابنِ کلبم آیا اور آپ سے سواری طلب کی آپ نے اسے سواری دے دی اور یہ شعر پڑھا

أُرِيدُ حَيَاتَكَ وَ يُبْرِئُكَ قَتْلِي

عَلَيْكَ يَوْمًا مَنَ حَيَاتِكَ هِيَ مُؤَاوِي

(نورالابھار ص ۱۲۰ موافق فرقہ صفحہ ۴۳)

ترجمہ میں اس کی زندگی کا خواہش مند ہوں اور میرے قتل کا خواہاں ہے۔ تیرا مددگار وہ ہوگا جو قبیلائے مُرد سے تیرا دوست ہے۔ پھر فرمایا وَاللّٰهُ قَاتِلِيْ اَلْحَدَاكِ قَتْمِ یہ میرا قاتل ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے تو آپ نے فرمایا،

مَتَنَ يُقْتَلُنِيْ۔ پھر مجھے کون قتل کرے گا؟ (نورالابھار، مسئلہ)

دعوائے دلہند کے نام و مجدداً مآثر اشراف علی صاحب قانوی نے اپنی کتاب
 کرامت صحابہ میں استیعاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت شیر خدا نے ابن عجم کی
 طرف اشارہ کر کے فرمایا اگلا ہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کرے گا۔ اس پر لوگوں نے کہا
 کہ اس کے قصاص کے بارے میں کیا چیز مانا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے ابھی تک مجھے
 قتل نہیں کیا ہے کس لئے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ آخر کار جبکہ
 آپ نے فرمایا وہی شہادت پیش آئی مینی بد بخت ابن عجم نے آپ کو شہید کیا۔
 (کرامت صحابہ ص ۳۷)

فاریب یہ امر نقش ہے کہ فیضانِ نبوت سے ارواب ولایت کو بھی آئندہ جیلِ منزلے
 حالات و واقعات کا علم ہو جاتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ قانوی صاحب کا عقیدہ بھی بلا علی
 کے بارے میں یہی بر جو انہوں نے بیان کیا ہے۔

سیدنا امیر المؤمنین مولانا علی کرم اللہ وجہہ کی کل ازواج کی تعداد نو ہے۔
ازواج علی: ۱۔ جنابہ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) بنت
 سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

- ۲۔ جنابہ اُمّ الفضلین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت خرام بن خالد
- ۳۔ جنابہ زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت مسعود
- ۴۔ جنابہ اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت مسعود
- ۵۔ جنابہ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت ابی سلمہ
- ۶۔ جنابہ ام حبیبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت حبیبہ
- ۷۔ جنابہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت کلثوم
- ۸۔ جنابہ ام جندبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت جندبہ
- ۹۔ جنابہ سیماء بنت امیاء

مولائے کائنات کے مکی صاحبزادے اشارہ تھے جن کے اہل گرامی
صاحبزادے: یہ ہیں: ۱۱۔ سیدنا امیر المؤمنین امام حسن رضی اللہ عنہ (۱۲) سیدنا

شہادتِ علی کا انجام

حضرت سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

علی کا مخالف خدا کا مخالف

سے روایت ہے کہ ان کی بیانی میں جتنے

کے بعد حضرت سیّد بن جبّیز ان کے قائد و بیانی غم جو جانے کے بعد ان کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ مضر و مزم سے گزرے وہاں کچھ لوگ "جندوزست" مولیٰ کینوف باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابن عباس نے ان کا کلام سنا اور حضرت سیّد سے فرمایا "بھئی وہاں ان لوگوں کے پاس" اے چلو آپ نے وہاں پہنچ کر فرمایا "اَیُّکُمُ الثَّابِتُ یٰلَہٰؤُ" تم میں سے کس شخص نے اللہ تعالیٰ کے خلاف باتیں کیں ہیں" ان لوگوں نے کہا "سُبْحَانَ اللّٰہ" ہم میں سے کوئی بھی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ جناب ابن عباس نے فرمایا "اَیُّکُمُ الثَّابِتُ یٰلَہٰؤُ" تم میں سے کس شخص نے اللہ کے رسول کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا "یہاں ایسا کوئی شخص نہیں جو رسول خدا کی مخالفت کرے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "اَیُّکُمُ الثَّابِتُ یٰعِیْبِیۡہِوْ اٰہِنِیۡ اَہْلَیۡکُمُ" کس شخص نے حضرت علیؑ کی شان میں "زیریا کلمات کہے ہیں۔ انہوں نے کہا "ہاں ان سے متعلق کچھ کہا گیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا "میں اس پر گواہ ہوں جو میرے کانوں نے سنا ہے اور دل میں محفوظ ہے۔"

دلوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ حضرت علیؑ کے فرما رہے تھے یا عَلِيُّ مَنْ سَبَّكَ فَقَدْ سَبَّيْنا وَ مَنْ سَبَّيْنا فَقَدْ سَبَّ اللّٰهُ وَ مَنْ سَبَّ اللّٰهَ اَكْبَهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنَحَدَيْهِ فِي النَّارِ (نور محمد)

(ترجمہ) اے علی جو تجھے بُرا مانے گا وہ اُلھے بُرا مانے گا۔ جو اُلھے بُرا مانے گا وہ

خدا کو یہ ہونے کا جو خدا کو نہ جانے کا خدا تعالیٰ اسے منہ کے میں مدنی میں دیکھا
کہ رسول صلی کی مخالفت رسول اللہ کی مخالفت ہے

اس حدیث متواتر سے یہ امر واضح ہو گیا کہ رسول صلی کی مخالفت رسول اللہ کا مخالف
نہ در رسول خدا کا مخالفت خدا تعالیٰ کا مخالفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت کر نیوالے
کا انجام دوزخ ہے۔ وہ لوگ اس حدیث پاک پر بار بار غور کریں جو مخالفت صلی میں
مذہبوں تک پہنچ چکے ہیں اور غضب خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں۔

علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ثواب النبوۃ میں
دشمن صلی اور اونٹ دلائل اثبتہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ مدینہ منورہ میں

ایک شخص تھا جو حضرت صلی رحمہ اللہ وجہا لعلم کی بدگونی کیا کرتا تھا۔ حضرت سعد بن مالک
یعنی اللہ تعالیٰ عز نے اس کے حق میں بددعا کی تو ایک شخص ایک دن اپنا اونٹ مسجد نبوی
کے باہر چھوڑ کر اندھا گیا اور لوگوں میں بیٹھ گیا۔ اس کا اونٹ کوڑتا ہوا مسجد میں آیا اور
اس شخص کو اپنے سینے سے زمین پر خوب رگڑا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت
ابن مہاشم کا انجام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم بن شہام غزوہ

جو حاکم مدینہ تھا۔ وہ ہر جہد کو ہیں اپنے منبر کے پاس جمع کرتا اور جناب علی المرتضیٰ میر حسین
رحمہ اللہ دھڑ کے بارے میں نازیبا گفتگو کرتا۔ ایک جہد اس جگہ بہت سے لوگ جمع تھے
اور میں منبر کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آگئی۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی
علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کھلی اور اندر سے ایک شخص نکلا جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا
مجھے فرمایا: "اے ابو عبد اللہ جو یہ شخص کہتا ہے تو اس سے مذہب لے لیں ہوتا ہے۔ میں نے
کہا: "ہاں" اس نے کہا اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے

جب میں نے انھیں کوئیں تو وہ دیکھ کر رہتا جو بعد ازاں مہر سے گرتے ہی بیٹ گیا۔

فتنہ خارجیت

بہادران اسلام! یہ بات انظر من ائیس ہے کہ خارجیت کے حامل فہمک نظریات نے امت مسلمہ کو گھڑاؤں میں تعظیم کرتے۔ اختلافات و اختلاف مسلمانوں کے مابین مختلف و افتراق اور فرقہ بندی میں ہم کردار ادا کیا ہے۔ اہل اسلام کو آپس میں لڑا کر یہود و نصاریٰ کو اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کا موقع فراہم کیا ہے اور اسی ایسی بدعت کو جنم دیا جو اسلامی فکر کے سرسرفلات ہیں۔

خوارج نے اپنے آپ کو عباد کی عبادت کے مطابق قہر اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں دن رات ایک کر رکھا ہے اور گشت و بین متین کو تاراج کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ قرآنی آیات کی عجیب و غریب تاویلات، تراجم میں بدویافتی اور تفسیر میں خاتی داسے خوارج کا محبوب ترین مشعل حیات تھا اور ہے جو صاحب قرآن کے ساتھ لوح امتیوں کے ذہنوں کی پرگندگی اور انھیں کے ہوا کچھ نہیں۔ اور یہ امر بھی مسئلہ ہے کہ میں ملک و نظریہ کی بنیاد ہی بغض و عناد پر رکھی گئی ہو سکتی ہے اور ہر بات شر و عناد کا پیش خیمہ ہی ہو سکتی ہے۔

خوارج | باطنی اور جماعت سے بھل جانے والے اور اپنے امیر کی نافرمانی کرنے والے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ تاریخی اور مذہبی اصطلاح کے مطابق خارجی اس فرقہ کو کہا جاتا ہے جو حضرت علیؑ کی خلافت کو برحق تسلیم نہ کرتے ہو اور (توحید خداوندی کی آئین) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و سلم کے انصاف و مہر کا انکار بھی کرتے ہو۔

خارجیوں کے پیٹنے میں عداوت رسول اور نبی علیؑ والہیت کی چٹکریاں ہر آن
سُطی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے طرہٴ حیات سے ہر وقت دھواں اُست
رہتا ہے۔

عمران خارجی کا کلام | **عمران بن خطاب** رشتائی خارجی نے اپنے قلبی بغض کا اظہار
اپنے اشعار میں یہاں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

يَلُوذُ الْاَنْسَارُ عَلَيَّ الْكُفْرَ عَنِ فَتْكَتْ

كَلْبَاءُ مُهْجَةِ شَرِّ الْخَلْقِ اَنْسَانَا

ترجمہ: اللہ ربی (ابن ظلم، کاجدا کرے جس کے دونوں ہاتھوں نے مخلوق سے
شریہ کی رُوح کو نکالا۔

يَا هَؤُلَاءِ مِمَّنْ تَبِعِي مَا اَرْكَوْهُنَّ ۝ اِلَّا لِيَنْتَلِعَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ جُنَانَا
ترجمہ: اے مشقی کی طواغی چٹ ہے جس سے جس نے راہ نہ کیا مگر یہ کہ وہ عرش کے
بلک کی رضا حاصل کرے۔

اِنِّي لَا اَكْفُرُ يَوْمًا فَاسْخُبُهُ ۝ اَوْ قِيْلَ لِيَبْرِيَتْ قَوْلُ عِنْدَ اللَّهِ مِيْرَانَا
ترجمہ: میں ان ظلم کو کبھی یاد کرتا ہوں اور اس کو اللہ کے حضور ساری مخلوق سے
زیادہ نیک سمجھتا ہوں۔
(نورالابھار صفحہ ۱۱)

یہ ہیں خارجیوں کے عقائد کہ **عمران بن خطاب** خارجی نے سیدنا سیدہ لادیدہ، ام المومنین
حضرت علیؑ کو مشرک و مجرّم کہا (نورالابھار) اور قاتل علیؑ ابن ظلم عین کو مشقی
اور اللہ کی رضا حاصل کرنے والا اور ساری مخلوق (جس میں انبیاء و رسل اور صحابہ کرام
بھی شامل ہیں) سے زیادہ نیک کہا۔

خود فرمائیں کہ اس قسم کے خرافات کوئی ایمان والا بھی اپنی زبان سے ادا کر سکتا

• مولانا علی شیر نڈا جنگِ مشین سے نوٹ کر کوئٹہ میں داخل ہوئے تو غار جیلوں نے آپ کی سخت مخالفت کی اور تنظیمِ دھاکم بنانا، دو فریق کا فیصلہ کرانے کے لیے کسی کو سختی قرار دینا کے منکر ہو گئے اور یہ کہنا شروع کر دیا۔
لَا تُخْضَعُونَ إِلَّا لِلَّهِ وَلَا تَخْضَعُونَ لِمَنْ عَصَى اللَّهَ

”کہ حکم صرف خدا کا ہے اور جو خدا کا ناسترمان ہو اس کی اطاعت نہ کی جائے“

• غار جیلوں نے عبادت کی نیت سے ”خُذُّوا“ میں اقامت کر لی اور ان کی کل تعداد بارہ ہزار تھی۔ حضرت علی خدوان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سردار عبداللہ بن کوثر سے گفتگو فرمائی اور اس سے پوچھا کہ تمہیں ہمارے خلاف کس نے کیا؟ اس نے کہا ”مبشبین کے مذہبِ تکمیل نے۔“ امیر المومنین نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا جس مسجد خیزوں پر قرآنِ کریم اٹھائے گئے تھے۔ میں نے کہا نہیں سنا کہ میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ لوگ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں اور شکست سے بچنے کے لئے انہوں نے قرآن کو مہذ کیا ہے۔ مگر تم نے میری ایک بات نہ سنی اور دیکھو تمام قسم کے سوالات کے جوابات دینے غار جیلوں نے لا جواب ہو کر حضرت علی سے وعدہ کر لیا کہ ہم واپس شہر میں ضرور داخل ہوں گے مگر ہم چاہتے ہیں کہ ضلع نامہ کی مدت تک یہاں ٹھہریں تاکہ ہمارے گھوڑے وغیرہ آرام کر سکیں۔ یہ ان کا وعدہ صرف زبانی تھا دل میں یہ دستور رکھ کر ہو جانا۔

غار جیلوں کے وعدے کے مطابق جب امیر المومنین غار جیلوں کی قتل و غارت، حضرت علی نے ان کو خط لکھا کہ تم سب ہمارے

پاس آ جاؤ تاکہ مخالفین کے ساتھ جنگ کی جائے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ آپؐ نے ان سے ایگرس اور نا اُمید ہو کر ان کو اپنے ساتھ لانے کا خیال ترک فرمایا۔

اور جنگی تیاریوں کے سلسلے میں اہل کوئٹہ سے ایک زبردست خطاب فرمایا۔ خطاب

کے دور میں خارجیوں کی بغاوت کی خبر آپ تک پہنچی اور یہ بھی کہ خارجیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن خطاب بن ابی اسد کو قتل کر دیا ہے اور اُن کی بیوی کو بھی قتل کر دیا جبکہ وہ حاضر تھیں۔ قبیلہ عذی کی تین عورتوں اور اُنم سندن یعنی اللہ تعالیٰ غنیمت کو بھی قتل کر دیا ہے۔ اس خبر کے پہنچتے ہی حضرت علی نے حادثہ بن مرقہ عبداللہ بن خطاب کے حالات کا جائزہ لینے اور اس خبر کی تصدیق کرنے کے لیے اُن کی طرف بھیجا تو خارجیوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔ خارجیوں کے ظلم و ستم اور تباہ کاریوں کو دیکھتے ہوئے اور جنگی ماہرین کے مشورہ کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کا قلع قمع کرنے کا ارادہ سمجھ لیا۔

● آپ جب خارجیوں کے قریب پہنچے تو آپ نے اُن کو پیغام بھیجا کہ تم میں سے بن لوگوں نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے اُن کو ہمارے حواسے کر دو ہم اپنے بھائیوں کے بدلے میں اُن کو قتل کریں گے۔ اور تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ خارجیوں نے جواب دیا ہم سب نے تمہارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم تمہارے مال تمہارا اور اُن کا خون خرابہ حلال اور جائز سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ خارجیوں کی طرف گئے اُن کو کھانے کی کوشش کی اور یہ طلب کیا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتل ہمارے حواسے کر دو اور فرمایا تَشْكُرُونَ عَلَيْنَا يَا مُشْرِكُ وَتَسْتَكُونُونَ مَنَاةَ الْمُتَسَلِّمِينَ ؟ کہ تم ہمیں مشرک کہتے ہو اور مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھنے لگے ہو؟ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو مشرک کہنا خارجیوں کی پرانی عادت ہے۔

حضرت علی میر المؤمنین نے فرمایا: "خارجیہ اِنَّ اَنْفُسَكُمْ اَوْ قَتَلْتُمْ سَوَلَتْ

وَلَا يَغْتَنُّ مَنَّا عَشْرَةً وَلَا يُبْسَلُ مِنْهُ عَشْرَةٌ (نور البصار ص ۱۱)

”بندے کی شخص نقل نہ ہوں گے اور ان سے دس باقی نہ رہیں گے۔“

حضرت سیدنا علی کی فوج کے صرف دو شخص شہید ہوئے۔

خوارج حضور کی نظر میں: اور باغیانہ سرگرمیوں سے واقف ہونے کے بعد جب

یہ دیکھیں کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں یہ گروہ کس قدر خطرناک ہے تو اس بات پر بھی غور فرمائیں کہ زبانِ نبوت سے اس فرقہ کی قبح حرکات اللہ کیسی کڑی نظر میں آسکا فرمایا۔ علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور ترین کتاب نور البصار میں نبیاری کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ جن خارجیوں نے حضرت علی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خردیج کیا تھا یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

يَسْرُفُونَ مِنَ الدِّينِ مِمَّا يَسْرِفُ الشُّفْعُ مِنَ التَّامِيَةِ (نور البصار ص ۱۱)

”یہ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔“

ان خوارج میں سے عبداللہ بن ذی الخویصر وقتی ہے جو ایک مرتبہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا جبکہ آپ صدقاتِ تقسیم فرما رہے تھے، اس پر طینت نے آتے ہی کہا لَا عُدُوں يَارَ سَوْدَةَ اللّٰه، يَارَ سَوْدَةَ اللّٰه انصاف کرو۔ آقا علیہ السلام نے اسے فرمایا۔ وَنَيْلَكَ وَهَنْ يَعْصُونَ فَاِنْ لَّمْ اَعْصُوا۔

(نور البصار ص ۱۱)

”تو ہلک ہو جائے مگر میں نے عدل نہ کیا تو وہ کون عدل کرے گا۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا فَا شِدْ دَنْ بَنِي يَارَ سَوْدَةَ اللّٰه فَاِنْ اَنْ اَحْبَبَ عُنُقَهُ يَارَ سَوْدَةَ اللّٰه۔ مجھے اجازت فرمائیں میں اس کی گردن کٹاؤں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مُرْ جُودُوا۔ اس کے ہم خیال ساتھی ہوں گے۔ تم اپنی نمازیں اُن کی نمازوں کے سامنے خیر بھر گے اور اپنے روزے اُن کے روزوں کی نسبت کمزور جاؤ گے۔"

"وہ دین سے ایسے باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔"

ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت مہلکہ نازل ہوئی:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّالِيْكَ فِي الْعُقَدِ قَاتِلٌ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۵۷)

"اور اُن میں سے بعض لوگ صدقات میں عیب لگاتے ہیں۔"

حضرت ام محمد بن ماجہ رحمہ اللہ نقلی نے اپنی سنن میں خوارج کے بارے میں کافی احادیث و سُنن بیان فرمائی ہیں۔ آپ ہی ان حدیثوں پر غور فرمائیں اور دیکھیں کہ کس خارجی اور سلفی فرقہ (جس کی باعینانہ روش حد ارتداد کے قریب تر ہے) کی سرکار علیہ السلام نے کن الفاظ میں مذمت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی

علامات خوارج

أَخْدَاتُ الْأَعْمَلِينَ مُنْفَعَاتُ الْأَعْمَلِينَ۔ جس کے دانت چھوٹے ہوں گے (حرب میں یہ محاورہ مُنْفَعَاتِ کے لئے بولا جاتا ہے) "عقلیں کمزور ہوں گی۔ يَقْتُلُونَ مِنَ الْخَيْرِ قَوْلَ الْبَاطِلِ۔" وہ سب لوگوں کے اقوال سے بہتر باتیں کہیں گے۔ يَقْتُلُونَ الْقُرَّانَ لَا يُبَايِعُونَ شَرًّا قَتِيلًا۔ "قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ يَتَرَقَّوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ حَتَّى يَسْمُرُوا السُّهُمَ مِنَ الرُّكْبَتَيْنِ۔"

"وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔" (سُنن ابن ماجہ)

یعنی بظاہر وہ بہت زیادہ دیندار، قرآن کی تلاوت، دین کی باتیں کر نیوالے نظر آئیں گے لیکن دل کی دنیا میں گھر کا راج ہوگا۔ اور ان کے خفیہ نظریات چٹوڑے کے زہر سے زیادہ

خدا تک ہوں گے

زبان سے اسلام کا اقرار کرنے والے اور دل سے منکر
قرآن کی گواہی: لوگوں کے بارے میں خدا کے ہنگ و برتر کا ارشاد پاک ہے
وَمِنَ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ أَمَنَّا بِمَا لَعَنُوا وَيَا لَيْتَنَاهُمْ أَلَّا يَخْلَوُا قُلُوبُهُمْ بِمَنُوعِهِمْ
(سورۃ البقرہ آیت ۸۰)

ترجمہ: اے کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور دوز قیامت پر
مادرک وہ مومن نہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نام نزل کے نزدیک مسلمان وہی ہے جو زبان کے قرار
کے ساتھ دل سے تصدیق بھی کرے جو دل سے تصدیق نہ کرے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔
خواہ ایمان و اسلام کے دعویٰ میں وہ کتنا ہی چرب زبان ہو۔ (ضیاء القرآن)
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
بدترین لوگ نے ارشاد فرمایا میرے بعد میری امت میں سے ایک نام ہوگی
وہ قرآن پاک کی تلاوت کرے گی جو ان کے حلقوم سے نہ اترے گا۔ وہ دین سے بے
نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

ثُمَّ لَا يَعُودُ اُولَٰئِكَ فِيْهِمْ فَخْرٌ شَرًّا اَلْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ (سنن ابن ماجہ و ترمذی)
”پھر وہ حق کی طرف واپس نہ آئیں گے۔ یہ ساری مخلوق میں سے بدترین لوگ ہوں گے“
آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فقرہ پر دو ٹوٹے کی عداوت بیان فرمائی ہیں تاکہ
میری امت ان کے سکود فریب کے چند دل سے بچ سکے اور پھر ان کو ناکو بھایا جائے
دلیل پیش کیے جائیں یہ ہرگز ہرگز دین حق کی طرف لوٹ کر واپس نہ آئیں گے ایسے
کہ ان کے دل میں صد و عداوت اور عداوت کے شیطے بھر رکھے ہیں جو ایک شدید ترین
مرض کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ اب ان کی دین حق کی طرف مراجعت اور مسالوں

حدیث ابو امامہؓ نے فرمایا بِنِی سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

”میں نے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ؟“

ان حدیث کو بار بار پڑھیں اور خود فرمائیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں جنہیں مسکرا

دو جہں صلی اللہ علیہ وسلم مرتد فرما رہے ہیں اور شدید نفرت کا اظہار اور ان کی نیرنگیوں

سے بچنے کی قوت کو یقین فرما رہے ہیں۔ اسلوب قرآن و حدیث سے یہ حقیقت بھی پوری

حرج واضح ہے کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نفرت و بیزاری کا اظہار فرمائیں وہ کسی طردی

مقبول بارگاہ خداوندی نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان ان پچھلے ہوئے سفیدین سے

شدید نفرت کرتے ہیں۔

کے خبر متی کہے کہ چہ رابع مصطفیٰ

جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بو لہبی

(مذاہق قبائل)

آخِرِیْ خَلِیْفَہٗ رَاشِدُ

امیر المؤمنین

سیدنا

امام حسن مجتبیٰ

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

وہ حسن مجتبیٰ اسیٰ اللہ تعالیٰ سے
راکب دوش عزت پر لاکھوں سلام

ابو ج مہر کے نام پر بحر ندی
روح روح سخاوت پر لاکھوں سلام

شہد خواہر لعاب زبان نبیؐ

چاشنیِ غیر عصمت پر لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ)

امام حسن علیہ السلام

جمالِ مصطفیٰ کے نور کی روشن کرن تم ہو!
جلالِ حیدرؑ کی عکس ہے سیدِ حسن تم ہو!

چراغِ اہلبیتِ مصطفیٰ ہو تم میرے آقا
بنے تھے رجبِ دوشِ امامِ الانبیاء تم بھی
تمہارے عشق میں بادِ بہاری رقص کرتی ہے
پیادہ تازہ ہر تو نے مصطفیٰ کے دین کی نظر
شبہ والا رخِ اسلام کی پوری پہچان تم ہو
امامِ الاولیاء ابنِ علی، شاہِ زمیں تم ہو
مُلّیٰ رعنا بہارِ جعفرؑ، حُسنِ حسن تم ہو
لئے تھے کربلا میں جسکے سب سرِ دشمن تم ہو

کیا سرِ سبز تیرے خون نے کشتِ شہاد کو!
تمہیں خضرِ جہاں ہو دو جہاں کا بابائیکین تم ہو

مختصر



سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

باب شہر ولایت امام حسنؑ شاہِ جوہر و سخاوت امام حسنؑ
ابنِ خیر حسنؑ نور شاہِ زمن ماہِ فلکِ امامت کی کیا بات ہے
(مختصر)

سیدنا امام حسنؑ سرِ پائے کمالات، صاحبِ کرامات، چترِ شرافت، آفتابِ سخاوت، مہتابِ امامت، امامِ شریعت و طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت، غوامِ بحرِ معرفت، سینا بر شجاعت، حسنِ ہدایت، عکسِ جمالِ مصطفیٰ، پر تو شیرِ خدا، نورِ چشمِ خیرِ انسا، حضرتِ امیرِ المؤمنین سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ علم کے بحرِ زخار، جنت کے جوانوں کے سردار، سنی، برہنہ، مفتی، پرہیزگار اور فوجِ سیدِ الابرار ہیں۔

آپ عظیمِ قاندازِ صلاحیتوں کے مالک، عفو و درگزر کرنے والے وہ فراموشِ نسیں ہیں جو دنیا میں سید کے لقب سے مشہور ہیں۔ سیاست جس پہ ناز کرتی ہے، ولایت جس پہ فخر کرتی ہے، حق جس پہ نثار اور خوشبو جس کا طواف کرتی ہے، وہ میں مدنی ہیں شاہِ زمن، امامِ حسن رضی اللہ عنہ۔ جاہ و جلال جس پہ قربان ہو دعائیں، جس پہ خدا ہو، سخاوت جس کی عادت ہو، محبت جس کی حاصلت ہو، ثروت جس کی بلندی ہو، شہادت جس کی تمنا ہو، غویوں کا جو ملک ہو، حیا کا جو پیکر ہو، علم کا جو سمندر ہو، علم کا جو آسمان ہو، اسی کو حسنؑ کہا جاتا ہے۔ امامِ حسن رضی اللہ عنہ ان تمام فضائل و خصوصیات کے حامل پر وقار شخصیت کے مالک اور وہ عظیمِ انظیرِ شہید ہیں جن کی بے بدوباری کا ایک زمانہ گواہ ہے۔

آپ حضرتِ علیہ السلام کے زمان کے مطابق آخری خلیفہ راشد ہیں۔

شہزادے زمانے کو مصیبت پہنچایا ۛ آرام کو آرام سے دامن میں چھپایا
ہرگز کھلا دوا کیا بلکہ اپنی علی نے ۛ سرحد کو بس پہنچے ہی بیٹھے گئے
(ختم)

نام و نسب: آپ کا نام امی اہم گرامی حسن ہے اور کنیت ابو محمد ہے
القلب: تقی، زکی، سید، محبتی، شہید، مولیٰ، سید، مولیٰ
خداد، کریم، زاہد۔

باپ: سیدنا علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب
والدہ: سیدۃ النساء الخیرین فاطمہ زہرا بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

لقب سید: آپ کا مشہور لقب تقی ہے اور مرتبہ کے اعتبار سے سب سے
اعلیٰ لقب سید ہے۔ ایسے کہ یہ لقب آپ کو اپنے ناما سید لا فریاً
صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکرہ بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حضرت حسن بن علی آپ
کے پہلو میں بیٹھے تھے جنور کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور کبھی حسن کی طرف دیکھتے
اور فرماتے تھے۔

إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَقَالَ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَنِيَّ فَتَسْتَوِي مِنْ
الْمُسْلِمِينَ۔ (نہدی شریف جلد اول صفحہ مطبوع قری کتب خانہ کراچی ارتقا شریف
جلد ثانی صفحہ مطبوع سید کبھی کراچی۔ مشکوٰۃ شریف مناقب اہلبیت صوفی حلقہ صفحہ ۴۴)

ترجمہ، کہ میرا یہ بیٹا سید (سرواں) ہے شائد اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو^(۱)
جہاتوں میں صلح کرادے۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و دوہن و حفظ کبھی لوگوں کی طرف
توجہ فرماتے ہیں اور کبھی امام مایہ مقام حسن علیہ السلام کی طرف محبت بھری نگاہوں سے
دیکھتے ہیں۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا۔ جب آپؐ نے چند شرائط کی بنیاد پر امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کر لی آپ کے بعض ساتھیوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری مگر آپ نے اپنے تمام جان و مال صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت کو قتل و غارت اور تباہی سے بچایا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے میں نیک اولاد کی دعا مانگی تو **سید** خالق کائنات نے اُن کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔ اور ان کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جنابت دی اور فرمایا — سَيِّدًا وَحَصُورًا — وَنَبِيًّا يَمْنَنَ الْعَالَمِينَ (پارہ ۳ سورہ آل عمران آیت ۱۳۹)۔ سرورِ ہوگا اور ہمیشہ موردِ توجہ رہے نہ بھنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے۔ قرآن پاک کی اس آیت اور مذکورہ حدیث شریف کی روشنی میں رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو سید کہا جاتا ہے۔ جن علماء نے لکھا ہے کہ سید اُسے کہتے ہیں جو غم کو عقل پر غالب نہ آنے دے اور خیر و برکات اور حسب و نسب کے اعتبار سے دوسروں سے بڑھ کر ہو۔

واقم الحروف نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ذکر میں "سید" کے معانی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

ولادت: آخری خلیفہ راشد سیدنا امام حسن علیہ السلام نصفِ رمضان المبارک ۱۱ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے سیدہ فاطمہؓ بقولِ اہلِ علیؓ نفیسہؓ کے آپ پہلے فرزندِ ذی وقار ہیں۔ حضرت علی سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہؓ کے بطنِ اطہر سے جنّ کے تولد کا وقت قریب آیا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہلؓ بنتِ عیسیٰ اور جنابِ اہمؓ سلمہؓ سے فرمایا تم دونوں فاطمہؓ کے پاس جاؤ جب بچہ پیدا ہو اور آواز بلند کرے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں

اقامت بھی ہائے کیونکہ ایسا کرنے سے بچے شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اور میرے آنے تک اور کچھ نہ کرنا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو ہم نے وہی کیا جو آپ سنی شد علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ آپ تشریف لائے بچے کی ناف کاٹی اور کھاپ دیا اس کے نرسوں کو والا اور لہرایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُکَ بِکَ وَوَرَثَتِهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ (نور البیان ص ۱۱۱)
اسے حشر میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم کے شر سے تیری پناہ میں دیتا ہوں
اہم حسن کی ولادت کے ساتویں روز جناب رسول کریم
انتخاب نام اور عقیقہ: سنی شد علیہ وسلم نے فرمایا بچے کا نام کیا رکھا ہے؟ حسن
کیا گیا اس کا نام "حرب" رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا نام "حسن" رکھو۔

حضرت اسماء بنت عیسٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے علیہ السلام نے ساتویں روز اہم حسن کے عقیقہ میں دو مینڈے ذبح کیے اور دایہ کو مسلم بان عطا کی۔ حضرت حسن کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔

شَوَّحَکَیْ وَاسْمُهُ یُحْدِیْهِ وَالتَّحَارُّکُ (نور البیان ص ۱۱۱)

اور اپنے دست مبارک سے حسن کے سر پر خوشبو لگائی۔

امام حسنؑ از روئے حدیث رسولؐ

حضرت ابو حذر تیزہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولؐ

حسن سے محبت

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیسے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُ فَاَحِبُّهُ وَ اَحِبِّیْهُ مِنْ اُحِبُّهُ (مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۲۸)

”اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت کرے“

محبت الیہ رسولؐ وہ عظیم نعمت ہے جسکے وسیلے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

• حضرت براہ بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے شانے پر بٹھا رکھا ہے اور فرما رہے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُ فَاَحِبُّهُ (صحیح مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۲۸) مطبوعہ مسجد کھنئی
نکاحی شریف جلد اول ص ۵۴

”اے اللہ میں اس (حسنؑ) سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ“

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم نورِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ (سنن ابن ماجہ شریف ص ۱۷۸)

”جس نے حسنؑ و حسینؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔“

اسی حدیث مبارکہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ یہ بات علم نبوت میں تھی کہ میں لوگ
 حسینؑ کو عین کے ساتھ بغض و عناد رکھیں گے۔ انہیں تنبیہ کے انداز میں فرمایا جا رہا
 ہے کہ میرے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرنے والے اس چیز کا خیال رکھیں کہ میرے
 نواسوں کے بارے میں ان کے بلی جذبات کیا ہیں؟ اور اس سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ
 حسن و حسین کا مخالفت و عداوت پیغمبر کا منکر اور بغیر خدا کے فرض میں مستحکم ہے۔

راکب دوش رسولؐ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت من بن علیؑ کو
 اپنے کندھے پر اٹھانے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا: **يَعْتَصِرُ الرَّكْبُ رُكْبَتِي** یا
 غلام!۔ اسے روکنے کی کسی اچھی سواری پر سواری ہے؟ (اس کے جواب میں) نبی الانبیاء
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **يَعْتَصِرُ الرَّكْبُ** "سوار بھی تو بہت اچھا ہے"

(جامع ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۸)

پیغمبر رسولؐ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

لَوْ يَكُنْ أَحَدًا يَتَنَفَّسُ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"کوئی بھی حضرت من بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ہم شکل نہ تھا"

● حضرت ابو جریجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو دیکھا **كَأَنَّ أَحْسَنَ بَنِي عَدْنٍ يُشَبِّهُهُ** (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۸)

کہ حضرت حسنؑ بن علیؑ آپ کے زیادہ مشابہ تھے۔

خوشبوئے رسولؐ: حضرت حاذق ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حدیث میں بیان
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب صدیقؓ

نے فرمایا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھا رہے ہوتے۔ آپ جب مسجد میں جاتے تو حضرت ام من رضی اللہ عنہ تشریف لاتے جبکہ آپ کہیں تھے تو کبھی آپ کی کمر پر بیٹھا جاتے۔ کبھی گردن پر سوار ہو جاتے اور حضور علیہ السلام ان کو بہت سے اٹھانے دیکھیں گردن ہائیں، جب نماز سے فارغ ہوئے تو منہ پر کرم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اِنَّكَ تَصْنَعُ بِهَذَا الصَّيْفِ شَيْئًا قَامَا اَيْنَاكَ تَصْنَعُهُ بِاَحَدٍ يَارَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس نپٹے کا ماسلوک کسی سے نہیں کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّ هَذَا اَرْنِیَا شَیْئًا وَاِنَّ هَذَا اَرْنِیَا سَیِّئًا وَاَعَسَى اللّٰهُ اَنْ یُّصْلِحَ بِہِ مَبْنِیَّیْ فِیْضَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ! یہ میری خوشبو ہے۔ یہ میرا بیٹا سید ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ (نور الابصار ص ۱۸)

مؤثر و اکثر محمد اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو اپنے اشعار میں یوں بیان

کیا ہے۔

اَسْ یَکُ شَمِیْثُ بَنِ مُسَمِّ ۝ حَافِظُ مَجْمِیْثِ خَیْرِ الْاَعْمَامِ ۝

مائشید آتش پرکار و یکیں ۝ پشت پاژ و بر سرتاج و گلین

یعنی ام حسن شہبان حرم کی روشنی ترین شمع اور امت مصطفوی کے وہ محافظ ہیں جنہوں نے تاج و تخت کو ٹوکر لگا دی تاکہ جنگ و جدل اور بغض و کینہ کی آگ سرد ہو جائے۔

● ابن سعد نے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن زبیر سے جو روایت بیان کی ہے اس کا آخری حصہ یوں ہے کہ میں نے حضرت حسن کو آتے دیکھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ کی حالت میں تھے حضرت حسنؓ حضورؐ کی گردن یا پشت پر سوار ہو گئے اور اپنی مرضی سے ہی اترے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع کی حالت میں دیکھا فَيُصْبِحُ لَكَ سَبِّیْنِ وَحَبْلَیْبُهُ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ اِلْحَابِیْبِ الْاَوْخِیْرِ کہ آپ اپنی

ہاں لوگوں کو گمراہ کر دیتے تاکہ حضرت حسن دوسری جانب نکل جائیں۔

(مسائل قرآن ص ۱۳۵)

محدث:

علامہ سید مومن شبلی نے شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نورالابصار میں تفسیر اوسیط امام ابوالحسن علی بن احمد واحدیؒ کے حواصی سے بیان کیا ہے کہ جب امام حسن مسجد نبویؐ میں تشریف لاتے تو لوگ (قرآن و سنت کی تعلیم کے حصول کی خاطر) آپ کے گرد جمع ہو جاتے۔ ایک شخص آیا اُس نے دیکھا کہ ایک صاحبِ حمادِ ربیع رسول بیان فرما رہے ہیں اور لوگ اُن کے پاس جمع ہیں۔ اُس نے آتے ہی کہا: شاہد مشہد (کے بارے میں) بیان کریں۔ انہوں نے فرمایا: ”شاہد“ حماد کا دن اور ”مشہد“ عرفہ کا دن ہے۔ وہ شخص دہلی سے اُٹھ کر دوسرے محدث کے پاس گیا جو حدیث بیان فرما رہے تھے۔ اُس نے اُن سے بھی ”شاہد و مشہد“ سے متعلق دیا فتیہ کیا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا: ”شاہد“ حماد کا دن اور ”مشہد“ نحر (جس روز لوگ قربانی کرتے ہیں) کا دن ہے۔ پھر وہ اُٹھ کر تیسرے محدث کے پاس گیا۔ اُن سے بھی ”شاہد و مشہد“ اُسی سے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا: ”شاہد“ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ”مشہد“ قیامت کا دن ہے۔

اور فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (پاؤں پر عربی)

(آیت ۳۵)

”اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد اور خوشخبری دینے والا اور آئے دے خطرات سے لوگوں کو آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔“

ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْنُونٌ لَّهُ الْإِنْسَانُ وَ ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ (پہلے ۱۱ سورہ ہود آیت ۴۱)

”اِس روز سب لوگ اللہ کے حضور جمع ہوں گے اور وہ دن مشہود ہے۔“

اس سوال کرنے والے شخص نے لوگوں سے پوچھا پیسے محدث کون ہیں؟
لوگوں نے کہا: وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس نے کہا
دوسرے کون ہیں؟

لوگوں نے کہا: وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس نے پوچھا تیسرے
محدث کون ہیں؟

لوگوں نے کہا: وہ امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ (فراہجہ)

ایک دفعہ حضرت امام حسنؑ غسل سدا کر
اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ

ایک یہودی کے سوال کا جواب:

پر ایک خوبصورت اور قیمتی چادر تھی۔ کافروں کی لڑتک بال مبارک اور چہرہ خوشنما تھا۔
راستے میں ایک محتاج یہودی سامنے سے آتا ہوا نظر آیا شکستہ چہرے کا ہاں اور
وہ عزیت و ذلت پر سوار تھا اور دوپہر کے سوورج نے اس کے مونٹ خشک کر دیے
تھے۔ وہ پانی کا مٹکا کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو
روک کر عرض کرنے لگا: اے ابن رسول اللہ میرا ایک سوال ہے اس کا جواب چاہیے
آپ نے فرمایا کہ کیا سوال ہے؟ اس نے کہا آپ کے مانا کا زمان ہے۔ اَللّٰهُمَّ
مِیْجِئِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجِئِ الْكَافِرِیْنَ۔ "دُنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر
کے لیے جنت ہے؟"

آپ مومن ہیں اور میں کافر ہوں۔ میں دُنیا کو آپ کے لیے جنت دیکھ رہا ہوں
کہ آپ اس میں صیث و آرام سے زندگی بسر فرما رہے ہیں اور میں اسے اپنے لیے
قید خانہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کی تکایت و عسرت نے مجھے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی
عزیت و سنگینت مجھ کو معائب و آلام میں مبتلا کر رکھا ہے۔ امام حسن مجتبیٰ نے اس کی
بات سن کر فرمایا: اے یہودی! اگر تو وہ نعمتیں دیکھ لے جو اللہ نے میرے لیے جنت

میں تیار کی ہوئی ہیں۔ تو یقین کرے گا کہ میں ان عقول کی نسبت اب قید خانے میں ہوں۔ اور اگر تو وہ مذہب الہیم دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے سینے آغوش میں تیار کر رکھا ہے۔ تو اس وقت تو اپنے آپ کو وسیع جہت میں دیکھے گا۔

(فرمانِ جہاد ص ۲)

سخاوت | سیدنا امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کے تذکرے شاہوں کے خطبات اور مگدال کی جھوٹریوں میں قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ آپ ہی سنی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کائناتِ ارضی میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کسی بھی مسئلہ کو خالی ہاتھ واپس جانے نہیں دیتے اگرچہ آپ کے پاس کچھ بڑا نہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں بھے شرم آتی ہے کہ میں خود مسائل ہوں اور اگر کوئی مسئلہ دامنِ پھیلائے تو اسے غلّی ہاتھ واپس کروں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ عہد کیا، اَنْ یُعِیْضَ بَعْدَ عَلَیٍّ کَؤْہُ لَہُ پر اپنی رحمتوں کے دیا پہلنے گا۔ اور میں نے اس سے عہد کیا ہے اَنْ اُفِیْضَ بَعْدَ عَلَیٍّ میں کہ میں لوگوں پر نعمتوں کے دیا بہاؤں گا۔ بھے ڈرے کہ اگر میں یہ عہد ختم کر دوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنی عادت روک لے گا۔ (فرمانِ جہاد ص ۳)

فتا بہت | علامہ عبدالسلام رضوی اپنی کتاب "شہادتِ نوار" سید لاہارہ میں حافظ ابن قیم کی کتاب "الطریق، الحلیۃ" (مطبوع مصر ص ۵۲) کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے سولا علی کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ گرفتاری ایک غیر آباد مقام سے ہوئی تھی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود ٹھری تھی۔ یہ کھڑا تھا اور ایک لاشِ خون میں لت پت توڑ رہی تھی۔ اس شخص نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے اقبالِ مجرم کر دیا۔ آپ کے حضور اقبالِ مجرم کرنے والا ایک اور شخص بھی کھڑا تھا۔ سیدنا علی نے مجرم اذل سے دریت

فرمایا کہ تُو نے کیوں اقبالِ جرم کیا۔ اس نے عرض کیا کہ جن حالات میں میری گرفتاری
عمل میں آئی تھی۔ میں نے سمجھا کہ جن حالات کی موجودگی میں میرا انکار فائدہ مند نہ ہوگا۔
اس سے پوچھا گیا کہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کر۔ اس نے عرض کیا کہ میں قصاب ہوں
میں نے جانے وقوعہ کے قریب بکسے کو ذبح کیا۔ اسی عمل میں مصروف تھا کہ مہا
مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ اسی پیشاب سے فارغ ہی ہوا تھا کہ میری نظر اس
داش پر پڑ گئی۔ میں اس داش کے قریب کھڑا تھا کہ لوگوں نے مجھے قاتل سمجھ کر پکڑ لیا
مجھے اس امر کا یقین ہو گیا کہ ان تمام لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے انکاری
بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس لئے میں نے اقبالِ جرم کر لیا۔ پھر دوسرے
اقبالِ جرم سے دیانت فرمایا۔ اس نے عرض کیا میں ایک اعرابی ہوں مغس و مہوار ہوں
مقتول کو میں نے ہل کے لالچ کی بنا پر قتل کیا تھا کہ اتنے میں مجھے کسی کے آنے
کی آہٹ غمکس ہوئی اور میں ایک گوشے میں جا چھپا اتنے میں لوگوں نے اس
قصاب کو گرفتار کر لیا۔ میرے دل نے مجھے اقبالِ جرم کرنے پر آمادہ کیا کہ میری وجہ سے
یہ بے گناہ مارا جائے۔ مولا علی نے اپنے فرزندِ اربعہ سے پوچھا کہ تمہارے اس مقدمہ
میں کیا رائے ہے؟ حضرت حسن مجتبیٰ نے کہا امیر المومنین اگر اس شخص نے ایک آدمی
کو چمک کیا ہے تو ایک کی جان بھی بچائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَهَنَ أَخِيَا
لَكَ أَتَمَّا أَخِيَا لَكَ مَجِيئًا۔ (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: جس نے ایک شخص کی جان کو بچا لیا گویا اس نے سب لوگوں کی جان کو بچا
یا۔ حضرت علی نے جنابِ حسن کا مشورہ پسند فرمایا اور آپ نے دوسرے اصل جرم کو
بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

صرف اتنا فرمایا: | علامہ ابن حجر نے بزار کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ
جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو ایک آدمی نے نماز کی

حالت میں آپ پر حملہ کر دیا اور مجھ سے میں آپ پر غمخوار کیا تو آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اے اہل عراق! اتقوا اللہ فینا کیا اُمتاً کُتھرو حقیقاً انکھو۔ ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ ہم آپ کے امیر اور مہمان بھی ہیں۔

وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ يَبَارِكُ اللَّهُ فِيهِمْ۔ اور ہم وہ اہل بیت ہیں جنکے مستقل اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِئْتَا یُورِثُ اللّٰهُ لَیْذُ هَبْ عَنْکُمْ الْبُرْجُجَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَیُطْفِرَ عَنْکُمْ تَطْهِیرًا ۵ (پارہ ۲۲ سورۃ احزاب۔ آیت ۳۳)۔

”اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب شرف کر دے۔“

آپ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ تمام اہل مسجد رو پڑے۔

(صواعق مرقۃ ص ۱۳۹)

عفو و درگزر: مروان نے آپ کی طرف اپنی بیجا جو آپ کو گالیاں دیتا تھا وہ مدینہ کا عامل تھا اور ہر جگہ کو منبر رسول پر حضرت مولا علی کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت حسن نے اس کے اپنی سے کہا۔ اس کو جا کر کہہ دے خدا کی قسم میں تجھ کو گالیاں دے کر کوئی بات سنانا نہیں چاہتا جو تو نے کہی ہے۔ اللہ کے ہاں تیرے اور میرے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے

فَإِنْ كُنْتُمْ صَادِقًا فَجَزَاكَ اللَّهُ حَبِیرًا اَبْصَدُ قَلْبًا

”اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرے سچ کی تجھے حبیزا دے گا“

فَإِنْ كُنْتُمْ كَاذِبًا فَاللَّهُ اَشَدُّ بِقِسْمَةٍ

اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔

(صواعق مرقۃ ص ۱۴۱)

جب امام عایقہ حسن علیہ السلام نے وفات پائی تو مروان بھی رو پڑا: [مروان آپ کے جنازے پر رو دیا تو حضرت امام حسین

علیہ السلام نے اُسے فرمایا کیا تو اس پر رونا ہے حالانکہ تو نے انہیں سخت ترین اذیت میں مبتلا کر رکھا۔ مروان نے پہاڑ کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا:

إِنِّي كُنْتُ أَفْعَلُ ذَٰلِكَ رَأَىٰ أَحْلَمُوا مِنِّي هَذَا (مواہق عہدہ مست)

میں یہ اس شخص سے کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ علیم تھا۔

علامہ ابن حجر نے امام ابو نعیم کے حوالے سے بیان کیا ہے [پیدل حج] کہ حضرت حسن نے فرمایا کہ مجھے اپنے رب سے اس حال میں

ٹٹے ہوئے شرم غمکس ہوتی ہے کہ میں اس کے گھر کی طرف پیدل نہ چلا ہوں
فَتَشَىٰ عَشِيرَتِي حَاجَّةً۔ "چنانچہ آپ نے بین" حج پیدل کیے؟

● امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن نے پچیس حج پیدل کیے ہیں۔ وَرَأَى النَّجَاجِيَّتَ كُنْفًا حُ
مَبْنِيًا يَكْدِيهِ؟ اور اونٹیاں آپ کے سامنے کیجی کر لائی جاتیں؟

(مواہق عہدہ مست)

یٰٰطِیْ خِلَافَتِ! سَیِّدَا اِمَامِ حَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْ خِلَافَتِ سَے دستبردار صرف اللہ تعالیٰ

کی رضا مندی کے لئے جوئے تھے عَوْنَهُ اللّٰهُ وَكَهْلَبْنِيْہ
عَلَيْنَا بِالْخِلَافَةِ الْبَاطِنِيَّةِ۔

"قائد تعالیٰ نے اس کے عوض آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو باطنی خلافت سے سرفراز فرمایا؟" سنی کہ علماء کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں تمام ادیان اللہ کا قطب صفا الہیت سے ہی ہوتا ہے۔ جب امام حسن علیہ السلام ظاہری خلافت سے دستبردار ہو گئے تو آپ کے (یعنی) ساتھی کہنے لگے کہ آپ مومنوں کے لئے غار (شرمندگی و عیب) بن گئے ہیں

آپ اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے۔ اَنْعَاؤُ حَیْذَ قُرْبِ النَّارِ۔ کہ عذابِ نارسے بہتر ہے۔
(فردوسِ جہنم ص ۱۸)

کراماتِ حسن (علیہ السلام)

ایک حبشی کیلئے دُعا

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پیدل بغرض حج مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے پاؤں میں دم آ گیا۔ آپ کے کسی غلام نے عرض کی کاش کہ آپ کسی سواری پر سوار ہو جائیں تاکہ دم کم ہو جائے۔ آپ نے اس کی درخواست مستبول نہ کی اور فرمایا جب تم گھر پہنچو گے تو تمہیں ایک حبشی عورت ملے گا جس کے پاس کچھ تیل ہو گا تم اس سے خرید لینا اور جھگڑا مت کرنا۔ آپ کے غلام نے کہا میرے دل باپ آپ پر قربان۔ ہم نے ایسی عورت بھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس عورت کو تیل دستیاب ہوئی۔ جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو وہ حبشی دکھائی دیا۔ انہوں نے کہا۔ یہ ہے وہ حبشی جس کے متعلق میں نے بتایا تھا۔ جاؤ اور اس سے تیل خرید لاؤ اور قیمت ادا کر آؤ جوں ہی وہ غلام اس حبشی کے پاس گیا اور تیل طلب کیا تو اس نے کہا اسے غلام یہ تیل کس کے لئے خرید رہے ہو؟ غلام بولا حضرت امام حسنؑ کے لئے۔ اس نے کہا بے ان کے پاس سے چلو میں اُن کا غلام ہوں۔ جب وہ حبشی آپ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا میں آپ کا غلام ہوں۔ تیل کی قیمت نہیں لوں گا۔ آپ میں میری بیوی کیلئے جو دوا وہ میں مُبتلا ہے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک صبح ادا عطا دے پھر عطا کرے آپ نے فرمایا اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا ہی بنا عطا کرے گا جیسا تم چاہتے ہو۔ وہ ہمارا چہرہ کار ہو گا۔ حبشی گھر گیا تو گھر کی حالت جیسے ہی بانی حبشیؑ کی تھی (شواہد مشرقیہ غلام ہائی)۔

خشک دخت سے تازہ کجوریں ! ایک دن آپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے کسی صاحبزادے کے ساتھ کبیں سفر کر رہے

تھے کہ ایک خشک باغ میں ڈیرہ ڈال رہا حضرت حسن کے بیٹے باغ کے ایک دان میں اور ابن زبیر کے بیٹے باغ کے دوسرے دان میں فرسٹ بچھایا گیا ابن زبیر بولے کاش کہ اس نخلستان میں تازہ کجوریں ہوتیں جنہیں ہم کھاتے حضرت ام حسن نے فرمایا کیا تازہ کجوریں چاہتے ہو؟ ابن زبیر بولے ہاں آپ نے دست دُعا اٹھایا اور زبیر بچہ پر لھا جو کسی کو معلوم نہ ہوا فوراً کجور کا ایک دخت تر تازہ اور بار آور ہو گیا اس میں تازہ کجوریں لگ گئیں۔ ان کا ساتھی شتر بان بولا بھڑا یہ تو جادو ہے حضرت حسن نے فرمایا یہ جادو نہیں۔ یہ اس دُعا کے مستجاب کا اثر ہے جو پیغمبر علیہ السلام کے بیٹے نے مانگی تھی اس کے بعد لوگوں نے اس دخت کو خُما پر چڑھ کر تمام کجوریں توڑیں جن سے تمام سیر ہو گئے۔ (شواہد النبوة مترجم ص ۲۲)

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المؤمنین ام حسن علیہ السلام نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو (خواب میں)

دیکھا قرآن سے کہا۔ میں انکو مٹی بنونا چاہتا ہوں اس پر کیا لکھوں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس پر لکھئے، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَمَّا الْحَقُّ الْمُبِينُ کیونکہ یہ انجیل کے آخر میں تحریر ہے۔ (نور الانوار ص ۱۱۱)

شہادت حسن

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام حضرت میر معاویہ سے صلح کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے دس سال اقامت فرمائی۔ اس کے بعد آپ کو زہر دیا گیا جس کے سبب آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ زہر کس نے دیا۔ بعض علماء نے آپ کی زوجہ حبیبہ بنت اشعث بن قیس کنذی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے یزید بن صہین کے اگسا نے پر آپ کو زہر دیا اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے جن میں حافظ ابن کثیر بھی ہیں۔

عبد اللہ بن قاضی استاذ المفسرین علامہ مولانا سید امام نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ علیہ نے زہر خورانی کی مذکورہ روایت پر ایک ناقہ تیسرہ تحریر فرمایا ہے جو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں :-

مؤرخین نے زہر خورانی کی نسبت حبیبہ بنت اشعث بن قیس کی طرف کی ہے اور اس کو حضرت امام کی زوجہ بتایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ زہر خورانی باغوا کے یزید بنی ہے اور یزید نے اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ اس طبع میں اگر اس نے حضرت امام کو زہر دیا۔ لیکن اس روایت کی کوئی سند صحیح دستیاب نہیں ہوئی اور بغیر کسی سند کے کسی مسلمان پر قتل کا الزام اور ایسے عظیم اٹان قتل کا الزام کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ روایت کے لئے کوئی سند نہیں ہے اور مؤرخین نے بغیر کسی مستند ذریعہ یا مستند حوالہ کے لکھ دیا ہے۔

یہ خبر واقعات کے لحاظ سے بھی ناقابل اطمینان معلوم ہوتی ہے۔ واقعات کی تحقیق خود واقعات کے زمانہ میں جیسی ہو سکتی ہے مشکل ہے کہ بعد کو ایسی تحقیق ہو۔

خاص کر جبکہ واقعہ اتنا اہم ہو بلکہ حیثیت ہے کہ اہل بیت اطہار کے اس امام جلیل
کا قاتل کی خبر غیر کو تو کیا ہوتی خود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پتہ نہیں ہے
کہ زہر کس نے دیا ابھی تاریخیں بتاتی ہیں کہ وہ اپنے ہمدرد مسلمانوں سے زہر و ہندہ کا نام
دیا فت فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
زہر دینے والے کا علم نہ تھا۔ اب وہی یہ بات کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کا
ہم جیتے انہوں نے ایسا نہیں کیا، تو ب جہدہ کو قاتل ہونے کے لئے معین کر نوا کون
ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا امامین کے صاحبزادوں میں سے کسی صاحب
کو اپنی آخریات تک جہدہ کی زہر خوردنی کا کوئی ثبوت نہ پہنچا نہ ان میں سے کسی نے
اس پر شرعی مواخذہ کیا۔

ایک اور پہلو اس واقعہ کا خاص طور پر قابل ملاحظہ ہے وہ یہ کہ حضرت امام کی بیوی
کو خیر کے ساتھ ساز باز کرنے کی شیخ شہادت کے ساتھ منہم کیا جاتا ہے یہ ایک بدترین
تجربہ ہے۔ عجب نہیں کہ اس حکایت کی جیاد خارجیوں کی آفراتوت ہوں۔

(سوانح کربلا از مسید نعیم الدین مراد آبادی)

عمر بن اسحاق سے روایت ہے انہوں نے کہا میں اور ایک دوسرا شخص امام حسن
کی بیمار پڑوسی کے لئے گئے تو آپ نے فرمایا سوال کرو کیا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا
اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے تو پھر آپ سے سوال کروں گا۔ امام حسن نے فرمایا
میرا بچہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ مجھے کئی دفعہ زہر پلایا گیا ہے مگر اس دفعہ جو زہر
مجھے دیا گیا ہے ایسا زہر پہلے کسی نہیں دیا گیا۔ پھر میں دوسرے روز گیا تو امام حسین
رضی اللہ عنہ ان کے سر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اسے میرے بھائی
آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ فرمایا کیوں؟ تم اسے قتل کرو گے؟ امام حسین نے کہا میں
فرمایا اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جس کے متعلق میرا گمان ہے تو اللہ کا عذاب

انتقام بہت سخت ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو نہیں پسند نہیں کرتا کہ میرے بدلہ میں ایک بے گناہ کو قتل کر دیا جائے۔ آپ نے پتھرائی یا انچائیں بھری پانچ بیج اللہ شریف کو وفات پائی۔ آپ کو جنت البقیع میں آپ کی داری منابہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دفن کیا گیا آپ کی عمر شریف ۴۴ برس تھی آپ کی مدت خلافت صرف چھ ماہ پانچ روز تھی۔
(نورالعباد فی مناقب اہل بیت انبی امجاد علیہ السلام)

آپ کی ازواج : حضرت امام عالی مقام سیدنا حسن علیہ السلام نے کافی نکاح فرمائے لیکن کتب سیر میں یہ نام ملتے ہیں۔

- ① اُمّ بشر بنت ابوسعود بن عتبہ ② خولہ بنت منصور بن ربیع بن عمرو بن جابر
- ③ فاطمہ بنت ابوسعود عتبہ بن عمر ④ ام اسماعیل بنت طلحہ ⑤ رطلہ ⑥ ام الحسن
- ⑦ تقیہ ⑧ ام رافعیہ ⑨ حمہ بنت اشعث

صاحبزادے : ① حضرت زید ② حضرت حسن مثنیٰ ③ حسین اشرم

- ④ عبد الرحمن ⑤ ابو بکر ⑥ عمر ⑦ قاسم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
- ⑧ فاطمہ ⑨ ام سلمہ ⑩ ام عبد اللہ

صاحبزادیاں : ① ام الحسین رطلہ ② ام الحسن۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن

امیر المؤمنین امام عالی مقام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سیدنا زید اور سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چلی +



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتخاب اشعار

حضرت پیر طریقت زاہر شریعت اشباہ و خطابت حضرت مہر مقلد سیدی مہاجر
پیر سید فخر حسین چشتی دست برکاتہم و فیوہم اعلیٰ بانی و ناظم اعلیٰ دار معلوم چشتیہ
عزیز مندی بہاولپور (ضلع بکوات) نے ہندو ناہیز کے عرض کرنے پر عظمت مشاہیر کرام کے
موضوع پر کی گئی تقاریر اور آپ کے وہ مضامین جو دوسرا وقت مختلف ملکی رسائل و جرائد
میں چھپتے رہے ہیں کو ایک کتابی شکل میں جمع فرمایا ہے تاکہ مسلمان اس کتاب منافع و نفع
کے لحاظ سے استفادہ کریں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات کو ایمان
و یقین کے لیروں سے بچا سکیں، اختلافات و تنازعات کو ہذا دینے و اسے چلاک حکم
اور بناءیش و دشمنوں کی فریب کاریوں سے اپنے دین کو محفوظ رکھ سکیں۔

موصوف جہاں ایک ہندو یاہ خلیفہ شیریں مقال مقرر اور عالی مرتبت لویہ ہیں
وہاں ایک بہترین شاعر بھی ہیں آپ کے کلام میں سے ہندو نے شعری ذوق رکھنے والوں
کے لئے چند اشعار کا انتخاب کیا ہے جس میں اس کتاب خلفائے رسول کے آخری صفحات
میں ملے گی مرمت ہوئی ہے

انوار تکمیل

سید محمد امجد منیر (فاضل عربیہ) بکنتی شریف

حمد

زبان نطق پر جاری ہے تعریف و ثناء تیری ۴ ازل سے ہے اب تک ہے قیامی بقا تیری
ہے ہر گز میں تیرا ملو نہ ہے ہر رب پر تیرا نذر ۵ ازل سے ازل سے قدرت ہے رب نہ سوا تیری

نعت

چاند شرمندہ ہے کُن کا رُونے آباں دیکھ کر
 جہنم اٹھان مکان کُوج و قلم کُرسی و کُرش
 ایک تنہم سے نبی کے شکر اتے دو جہاں
 نہیں مشید ایں حُسنِ عجبین کا
 میرے محبوب کی قامت کے اٹکے
 ہوں مجھے خار بھی جنتِ بہاں

بجول شرمندے عین میں اُن کو غنڈوں دیکھ کر
 لامکاں میں گھٹی داسے کو حشر اہل کچھ کر
 ردِ پُراسار زمانہ اُن کو گھر یاں دیکھ کر
 میں دیوانہ بھول سلطانِ ذمین کا
 بھلا ہے ذکر کیا سرورِ حسن کا
 بیاں تبہ ہو کیجے اسِ حسن کا

اندازِ طلب

عطا کر یا الہی شیرِ دشتیر کا صدقہ
 جنتِ کی نصیبت کو اپنی رحمت میں بچا دیت
 خدا نے آپ کو قرآن میں رحمت سے فرمایا
 میں ہے نہیں ڈلا کر دُش دشواریں کی کچی تے
 عجب ہے آپ کے ہو کر رہی تھر بُدست میں
 جنتِ کے گلشنِ دل میں خزاں غنّے لگا بیٹھی

عطا ہو دردِ دل ہر عاشقِ دلگیر کا صدقہ
 جنابِ فاطمہؑ کی چادرِ عجبیر کا صدقہ
 نوازے کون چہرِ خُدا کے ان عیب کاروں کو
 سہارا بیٹھے آ کر عزتِ بھول بے سہاروں کو
 عجب ہے آپ کے ہو کر رہتے ہیں کناروں کو
 میری جانب ہی آجائیں اشارہ ہو بہاروں کو

مناقب

سینہ شمشیرِ بربلا کی شان میں لکھتے ہیں یہ

بُجھائی خُل سے تو تھنکی اُن دیکھناروں کی
 تو ہے ہر مہرِ مہرِ بے گماں فلکِ شہادت کا
 ضعیف و مر جیسے گونا گونا ہزار کے گلِ زمنا

میرے آقا و مولا عینِ دشتِ بلا تو ہے
 شہیدِ غفرِ ظلم و جنائے اشتیاق تو ہے
 اے نورِ تعنی سلطانِ قیوم و فنا تو ہے

بغداد میں سیرت کے جواہر کا
بقول پیرا حبیبی جٹانے والا تو ہے

سیدنا ام زین العابدین علیہ السلام

جس کی چشم بھٹیٹوں سے غم بھر چکا ہو
وہ غم و آلام کا شہ کا زین العابدین
عیش جن نعم گیا اور فریٹ میں تھا سو گور
بن کے قیدی حب پہلا بھار زین العابدین
یاد آتی جب تہاری کر بلا میں ہے کئی
کانپ اٹھے ہیں میرے شہزاد زین العابدین
سیدنا ام جعفر صادق صرف ایک شعر

چمک رہا ہے نبی کے گھر میں چراغ بن کے ام جعفر
بند ہیں سے جند تو ہے بہت کچھ تو بچا مقام جعفر
سیدنا ام علی رضا

خبر دہڑا پاک کی قسدریل نور ہار
کنز علی کے گہر تاباں علی زین
دشمن سے زہر کھا کے بھی شکوہ نہیں کیا
تصویر مہر پیکر احد علی زین
سیدنا ام موسیٰ کاظم

علی باغ محمد علی جعفریہ تو ہاں ستارہ
علی کا من تصویر شہد کر بلا کاظم
نکبان شریعت واقف اسرار لا الہ الا حق
طریقت کی چمک نور ہاں ست کی منیا کاظم
سیدنا شمس العارفین سیالوی

شہ عیسیٰ و سوسنی کے تخت شاہی کو سلام
جکے ہیں علی تری شہ کار شمس العارفین
نور سے بن کے متور ہو گیا ان کا ستارہ
جلی کرلوں میں ہیں جلو کار شمس العارفین
ہے خیر جیسے ہزاروں ہے سوں کا آسرا
آج بھی تیرا سخی در ہاں شمس العارفین
شیخ الاسلام و المسلمین سیالوی و جعفریہ

پیشہ پیرہ مشورہ حضور غریب فلا شیخ الاسلام و المسلمین خواجہ قمر الدین سیالوی و جعفریہ
کی جلا میں یوں مقسطرا دھین سے

ہری زندگی ہے کئی کئی ایسے باپکین سے بٹی ہوئی
 ہری زندگی میں صبر نہیں مرا چاند جلوہ لگن نہیں
 کبھی پام پر سے چاند آکسی دیکھو پھر آجکل کیست
 تجھے کیا بتاؤں آجکل ہوجاں ہے کوہِ قائم گرا !
 ہے تو اس خیریں میں مٹی تری تجربہ میں نظر نظر
 کیسے روشنی کی کرن میں غم میں نہ راغز غر
 مرا سوز میں ہے جھلکتا تھی گزشتہ چہرہ میر
 ہر مٹی ال وفاقاں پٹا اٹھ پارہ پارہ جگر جگر

شاہ شہباز

جلال اکبری قاتلہ اسکے زحیب کے آگے
 ہے پیغامِ خجندہ کو کو بوجِ دل پہ دلِ داور
 خجندہ کا نام ہے راہِ غنیمت کی خبر دینا
 اٹھا سر بند سے جو پشوتے اوسیدہ بن کر
 کہ سلطانوں کو سجادہ دو رہیں عبدِ خدا بن کر
 وہ ہوں گے اندہ ہی جو چہرے میں رہنا بن کر

رنگ تغزل

نہیں کہیں کہیں کی جھانک کر وہ اب تذکرہ یارو
 نہیں چلا تھا سیکن بھریں کا رقص جاری تھا
 کہوں مینا کے جوہرِ دستم کیوں بھلا سب کو
 ہے اب جانبِ بخت کے دستاں کی مستکشفین میں
 کون جانے کتنے دل تر پے سہل کی طرح !
 میری خم آؤد کلین نے یہ ظالمہ کر دیا !
 کئی طرح میں تجھے کہنے سے استور دک ڈوں
 یہ حیا داری کہ اتنا سا بھی شرماتے نہیں !
 جھنڈا کی کھیت بل سوز کو کیا نام دوں
 عسیم جہان کے مارے تلاش کرتے ہو
 یہ ڈھیر رکھ کے دیکھو نہ پاس کی صورت
 تو زمین پر وقت کے پامل کردہ قدوں میں
 غرض میں شرمِ نظارے تلاش کرتے ہو
 لگن سے ان میں شرم سے تلاش کرتے ہو
 فلک کی آنکھ کے تارے تلاش کرتے ہو

یہ ہی قسمت ہے خیرت کی اور عظمت کی !
 نبیوں جعفر میں پرشیدہ ہو شندی کے
 قدم قدم پہ سہارے تلاش کرتے رہو
 میں گئے دکھ شدہ تلاش کرتے رہو
 میزبان دیوانیل کے ہم ہی بچتے ہیں سدا
 فرحوں کا سامنا کر ہو ہی جاتا ہے کبھی !
 دل میں مان کے درد کو مہاں بنا لیتے ہیں ہم
 اپنے دامن کو بعض غم بچا لیتے ہیں ہم
 جعفر دل کے ساز کی تاریں بلا لیتے ہیں ہم
 تڑپ تڑپ کے پھر دن بچا گیا ہے کوئی
 جعفر عزیز کو ہمسرا بنا گیا ہے کوئی
 ہے سہرا تھا شیریں سخن ہونا مسماں کا !
 یہ مٹ جائیں گے ہاتھ کے حصارے غصے جھکو
 صداقت کی غلوں و خلق کی تصویر بن جاؤ
 جعفر شمشیر بن جاؤ یا نوک تیر بن جاؤ

حضرت پیر سید خضر حسین چشتی کے دیگر زیر طبع کتابیں

آلِ رسول
 شفاعتِ رسول
 حیاتِ رسول
 وسیلہٴ رسول

تصنیفِ دلپذیر

جس طرح پھول کی پتیاں اس کے رنگ کی عکاسی کرتی ہیں جس طرح کرنیں
چاند کی تابانی اور شامیں شمع کی تپتی تاب کی ہیں اور جس طرح لہروں کے خم
سے سمندر کی موجیں جھلکتی ہیں اسی طرح اصحابِ کرام حضور پر نورؐ پرستیدہم انشور جناب محمد
مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ناموس کے پاسدار اور آپ کی عظمتِ سرمدی کے آئینہ دار ہیں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ فیضِ ترجمان نے جس طور ان جانِ شادوں کی کوسوں کی گہرائی پر
فرقائی اور جس شانِ کرم کے ساتھ انہیں ابدِ اقبال تک کھائے محاسنِ موصاف کا قابلِ تقلید نمونہ
بنادیا وہ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ

جس طرف چشمِ محمدؐ کے اشارے ہو گئے مقتضائے سامنے آئے مسئلے ہو گئے

جمہد اصحابِ کبار میں خلفائے رسولِ کریمؐ کو جو امتیاز حاصل ہے وہ ان پر گنیہِ نفوس کی
ایمانی فضیلت اور ایمانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے غیر معمولی وابستگی کی دلیل ہے۔ ان
خلفائے راشدین کو جمہور کا جو امتیاز حاصل ہوا تھا آنے والے ادوار میں انہوں نے حساب
ذمہ داری، خدمتِ عوام، تبلیغِ اسلام اور عظمتِ ایمان کی بدولت ثابت کر دیا کہ ان کا انتخاب
برحق اور شریکِ دین کا باعث تھا۔ آج کے مادی دور میں ہم اپنے عظیم اسلاف کے کارناموں
کی جگہ گاہٹ سے مرنے موڑ کر تاریکیوں کا تقاب کر رہے ہیں۔ اس نئے وقت کا تقاضا
کہ عہدِ حاضر کے مسلمانوں کے ذہن و فکر میں عظمتِ اسلاف کے حوالے سے بالخصوص
خلفائے رسولِ کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کی جائے۔

مستادِ خطیب اور عالمِ دین صاحبزادہ پرستیدہم حضرت حسینؑ چشتی سیالوی نے
خلفائے رسولؐ کے عنوان سے ایک گراں قدر علمی اور تاریخی دستاویز پیش کر کے
وقت کے تقاضے پر جس طور سے جنیک کہا ہے اس پر وہ مبادیہ کے مستحق ہیں۔
صاحبزادہ پرستیدہم حضرت حسینؑ چشتی سیالوی کو خلفائے کریمؐ نے جس اپنی دشواری نقدِ علمی
لگن، تحقیقی شغف اور عشقِ رسولؐ (کا اہانت سے بہرہ ور کیا ہے اس کا اگلا نمونہ آہستہ

یاد یہ سبیل شریعت کی پاکیزہ لفظوں سے حاصل ہوا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد
قرن الہی شہید الہی رحمت اللہ علیہ کی خصوصی نظر عنایت اور پیر امیر شریعت حضرت حافظ
خواجہ محمد حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ مرکزی جسد مجلس المدینۃ الاسلام پاکستان کی شفقت
کریمانے ان کی صلاحیتوں کو جس طور پر جان بخشی ہے اس پر جتنا بھی انحراف کریں کم ہے۔

مجلس المدینۃ الاسلام کے زیر انتظام شائع ہونے والی اس تصنیف طیف کراچی
امور کے نگار، حافظ محمد یوسف قریشی سیالوی ہیں جنہوں نے چند برس قبل مکتبہ
قادریہ گوجرانوالہ کے نام سے اپنے مسائل کی کتب کی فروخت کا کام شروع کیا تھا اور اب
تائید یافتہ کی سہولت سے کتب کی تدوین و اشاعت کے میدان میں بھی قدم رکھ چکے ہیں
ان کا ترجمہ مجلہ تنبیہ قرآن تبلیغ اسلام اور اشاعت تعلیمات اولیاء کرام کی خاطر خوب سے خوب تر
اشاعتیں پیش کر رہا ہے۔

خلفائے رسولؐ جہاں علمی و تحقیقی لحاظ سے غرور و تصنیف سے وہاں مصنف
نے ہر جا تحقیق کے خشک میدان میں عبادت آگاہی، اعلیٰ شگفتگی اور شعری برجستگی کے
لکھ بھی دکھائے ہیں۔ آیات قرآنی، احادیث نبوی، تاریخی واقعات اور فکری روایات
کے حسن ترتیب نے اس کتاب کو جامعیت بخش دی ہے۔ اصحاب علم و دانش اور
اہل ہذا کی تسکین کے لئے فاضل مصنف صاحبزادہ سید خضر حسین قریشی نے ان
عظیم المہربت خلفائے راشدین کے سوانح اور سیرت و کردار کی جھلک پیش کرتے ہوئے
اس کے بے مثال جذبہ عشق و رفاقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور خاص اُجاگر کیا ہے۔
کیونکہ ان زندہ ہادیہ شخصیات کو عطا ہونے والا نیابتِ رسولؐ کا مقام فقط اور فقط محبت
محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیضان تھا۔ جس میں امید ہے کہ صاحب فکر و نظر اس تصنیف
و پذیر کو بطور پراپی قبی و ملی پذیرائی کا مستحق ٹھہرائیں گے۔ کیونکہ جو شخص حجتِ رسولؐ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرور ہوا اس کے لئے خلفائے رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر لمحہ سے
حقیقت بھی ایمان کا لازمی جزو ہے۔

رہبر حق اکبر رضا کا رشتہ کا نام جو ہر دور